خطباتِ شیرِ ربانی

شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

میاں محمد سعید شاد

سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور



ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

خطبات شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

میاں محمد سعید شاد

سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	خطبات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف	میاں محمد سعید شاد سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب
تاریخ اشاعت	دسمبر 2007ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	SH40
قیمت	150/- روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

حصہ اول

حصہ دوم

حصہ سوم

حصہ چہارم

حصہ پنجم

باسم ربی

زیر اهتمام...... خدا بخش ایجوکیشنل سوسائٹی

چک نمبر 17 یو سی ضلع شیخوپورہ

قرآن کریم کی ترویج و تدریس اور اشاعت کے لئے مذکورہ بالا دینی درس گاہ اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ جہاں حفظ قرآن کے علاوہ دینی و دنیوی تعلیم کا خاطر خواہ بندوبست ہے۔ تمام اخراجات سوسائٹی برداشت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ نشر و اشاعت کے زیر انتظام بزرگان دین کے حالات زندگی اور خطبات کے علاوہ معاشرے کی اصلاح اور حالات حاضرہ پر تبصرہ سے متعلقہ سوسائٹی نے یہ کتابیں بھی شائع کرائی ہیں جو ہر لحاظ سے قابل مطالعہ ہیں (۱) خطبات شیر ربانی شرقپوری (۲) حب رسول اور اس کے عملی تقاضے (۳) طلع البدر علینا (نعتوں کا مجموعہ) (۴) سانحہ کرب و بلا (۵) لَا اُفِ (۶) والیان ملک اور شیطان کا مکروفریب (۷) مسلم خوابیدہ اٹھ، ہنگامہ آرا تو بھی ہو (۸) غذائی اجناس میں خود کفالت (۹) رشتہ ازدواج کا پہلا زینہ (۱۰) ارض موات، بنجر قدیم سرکاری اراضی کی آبادکاری وغیرہ۔ مذکورہ کتابیں خود بھی خریدیں اور دوسروں کو خریدنے کی ترغیب بھی دیں اور مذکورہ درس گاہ کی مالی اعانت فرمائیں۔

میاں محمد صدیق SDO (ر) واپڈا (صدر)

میاں محمد ارشد جتالا آف گلاسگو (نائب صدر)

(مؤلف کتب)

سابق آفیسر محکمہ تعلیم پنجاب

میاں محمد سعید شاد

رابطہ آفس:- 403/ رحمٰن پورہ کالونی فیروز پور لاہور۔

فون نمبر:۔ 042-7561894

حصہ اول

اظہار خیال

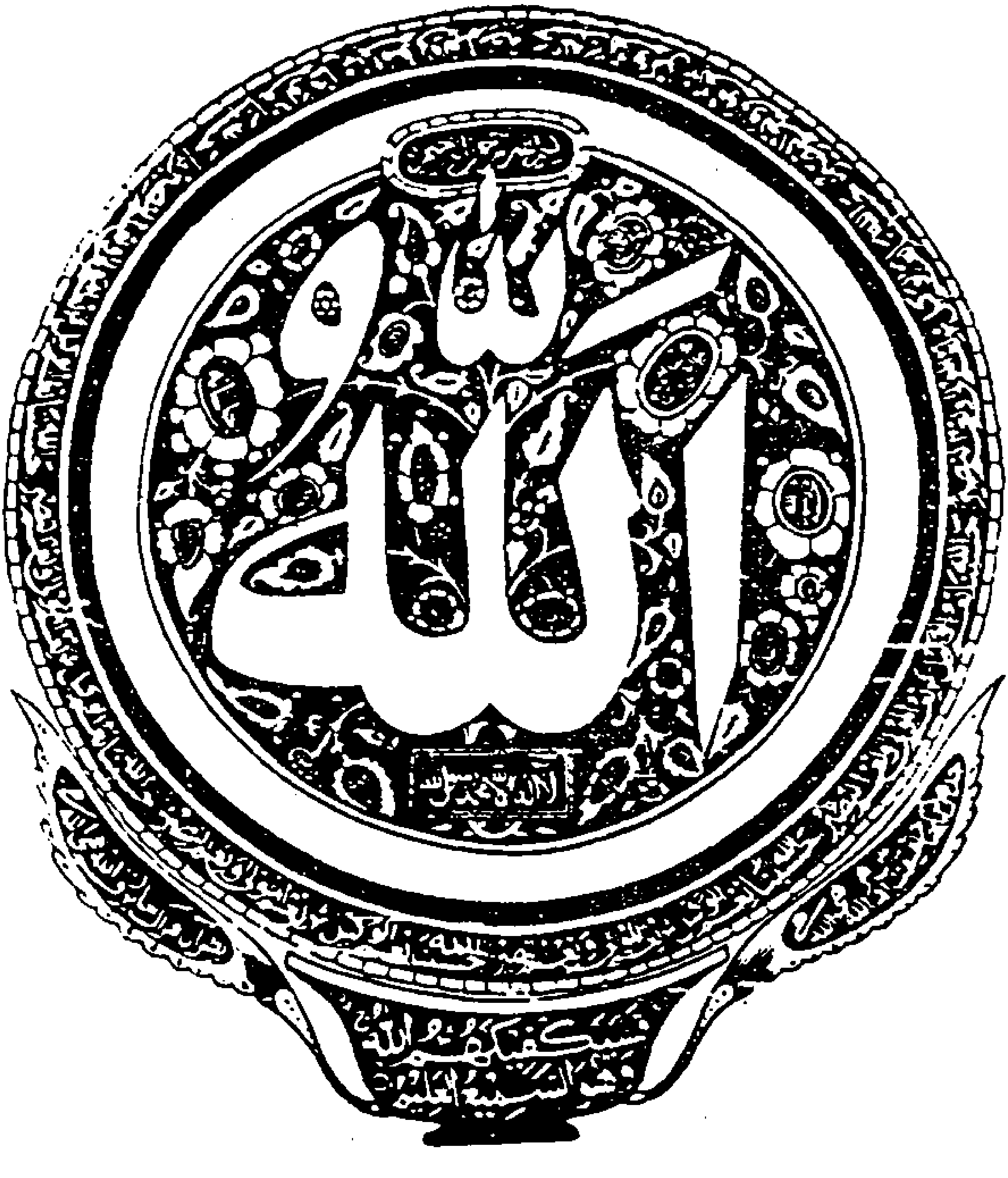
از جناب پروفیسر عبدالجلیل نقوی

ایم اے۔اردو، فارسی، ایم اے او کالج، لاہور

خطبات شیر ربانی شرقپوری رحمہ اللہ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔آپ زمانہ آخر کے بلند مقام ولی اللہ تھے۔آپ شریعت کے سخت پابند تھے۔آپ رحمہ اللہ کے فیض یافتگاں میں بڑی بڑی بلند پایہ ہستیاں شامل ہیں۔فیوض و برکات کا یہ سلسلہ رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گا۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات و تعلیمات پر کئی قابل قدر کتابیں لکھی گئی ہیں۔مگر یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے اس لئے کہ آپ کے ایک مرید خاص میاں خدا بخش رحمہ اللہ نے 1924ء سے 1928ء تک آپ کی اقتدا میں نماز جمعہ پڑھی اور کمال یہ کیا کہ آپ کے ارشادات کو باقاعدگی کے ساتھ ضبط تحریر میں لاتے رہے۔پھر آپ کے بیٹے مؤلف کتاب ہذا نے انہیں کتابی شکل میں شائع کرا دیا۔اس طرح سے یہ ایک نایاب اور بیش قیمت کتاب بالخصوص آپ کے مریدوں کے لئے تحفہ خاص ہے اور عوام کے لئے ایک اچھی گائیڈ بک ہے۔اس کتاب کی حیثیت ایک طرح سے حضرت شرقپوری رحمہ اللہ کے ملفوظات کی سی ہے۔اس میں آپ کا شجرہ نسب، حالات زندگی، معمولات، مکتوبات شامل ہیں اور بعض دیگر دلچسپ معلومات بھی فراہم کی گئی ہیں۔

اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کے دست مبارک کے لکھے نمونے قطعہ اسم ذات کا عکس



میاں خدابخش کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اسم ذات کا نمونہ

اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ

اَللّٰہ نور السمٰوٰتِ والارض

اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ

اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ

اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

اے دِل خداوند کریم سے عجز سے دعا کر کہ تجھے
حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر قربان ہونے کی
توفیق عطا فرما دیں ۔ آمین

نقل

اکادمی ادبیات پاکستان

PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS

Ministry of Education, Government of Pakistan

vide letter Dated: 04-02-2000

محترمی/محترمہ

السلام علیکم!

اکادمی ادبیات پاکستان کی جانب سے ادباء وشعراء کی گروپ انشورنس اسکیم کے تحت آپ کی انشورنس کی کارروائی مکمل ہو چکی ہے اس ضمن میں پوسٹل لائف انشورنس کی جانب سے تصدیق نامہ کے مطابق اس انشورنس پالیسی کے مندرجہ ذیل مالی فوائد ہو سکتے ہیں۔

الف۔	طبعی موت پر قانونی ورثا کو معاوضہ کی ادائیگی	ایک لاکھ روپے
ب۔	حادثاتی موت پر قانونی ورثا کو ادائیگی	دو لاکھ روپے
ج۔	مکمل یا جزوی معذوری پر معاوضہ کی ادائیگی	دو لاکھ روپے تک

آپ کی جانب سے اس انشورنس پالیسی کا پریمیم اکادمی ادا کرتی رہے گی۔

موصول ہونے پر اطلاع دیجئے گا۔

میاں محمد سعید شاد

مخلص

(خالد اقبال یاسر)

ناظم اعلیٰ

1۔ خطبات شیر ربانی شرقپوری
2۔ والیان ملک اور ابلیس کا مکروفریب
3۔ رشتہ ازدواج کا پہلا زینہ

NO.S.O.(A-IV) [illegible]

To

GOVERNMENT OF THE PUNJAB
EDUCATION DEPARTMENT.

Dated Lahore, the 25th Feb: [illegible]

1). The Director Public Instruction(Colleges), Punjab, Lahore.

2). The Director Public Instruction(S.E), Punjab, Lahore.

3) The Director Public Instruction(E.E.) Punjab, Lahore.

4). The Director General Public Libraries, Punjab, Lahore.

5) The Director Technical Education, Punjab, Lahore.

6) The Director Special Education, Punjab, Lahore.

7) The Director Sports, Punjab, Lahore.

SUBJECT: APPROVAL OF BOOK(S) FOR SCHOOLS/COLLEGES/INSTITUTIONS/PUBLIC LIBRARIES IN THE PROVINCE.

The Government of the Punjab, Education Department is pleased to approve the following book (s) for Schools/Colleges/Institutions/Public Libraries in the Province. You are accordingly requested to convey the approval of the Government to your lower formation for further necessary action:-

SR.NO.	NAME OF THE BOOK(S)/ MAGAZINE & PRICE.	NAME OF THE PUBLISHER/AUTHOR	APPROVED FOR THE LIBRARIES OF:
1)	" خطبات شیر ربانی "	Mian Muhammad Saeed Ahmed, Chairman, Local Zakat Committee, Halqa Rehmanpura, 403-A, Rehmanpura Colony, Lahore.	Approved for all Schools and Public Libraries in the Province.
2)	" والیان ملک اور علماء کا طرز [illegible] "		
3)	" رشتہ ازدواج کا مسئلہ [illegible] "		

SECTION OFFICER(A-IV)

NO & DATE EVEN.

A copy is forwarded for information to the Publisher/Printer/Author Mian Muhammad Saeed Shah, Chairman, Local Zakat Committee, Halqa Rehmanpura, 403/A, Rehmanpura Colony, Lahore.

SECTION OFFICER(A-IV)

"KHALIDI"

انتساب

والدین مرحومین کے نام

بالخصوص والد گرامی کے نام جنہوں نے چار سال اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں جمعہ کی نمازیں پڑھیں اور آپ کے مواعظ حسنہ کو قلمبند فرما کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ مریدوں کے لئے بالخصوص اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے متوسلین کے لئے بالعموم زیر نظر کتاب تالیف فرمانے کا مجھے حکم فرمایا۔

نذر عقیدت

امت مصطفیٰ ﷺ کے ان تمام اولیاء کاملین کے حضور جن کی نگاہ فیض سے کروڑوں عوام حلقہ بگوش اسلام ہوئے، ناقص کامل اور کامل رہنما ہوئے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے آستانہ عالیہ
حضرت میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ
چک نمبر 17، یو سی، تحصیل فیروز والا ضلع شیخو پورہ
فون نمبر (گھر): 7561894

علم و حکمت

1

ہر لکھاری ایک دن قبر میں خاک ہو جائے گا مگر اس کی تحریریں ہمیشہ باقی رہیں گی لہٰذا قرآن و سنت کی روشنی میں پاکیزہ تحریریں لکھی جائیں۔ مخرب اخلاق تحریروں سے بچنا چاہیے تاکہ محشر کے دن ذلیل و رسوا نہ ہونا پڑے۔

(حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ)

2

علم اگر سینوں میں بند ہو جائے تو تباہ ہو جاتا ہے۔

(حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ)

ولی کی پہچان

ماخوذ از مقدمہ کلیات جامی رحمۃ اللہ علیہ

از ہاشم رضاء بخش نہم صفحہ 170 مطبوعہ چاپ خانہ پیروز (تہران)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مؤسس حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م 791ھ) نے جو بلاشبہ ولایت اور قرب خداوندی کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے، درج ذیل فارسی اشعار میں ولی کی تین علامات بیان فرمائی ہیں۔ گویا حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح ذیل کے مطابق جو شخص کم از کم ان علامات کا حامل ہو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی اور منصب ولایت پر فائز ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں

سہ نشاں بود ولی راز نخست داں بہ معنیٰ

کہ چو روئے او بہ بینی دل تو بدو گراید

حقیقی ولی کی تین نشانیاں ہیں۔ پہلی نشانی یہ کہ تو اس کے چہرے کو دیکھے تو تیرا دل اس کا گرویدہ ہو جائے (یعنی اسے دوبارہ دیکھنے کی آرزو تیرے دل میں انگڑائیاں لینے لگے)

دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند بہ معنیٰ

ہمہ راز ہستی خود بہ حدیث می رباید

دوسری علامت یہ ہے کہ جب وہ مجالس میں اسرار و حقائق بیان کرے تو اس کی باتیں سامعین کے دل موہ لیں اور سنتے رہنے کو جی چاہے۔

سوم آں بود بہ معنیٰ ولی اخص عالم

کہ زہیچ عضو او راحرکات بد نیاید

حقیقت میں جہان کے خاص ترین ولی کی تیسری نشانی یہ ہے کہ اس کے اعضاء سے ناشائستہ حرکات سرزد نہ ہوں (گویا اس کی خلوت و جلوت میں کسی قسم کا تضاد نہ پایا جائے)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

تصنیف و تالیف کا ملکہ عطاء الٰہی کے بغیر ناممکن ہے۔ بات کہہ پانا اور پھر اسے دوسروں کے اذہان و قلوب میں احسن طریقے سے اتار سکنا مزید فضل ربی ہے۔ بعض حضرات مضمون نویسی اور کالم نگاری کے ماہر ضرور ہوتے ہیں مگر فن تقریر سے عاری ہوتے ہیں جب کہ بعض حضرات فن تقریر سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور تقریر ایسی شعلہ نوا اور مؤثر ہوتی ہے کہ سامعین کے قلوب و اذہان میں پیوست ہوتی جاتی ہے مگر وہ صاحب قلم نہیں ہوتے۔ یہ ہر دو فنون گویا عطائے الٰہی ہیں۔

اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (میرے والد گرامی کسی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتے سنتے تو سخت ناراض ہوتے) اور فرماتے کہ ان کے ہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینا بھی بے ادبی میں شامل ہے اس لیے ہمیں ہدایت تھی کہ ان کے پیر و مرشد کا نام نہ لیا جائے بلکہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب سے یاد کیا جائے۔ یہ بھی فرماتے کہ عوام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قدر کیا جانیں۔ قدر گل بلبل شناسد قدر جوہر جوہری بہ ایں وجہ بندہ نے بھی والد گرامی کی اس نصیحت کو اکثر پیش نظر رکھا ہے (شاید کہیں سہو ہو گیا ہو تو مجھے معاف رکھنا)۔
اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لاکھوں مرید ہوں گے جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں جمعے کی نمازیں پڑھی ہوں گی اور کئی مجالس میں شرکت بھی کی ہوگی اور کئی بار ہم سفر بھی رہے ہوں گے ان میں علماء و فضلاء، ادیب اور صحافی بھی ہوں گے مگر کسی کو خیال نہ آیا ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات، فرمودات اور ارشادات کو قلمبند کر لیتے تاکہ آنے والی نسلیں ان سے مستفید ہو سکیں۔ مگر الحمد للہ! یہ سعادت میرے والد گرامی کو

نصیب ہوئی۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سچے اور سچے مرید تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر لفظ، ہر بات، کو گوہر نایاب سمجھ کر محفوظ کر لینے کے متمنی رہتے۔ گویا

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

(شیخ سعدیؒ)

۳ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ دس بارہ میل کا سفر پیدل طے کر کے شرقپور شریف حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں جمعہ پڑھتے شام کو واپس آ کر رات تب سوتے جب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات کو اپنی بیاض میں نقل نہ فرما لیتے۔ قبلہ والد صاحب پرانے ایس وی ٹیچر تھے۔ اردو، فارسی، عربی زبانوں میں خاصی دسترس رکھتے تھے اس لیے یہ کام ان کے لیے مشکل نہ تھا اور فیض ربانی بھی شامل حال تھا۔ یہ سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک جاری رہا۔ لکھنے پڑھنے کی عادت مجھے بھی والد گرامی کی طرف سے نصیب ہوئی۔ ایک دن فرمانے لگے ان کا دل چاہتا ہے کہ یہ خطبات شائع کرانے چاہئیں تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین ان سے مستفیض ہوں۔ بندہ ان دنوں محکمہ تعلیم شیخوپورہ میں سپرنٹنڈنٹ تھا فوراً تائید کی اور ہم دونوں باپ بیٹے نے تمام بیاض میں درج فرمودات جمعہ سال وار ترتیب دے کر ایک مسودہ تیار کیا جس کی ابتدائی منظوری اور اجازت محترمی جناب برادرم صاحبزادہ میاں جمیل احمد سجادہ نشیں آستانہ عالیہ شرقپوری سرکار سے لینا ضروری سمجھی۔ اصل بیاض اور مسودہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمایا کہ انہیں شائع کرانے میں تاخیر نہ ہونی چاہئے اس لیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر اس وقت تک جتنی کتب شائع ہو چکی تھیں ان میں زیادہ زور کرامات پر دیا گیا تھا مگر آپ کے خطبات، فرمودات، اور ارشادات پر خاص توجہ نہ دی گئی بلکہ صاحبزادہ صاحب نے اپنی گرہ سے شائع کرانے کا عندیہ بھی دیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ مسودہ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے بھی نظر ثانی کروا لینا چاہیے۔ بندہ جناب حکیم صاحب کی خدمت میں

حاضر ہوا۔ آپ نے مسودہ رکھ کر دو تین دن بعد آنے کو کہا تو فرمایا کہ یہ کام مجھ سے بہتر جناب پروفیسر علامہ بشیر احمد صدیقی صاحب ہیڈ آف دی اسلامیات پنجاب یونیورسٹی کر سکیں گے۔ اس لیے ان سے رابطہ کیا جائے۔ ان سے رابطہ کیا تو فرمایا کہ اصل بیاض لاؤ ان کے ساتھ لفظ لفظ اور حرف حرف مقابلہ کروں گا۔ لہٰذا تعمیل ارشاد میں بندہ تقریباً دو ماہ روزانہ شیخوپورہ سے لاہور ان کے گھر آتا رہا۔ رات گئے تک ہم دونوں موازنہ کرتے جہاں درستی چاہی کی گئی۔ مجھے رات کا کھانا کھلا کر رخصت فرماتے اور میں شیخوپورہ واپس آجاتا۔ یوں یہ مسودہ فائنل ہوا۔ اسی دوران میں محترمی جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب برطانیہ سے بھی رابطے میں رہے اور اپنی طرف سے ایک مضمون بعنوان ''لمحہ فکریہ'' برائے شمولیت کتاب بھی عطا فرمایا۔ اشاعت کے لیے ابھی ابتدائی بات چیت ہو رہی تھی۔ کہ آپ نے جناب صوفی سرور صاحب خطیب و خلیفہ جناب صاحبزادہ صاحب کو پیغام دیا کہ جس طرح سے بھی ہو سکے کتاب آئندہ عرس شریف سے قبل تیار ہو جانی چاہیے۔

۴ اتنے میں 28 جنوری 1977ء کو والد گرامی وصال فرما گئے اور میری تبدیلی نظامت تعلیمات پنجاب لاہور کے شعبہ پبلی کیشن میں ہوگئی۔ اس شعبہ کا تعلق پنجاب بھر کے پرنٹنگ اینڈ پبلیکیشن اداروں سے تھا۔ جو ہم سے نصابی کتابوں کی سپلائی کی اجازت لیتے تھے۔ مجھ میں تو اتنی مالی بساط نہ تھی کہ طباعت و اشاعت پر اٹھنے والے اخراجات برداشت کر لیتا۔ بندہ نے مقبول اکادمی انارکلی لاہور سے رابطہ کیا انہوں نے یہ ذمہ داری بخوشی قبول فرمالی۔ میں اپنے دفتر انارکلی سے سائیکل پر سوار ہو کر اردو بازار سے ہوتا ہوا مقبول صاحب کے ہاں جا رہا تھا کہ اچانک میری نظر علمی کتب خانہ کے بورڈ پر پڑی تو میں نے وہیں بریک لگائی اور خیال یہ غالب ہوا کہ پہلے ان سے بات کرنی چاہیے۔

۵ محترمی جناب حاجی سردار محمد صاحب مالک ادارہ آرام کرسی پر دراز تھے۔ السلام علیکم! وعلیکم السلام! حاجی صاحب بڑے تپاک سے ملے۔ میں نے مسودہ پیش کرتے ہوئے مدعا بیان کیا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام پڑھتے ہی وہ سیدھے ہو گئے۔ مسودے کو

آنکھوں سے لگایا اور کہا واہ! واہ! شاد صاحب کمال کر دیا۔ پوچھا کیا ہوا؟ فرمانے لگے کہ وہ ابھی نوعمر ہی تھا کہ جالندھر سے اپنے والد گرامی کے ہمراہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں شرقپور شریف حاضر ہوا تھا۔ آپ نے مجھے بہت پیار کیا اور آج وہ لمحات دوبارہ تازہ ہو گئے۔ پوچھا کیا شرائط ہوں گی؟ عرض کی کچھ لینا نہ دینا صرف جتنی کتابیں چاہوں گا وہ مل جانی چاہئیں اور پچاس کتب چند دن بعد ہونے والے شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں پہنچانی ہیں۔ اسی وقت کاتب کو بلوایا اور یوں پانچ صد کتب آناً فاناً شائع ہو گئیں۔ بندہ اور حاجی صاحب ساٹھ کتابیں لے کر شرقپور شریف عرس کے موقع پر جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ بڑے خوش ہوئے اور وہ کتابیں دیکھتے ہی دیکھتے وہیں تقسیم ہو گئیں۔

٦ جناب حاجی صاحب کی زندگی میں اس کتاب کے پانچ پانچ صد کے پانچ ایڈیشن یکے بعد دیگرے شائع ہوتے رہے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت عام اور بقائے دوام کی وجہ سے اسے کافی پذیرائی ملی۔ ان کی وفات کے بعد حاجی صاحب کے ورثاء نے معذرت کر لی۔ چھٹا ایڈیشن یوں شائع ہو گیا کہ ایک نوجوان پبلشر اردو بازار سے اپنی شادی کرانے میرے پاس آیا۔ یاد رہے بندہ پچھلے سترہ سال سے بچوں کے رشتوں کی تلاش میں والدین کی رہنمائی کر رہا ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے معتقدین کے بچوں کی شادیوں کے معاملات میں رہنمائی فرمایا کرتے تھے اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو کئی مثالیں پیش کرتا بندہ نے اس نوجوان سے کہا کہ وعدہ کرو کہ خطبات کا چھٹا ایڈیشن شائع کرا دو گے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ دو ہفتے کے اندر حسب منشاء تمہاری شادی ہو جائے گی۔ اللہ کے فضل و کرم سے دونوں کام ہی ہو گئے۔

٧ اب ساتویں ایڈیشن کی باری ہے۔ میری عمر اس وقت 78 سال سے زائد ہو گئی ہے۔ اب چراغ سحر ہوں۔ گویا بقول اقبال ؎

کوئی دم کا مہمان ہوں اے اہل محفل
چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں

الحمد للہ! یہ سعادت برادر عزیز جناب صاحبزادہ محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب چیف ایگزیکٹو ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا دربار روڈ لاہور کو نصیب ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں مزید ترقی فرمائے۔ آمین۔

بندہ اس رباعی کے ساتھ رخصت چاہتا ہے

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجا است
تاریک دلم نور صیائے تو کجا است
مارا تو بہشت گر بطاعت بد ہے
آن بیع بود لطف و عنایت تو کجا است

(ابوسعید ابوالخیر)

میاں محمد سعید شاد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ۔

امابعد۔اس پرآشوب دور میں جب کہ میڈیا میں مخرب اخلاق لٹریچر کی اشاعت عام ہےاور رہی سہی کسر الیکٹرانک میڈیا نے نکال دی ہے۔دینی علوم کی تشہیر وترویج برائے نام رہ گئی ہےاور نہ ہی ادھر نوجوان بچوں کو کوئی رغبت ہے۔ہاں البتہ اس دور کے علماء مذہبی فرقہ پرستی کو زیادہ ہوادے رہے ہیں۔قرآن وسنت کے احکامات کی تعمیل سے صرف نظر کر رکھا ہے۔یہی حالت ہمارے ہاں سیاسی شعبدہ بازوں کی ہےان کا بھی ظاہر کچھ ہےاور باطن مکر وفریب،حسد اور بغض سے لبریز ہے۔ملک ترقی کرے تو کیسے کرے ہم نے یہی سمجھ رکھا ہے کہ نماز،روزہ،زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی ہی اسلام ہے باقی معاملات،اخلاقیات اور عقائد کچھ بھی ہوں ان کی فکر ہر گز نہیں ہے۔

● ایک دور تھا جب اولیائے کرام اور بزرگان عظام نے ہندوستان میں قرآن وسنت کے مطابق اشاعت دین میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں حتیٰ کہ شاہان وقت بھی ان کے سامنے سرنگوں ہوتے۔وہ ایسے خدا پرست پابند شریعت حضرات تھے کہ شاہوں کے محلات میں جانا گوارا نہ کرتے۔آج کا دور دیکھیں تو بڑے بڑے جبہ و دستار بردار شاہوں کی صحبت کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔دور کی بات نہیں اولیاء کرام میں سے ایک ولی اللہ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جنہوں نے انگریز کے دور میں بھی پوری تندہی اور جوش وخروش سے اسلامی اصولوں پر عمل کرایا اور اسی عمل کو اپنے جلیل القدر خلفاء کے توسط سے آگے پھیلایا۔

③ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلاف شرع کسی امر کی اجازت نہ فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علاقوں میں اپنے نائبین مقرر فرمائے ہوئے تھے۔ ان میں سے حضرت میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کو چک نمبر 17 تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ اور اردگرد کے دیہات میں تبلیغ اسلام کی ذمہ داریاں سونپی تھیں۔ حضرت میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اسی علاقہ میں نصف صدی تک اشاعت دین کی خدمات سرانجام دیں اوران کی ہمت و استقامت دیکھیں کہ 1924ء تا 1928ء ہر جمعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں دس بارہ میل پیدل سفر کر کے ادا کیا اور مزید ہمت اور استقامت کا عالم یہ رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات اور فرمودات کو قلمبند کیا۔ یہ کام ایک ایسا کام ہے کہ ہر کوئی نہیں کرسکتا۔ مزید برآں اپنے سعادت منداور اپنی زیر تربیت بیٹے مؤلف کتاب ہذا کو ہدایت فرمائی کہ ان خطبات کو شائع کرایا جائے تاکہ فیض عام ہو۔ یہ کام بھی ہوتا رہا۔ خطبات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا اب یہ ساتواں ایڈیشن شائع ہورہا ہے۔

④ کتاب مستطاب ''خطبات شیر ربانی رحمہ اللہ'' کا میں نے بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اسے مخزن علم وحکمت اور خزینۂ معرفت پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کا ہر لفظ ہر نکتہ حکمت ودانش سے لبریز پایا۔ گویا سمندر کوزے میں بند ہے۔ مختصر الفاظ وکلمات اتنے ذومعنی ہیں کہ شاید بڑی بڑی معروف کتابوں میں بھی نہ ملیں۔

⑤ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ان خطبات کا مطالعہ کرنا بہت مفید ہوسکتا ہے۔ بایں ہمہ عالمانہ طرز استدلال، صوفیانہ رنگ کمال اور واعظانہ ذوق جمال نے اس کتاب کی مزید اہمیت بڑھا دی ہے۔ بدیں وجوہ یہ کاوش طلباء، علماء، خطباء، اور سالکین حق کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بندہ نے محترمی میاں محمد سعید شاد کی دیگر کتب جن کا ذکر انہوں نے پیش لفظ میں کیا ہے حرفاً حرفاً پڑھی ہیں اور انہیں موجودہ دور میں معاشی اور معاشرتی بداعمالیوں سے نجات دلوانے کے لیے بے حد مفید

پایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کے رشحات قلم کا یہ پر بہار اور برق رفتار سلسلۂ تصنیف وتالیف یونہی برقرار ہے۔ آمین

احقر العباد

سید محمد افضل شاہ

خطیب جامع مسجد محمدیہ حنفیہ

A بلاک، رحمٰن پورہ کالونی فیروز پور روڈ لاہور

حمد فی القرآن

''گرجتے بادل، کڑکتی بجلیاں اور فرشتے بھی اللہ کی پاکی اور حمد کے ترانے گاتے ہیں''۔(الرعد:13)

''بادلوں کی گرج اس (اللہ) کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے۔اور فرشتے بھی اس کے رعب وجلال سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔وہ اللہ کڑکتی ہوئی بجلیاں بھیجتا ہے اور (بسا اوقات) انہیں جس پر چاہتا ہے گرادیتا ہے اور یہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا ہی زبردست قوت والا ہے''۔

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ خزائن العرفان میں اس کی شان نزول اس طرح سے بیان کی گئی ہے۔

''حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے ایک سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجی تو انہوں نے اس کو دعوت دی، کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو۔کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا یا تانبے کا۔مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس جاکر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ایسا کفر سیاہ دل سرکش دیکھنے میں نہیں آیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے پاس پھر جاؤ۔اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو مان لوں جسے میں نے دیکھا نہ پہچانا۔یہ حضرات پھر واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا خبث تو اور ترقی پر ہے۔فرمایا پھر جاؤ۔بہ تعمیل ارشاد پھر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابر آیا اس سے بجلی چمکی اور کڑک پیدا ہوئی اور بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا۔یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انہیں اصحاب کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہیے وہ شخص جل گیا۔ان حضرات نے کہا کہ آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا۔انہوں نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی آئی ہے: ویرسل الصواعق.........الخ۔

83374

حمد وصلوٰۃ

حمد و ثنا اس کے لیے جو خالق مصطفیٰ ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو حبیب کبریا ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو رب العالمین ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو رحمۃ للعالمین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو مالک یوم الدین ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو شفیع المذنبین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو احسن الخالقین ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو خاتم النبیین ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو احکم الحاکمین ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو رؤف الرحیم ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو غفورالرحیم ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو علیٰ خلق عظیم ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو علی العظیم ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو کافۃ اللناس ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو علیم قدیر ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو سراج منیر ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو سمیع بصیر ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو بشیر و نذیر ہے

حمد و ثنا اس کے لیے جو غفور شکور ہے
صلوٰۃ و سلام اس پرجو جاء کم من اللہ نور ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو صاحب فضل عظیم ہے
صلوٰۃ و سلام اس پرجو فضل عظیم ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم و ودود ہے
صلوٰۃ و سلام اس پرجو صاحب مقام محمود ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم و رحمان ہے
صلوٰۃ و سلام اس پرجو صاحب قرآن ہے
حمد و ثنا اس کے لیے جو کہے والضحیٰ والیل اذا سجیٰ
صلوٰۃ و سلام اس پرجس کیلئے یعطیک ربک فترضیٰ
حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے وجهک فی السمآء
صلوٰۃ و سلام اس پرجس کے لیے قبلۃ ترضھا
حمد و ثنا اس کیلئے جو فرمائے ماینطق عن الھویٰ
صلوٰۃ و سلام اس پرجس کے لیے اِلَّا وَحیٌ یُوحیٰ
حمد و ثنا اس کے لیے کہ فرمائے سبحان الذی اسریٰ
صلوٰۃ و سلام اس پرجس کیلئے لنریہ من ایٰتنا
حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے ثم دنیٰ فتدلّٰی
صلوٰۃ و سلام اس پرجس کیلئے قاب قوسین او ادنیٰ
حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے مازاغ البصر وماتغیٰ
صلوٰۃ و سلام اس پرجس کیلئے ماکذب الفوا ومارئٰ
حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے فاوحی الیٰ
صلوٰۃ و سلام اس پرجس کیلئے عبدہ مااولیٰ

حمد وثنا اس کے لیے جو فرمائے نشرح لک صدرک
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کیلئے ورفعنا لک ذکرک
حمد و ثنا اس کے لیے جو فرمائے فلا و رَبُّکَ
صلوٰۃ و سلام اس پر جس کیلئے لَعَمْرُکَ
حمد و ثنا اس کے لیے جس کے آگے جھکے مصطفیٰ
صلوٰۃ و سلام اس پر جس پر صلوٰۃ بھیجے خود خدا
حمد و ثنا اس کے لیے جس کے نام سے ابتدا
صلوٰۃ و سلام اس پر جس کے نام پر ہے انتہا
حمد و ثنا اس کے لیے کہ فرمائے محمد رسول اللہ
صلوٰۃ وسلام اس پر کہ فرمائے لا اِلٰہ اِلا اللہ

دعا و مناجات با قاضی الحاجات

از دیوان حضرت علی رضی اللہ عنہ

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَنْتَ مَوْلَاہُ
حاضر ہوں حاضر ہوں تو ہی میرا مولا ہے
فَارْحَمْ عُبَیْدَ اِلَیْکَ مَلْجَاہُ
اپنے ناچیز بندہ پر رحم فرما تو ہی اس کی جائے پناہ ہے
یَا ذَاالْمَعَالِیْ عَلَیْکَ مُعْتَمَدِیْ
اے صاحب بزرگی و بلندی تجھی پر میرا بھروسا ہے
طُوْبٰی لِمَنْ کُنْتَ اَنْتَ مَوْلَاہُ
اس کو خوشخبری جس کا تو مالک ہو
طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ نَادِمًا اَرِقًا
اس شخص کو خوشخبری ہو جو شرمندہ اور بیدار ہو
یَشْکُوْ اِلٰی ذِی الْجَلَالِ بَلْوَاہُ
اپنی مصیبت کی خدا صاحب جلال کی درگاہ میں شکایت پیش کر
مَابِہٖ عِلَّۃٌ وَّ لَا سَقَمٌ
اس کو کوئی شکایت کوئی بیماری
اَکْثَرُ مِنْ حُبِّہٖ لِمَوْلَاہُ
اپنے مالک کی محبت سے زیادہ نہیں ہے
اِذَا خَلَا فِی الظَّلَامِ مُبْتَہِلًا
جب رات کی تاریک میں تنہا گڑ گڑاتا ہے

اَجَابَهُ اللّٰهُ ثُمَّ لَبَّاهُ

تو خدا پاک اسکی دعا کو قبول کرتا ہے اور اسے لبیک کہتا ہے

سَاَلْتَ عَبْدِیْ وَاَنْتَ فِیْ کَنِفِی

اور کہتا ہے کہ اے میرے بندے تو نے مجھ سے

سوال کیا اور تو میری پناہ میں ہے

وَکُلُّ مَا قُلْتَ قَدْ سَمِعْنَاهُ

اور جو کچھ تو نے کہا میں نے سنا

صَوْتُکَ تَشْتَاقُهُ مَلٰئِکَتِیْ

تیری آواز کے میرے فرشتے مشتاق ہیں

فَذَنْبُکَ الْاٰنَ قَدْ غَفَرْنَاهُ

پس اس وقت میں نے تیرے گناہ کو بخش دیا

فِیْ جَنَّةِ الْخُلْدِ مَا تَمَنَّاهُ

بہشت دائمی میں اس کی تمام آرزوئیں پوری ہوں گی

طُوْبَاهُ طُوْبَاهُ ثُمَّ طُوْبَاهُ

اس کے لیے خوشخبری پر خوشخبری ہے

سَلْنِیْ بِلَا حَشْمَةٍ وَلَا رَهَبٍ

مجھ سے بلا شرم اور خوف کے مانگ

وَلَا تَخَفْ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ

اور مجھ سے نہ ڈر کہ میں تیرا معبود ہوں

قَرِیْحُ الْقَلْبِ مِنْ وَّجَعِ الذُّنُوْبِ

گناہوں کے درد کی وجہ سے زخمی دل

نَحِیْلُ الْجِسْمِ یَشْھَقُ بِالنَّحِیْبِ
اور لاغر جسم والا گریہ زاری کرتا ہے
اَضَرَّ بِجِسْمِهٖ سَهَرُ اللَّیَالِیْ
راتوں کی بیداری نے اسکے جسم کو اسقدر نقصان پہنچایا ہے
فَصَارَ الْجِسْمُ مِنْهُ کَالْقَضِیْبِ
کہ وہ جسم مثل ٹہنی کے ہوگیا ہے
وَغَیَّرَ لَوْنَهٗ خَوْفٌ شَدِیْدٌ
خوف شدید نے اس کے رنگ کو متغیر کردیا ہے
لِمَا یَلْقَاهُ مِنْ طُوْلِ الْکُرُوْبِ
اور وہ خوف اس مصیبت کا ہے جو اسے پیش آنے والی ہے
یُنَادِیْ بِالتَّضَرُّعِ یَا اِلٰهِیْ
وہ تضرع کے ساتھ پکارتا ہے کہ یا خدایا
اَقِلْنِیْ عَثْرَتِیْ وَاسْتُرْ عُیُوْبِیْ
میری لغزش سے درگزر کر میرے عیوب کو چھپا
فَزِعْتُ اِلَی الْخَلَائِقِ مُسْتَغِیْثًا
میں نے مخلوقات کی طرف فریاد کر کے گھبرا کر پناہ لی
وَلَمْ اَرَ فِی الْخَلَائِقِ مِنْ مُجِیْبٍ
مگر ان میں ایک شخص کو بھی فریاد رسی کرنے والا نہ پایا
وَاَنْتَ تُجِیْبُ مَنْ یَّدْعُوْکَ رَبِّیْ
تجھ کو جو بھی پکار جواب دیتا ہے اے میرے رب
وَتَکْشِفُ ضُرَّ عَبْدِکَ یَا حَبِیْبِیْ

اور اپنے بندے کی تکلیف کو زائل کر دیتا ہے اے میرے مطلوب

وَدَآئِیْ بَاطِنٌ وَلَدَیْکَ طِبٌّ

میری بیماری پوشیدہ ہے مگر تیرے پاس علاج ہے

وَ مَنْ لِّیْ مِثْلُ طِبِّکَ یَا طَبِیْبِیْ

اے میر طبیب میرے لیے تیرے برابر کس کا علاج ہوگا

حمد باری تعالیٰ

(از شیخ فرید الدین عطار)

شیخ فرید الدین عطار 513ھ بمطابق 1119ء بمقام گدکن نامی قصبہ نزد نیشاپور پیدا ہوئے۔ آپ تارک الدنیا تھے۔ مولانا جلال الدین رومی بھی بچپن میں شیخ عطار کی خدمت میں رہے۔ آپ 113 کتب کے مصنف تھے۔ وفات بمطابق 1230ء تھی۔

حمد بے حد مرخدائے پاک را (1) آنکہ ایماں داد مشت خاک را
آنکہ در آدم دمید او روح را (2) داد از طوفاں نجات او نوح را
آنکہ فرماں کرد قہرش بادرا (3) تا سزائے کرد قوم عاد را
آنکہ لطف خویش را اظہار کرد (4) با خلیلش نار را گلزار کرد
آں خدا وندے کہ ہنگام سحر (5) کرد قوم لوط را زیر و زبر
سوئے او خصمے کہ تیر انداختہ (6) پشۂ کارش کفایت ساختہ
آنکہ اعدا را بدریا درکشید (7) ناقہ را از سنگ خارا برکشید
چوں عنایت قادر قیوم کرد (8) در کف داؤد آہن موم کرد
با سلیماں داد ملک و سروری (9) شد مطیع خاتمش دیو و پری
از تن صابر بہ کرماں قوت داد (10) ہم ز یونس لقمہ باحوت داد
آں یکے را ارہ برسری کشد (11) دیگرے را تاج برسری نہد
اوست سلطان ہرچہ خواہد آں کند (12) عالمے را در دمے ویراں کند
ہست سلطانی مسلم مر اورا (13) نیست کس را زہر چون و چرا
آں یکے را گنج و نعمت مید ہد (14) دیگرے را رنج و زحمت مید ہد
آں یکے را زرو دو صد ہمیاں دہد (15) دیگرے در حسرت ناں جاں دہد
آں یکے برتخت باصد عز و ناز (16) دیگرے کردہ ہاں از فاقہ باز

آں یکے پوشیدہ سنجاب و سمور (17) دیگرے خفتہ برہنہ در تنور
آں یکے بربستر کمخواب و نخ (18) دیگرے بر خاک خواری بستہ یخ
طرفۃ العینے جہاں برہم زند (19) کس نمی آرد کہ آنجادم زند
آنکہ بامرغ ہوا ماہی دہد (20) بندگاں را دولت و شاہی دہد
بے پدر فرزند پیدا او کند (21) طفل را در مہد گویا اوکند
مردۂ صد سالہ را حی مے کند (22) ایں بجز حق دیگرے کے می کند
صانعے کزطیں سلاطیں می کند (23) نجم را رجم شیاطیں می کند
از زمین خشک رو یاند گیاہ (24) آسماں را بے ستوں دارد نگاہ

ہیچ کس در ملک او انباز نے
قول اور لحن نے آواز نے

حمد باری تعالیٰ

(شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

ثناء و حمد بی پاین خدا را
کہ صنعش در وجود آورد مارا
الہا قادرا پروردگارا
کریما منعما آمرزگارا
خداوندا! تو ایمان و شہادت
عطا کردی بہ فضل خویش مارا
از احسان خداوندی عجب نیست
اگر خط در کشی جرم و خطارا
بہ حق پارسایان کز در خویش
نیندازی من نا پارسا را
خدایا! گر تو سعدی را برانی
شفیع آرد رواں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سید سادات عالم
چراغ و چشم جملہ انبیاء را

حمد

(اعظم چشتی)

اے خدائے جمال و زیبائی
خوب ہے تیری عالم آرائی

تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو
محو حیرت ہے تاب گویائی

سب میں موجود اور سب سے جدا
کون سمجھے یہ راز تنہائی

پارہ پارہ قبائے استدلال
ریزہ ریزہ ہے دام جویائی

کیا نظر آئے ماسوا کا جہاں
دیکھ کر تیری شان یکتائی

یاس میں غم میں اور مشکل میں
تیری رحمت ہی سب کے کام آئی

اعظم اس نام سے ہے گلشن میں
زندگی، تازگی و رعنائی

دنیا کی سب سے پہلی نعت

بزبان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

(عربی متن دستیاب نہیں اردو ترجمہ ملا ہے)

اے میرے چاند تیری یاد کا غم
مدتوں سے ہے میرے دل کا رفیق
چشم مشتاق میری دیدۂ خوناب میرا
تیرے چہرے کی سحر کا متلاشی کب سے
تیرے اوصاف حمیدہ کا بیاں اور خدیجہ کی زباں
بس میرے دل کی گواہی کے لیے کافی تھا
کہ وہ موعود نبی ﷺ تیرے سوا کوئی نہیں
چشم مشتاق میری جس کے لیے چشم براہ

نعت

از

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
اک ساڈا سورج تے اک اسماناں دا سورج
وَ شَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
تے میرا سورج اسمانی سورج توں بہتر اے
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ
اسمانی سورج فجر توں بعد نکل دا اے
وَ شَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ
تے میرا سورج عشاء توں بعد چڑھدا اے
(یعنی رات نوں عبادت وچ رجھا رہندا اے)

☆

مَتٰی یَبْدُ فِیْ الدَّاجِیَ الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ
انھیری راتے آپ ﷺ دا متھا دسدا اے
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجٰی الْمُتَوَقَّدِ
تے انج چمکدا اے جویں روشن چراغ
فَمَنْ کَانَ اَوْ مَنْ قَدْ یَکُوْنُ کَاَحْمَدُ
رسول خدا ورگا کون ہویا تے کون ہووے گا
نِظَامٌ لِّحَقٍّ اَوْ نِکَالٌ لِّمُلْحِدِ
اسلامی نظام دا نافذ کار تے منکراں الٰہی سزا کار حاکم

حصہ دوم

تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است(1)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ بخشا اور خلافت ارضی کا منصب عطا فرمایا اس منصب اور شرف کے لیے کچھ قواعد وضوابط کی پابندی لازمی قرار دی گئی۔ اس پابندی کو آسان تر کرنے کے لیے اپنے خاص برگزیدہ بندے بھیجے جن کو نبی اور رسول کہتے ہیں تا کہ انسان ان کے عملی نمونہ اور تعلیم سے کما حقہ استفادہ کر سکے اور خلعت خلافت کو تار تار ہونے سے بچا سکے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضور سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا وجود مبارک خاص صفات اور خوبیوں کا حامل ہوتا ہے۔ وہ پیدائشی طور پر گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہوتے ہیں۔ مرتبہ نبوت وہبی ہے کسبی نہیں۔ حضرت انسان کا کھلا دشمن شیطان ہے جس نے انسان کے سامنے سر اطاعت خم کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی عظمت کا قائل نہ ہوا۔ اس انحراف کی پاداش میں راندۂ درگار قرار دیا گیا۔ اس نے مجبوراً یہ ذلت تو برداشت کر لی مگر ساتھ ہی دعویٰ کیا کہ میں انسان سے پورا بدلہ لوں گا۔ ساتھ ہی یہ بھی اقرار کیا کہ تیرے کچھ بندے ایسے ہوں گے جن پر میرا جادو نہ چل سکے گا مگر اکثریت میرے ہی احکام کی پابندی کرے گی مگر اللہ کی رحمت اپنے بندوں سے جدا نہیں ہوتی اس نے ہدایت کے لیے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور جب سلسلہ نبوت ختم ہو گیا تو رشد

1۔ پاؤں سے لے کر سر تک اس کو جہاں سے دیکھتا ہوں ادائیں دل کا دامن تھام لیتی ہیں کہ خوش ہو جانے کی یہی ایک جگہ ہے۔

و ہدایت کا کام رسول اللہ ﷺ کے علماء کے سپرد ہوا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ''میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں ان کو منصب ولایت عطا ہوا بے شک وشبہ ولایت کسبی ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ منصب ولایت پر فائز ہونے والے انسان بھی پیدائشی طور پر خاص صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں ان میں کچھ پیدائشی ولی ہوتے ہیں جن کو سنت الٰہی کے مطابق کسی شیخ طریقت کے زیر تربیت رہنا ضروری ہے۔ ایسے لوگ شیخ طریقت کی توجہ سے دوسروں کی نسبت تھوڑی مدت میں بلند ترین مدارج پر پہنچ جاتے ہیں بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی روحانی طاقت ان سے بھی آگے قدم بڑھا لیتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ شیخ طریقت بھی ان سے فیض حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ ایسا بہت کم ہوتا ہے مشہور نقشبندی بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے فیض حاصل کرتے تھے اب میں ان سے استفادہ کرتا ہوں۔ ایسا ہی حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے متعلق فرمایا کرتے تھے خواہ ان دونوں بزرگوں کے قول کو کسر نفسی پر محمول فرمایا جائے خواہ لوگوں پر اپنے مرید کی عظمت کے اظہار پر بہر حال کوئی توجیہہ بھی ہو شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اولیائے کرام کے گروہ میں سے دوسرے پیدائشی ولی تو نہیں ہوتے مگر ان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ جوہر موجود ہوتا ہے جو ولایت کا لازمہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت میاں شیر محمدؒ کا گزر کچھ بچوں پر ہوا جو کھیل رہے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھا اور فرمایا کہ ان بچوں میں ایسے بھی ہیں کہ ان پر اگر توجہ دی جائے تو وہ توجہ ضائع نہ جائے گی مگر ان کی یہ صلاحیتیں یونہی ضائع ہو جائیں گی۔ ایسے انسانوں کو اگر اچھا شیخ طریقت مل جائے تو وہ ولایت کے مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ یہاں میں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ جن لوگوں کو کسی شیخ کامل کی صحبت نصیب ہو جائے تو وہ خواہ کسی ادنیٰ مرتبے پر بھی

کیوں نہ ہوں ان کی صحبت ضائع نہیں جاتی۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

شیخ کامل کو عقیدت کے ساتھ ایک نظر دیکھ لینا بھی بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ سانپ اگر کسی کو ڈس لے تو اس کا زہر کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرے گا۔ اسی طرح اللہ کے بندے ہر آنے والے کو کچھ نہ کچھ دے دیتے ہیں انشاءاللہ اس کا اثر کسی نہ کسی وقت ضرور ہو جاتا ہے۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

صحابیت ایک بہت بڑا درجہ ہے۔ جن صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی مدتوں صحبت اختیار کی ان کا کہنا ہی کیا لیکن جنہوں نے مسلمان ہونے کی حیثیت میں ایک دفعہ بھی زیارت کی وہ بھی صحابی ہیں اور جو کم سن اور کم عمر تھے اور کسی صحابی کے بیٹے تھے ان کو صرف زیارت کا شرف حاصل ہوا ان کو بھی صحابی صغیر کہا جاتا ہے۔ بے شک جن لوگوں کو عقیدت کے ساتھ ایک دفعہ بھی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا ہے وہ بھی آپ کے فیض سے محروم نہیں رہے۔ ایک شخص لوگوں میں برائی کے سبب مشہور تھا وہ ایک راستہ پر جا رہا تھا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دوسری طرف سے تشریف لا رہے تھے اس نے آگے بڑھ کر دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور آگے بڑھ گیا وہ چلا جا رہا تھا کہ ایک شخص نے اسے اس کے بدنام سے پکارا غیب سے آواز آئی کہ اس کو ایسا نہ کہو اس نے جنید رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولنا مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ بیربل شریف والوں سے ان کے ایک مرید نے بار بار کہا کہ حضرت فلاں شخص مجھ بہت تکلیف

دیتا ہے آپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کیا کروں اس نے ایک دفعہ جب میں بچہ تھا پیار کے ساتھ گود میں اٹھایا تھا مجھے اس خدمت کا لحاظ ہے۔ حضرت موصوف مریدوں کے بارے میں بڑے غیور تھے مگر اتنی سی خدمت بد دعا کے آڑے آ گئی۔

حضرت میاں صاحب ان اولیاء میں سے تھے جن کی مثالیں صرف متقدمین اولیاء میں ملتی ہیں لہٰذا ان کی صحبت میں ایک دفعہ بھی بیٹھنے والا آپ کی نظر عنایت سے محروم نہیں رہا۔ اصل عالم تو ارشاد باری کے مطابق وہ ہیں جن کے قلوب خشیت الٰہی سے سرشار ہوں بعض لوگ علم تو رکھتے ہیں لیکن خوف خدا اور عشق مصطفیٰ سے محروم ہوتے ہیں۔

خداوندی علم خود بڑی نعمت ہے اور نعمت کے حصول کا ذریعہ بھی لیکن عالم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کرے۔ مکتب کا علم اور ہے لدنی علم اور اولیاء اللہ کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ فیضان الٰہی ہے۔ اولیاء اللہ نائب رسول ہوتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے براہ راست رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہر سلسلے کے مرید حاضر ہوتے تھے آپ کو بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ چشتی کے سامنے آپ بڑے جذبے کے ساتھ فرمایا کرتے چشت اہل بہشت پھر حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ ارشاد فرمانے لگ جاتے اور قادری ہوتا تو فرماتے حضرت گیارہویں شریف والی سرکار تو یہ فرمارہے ہیں اور تم یہ کرتے ہو۔ اس وقت یوں معلوم ہوتا تھا کہ بغداد شریف والی سرکار خود فرما رہے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کی ترجمانی کرتے ہیں۔ حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ میں نے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے لیے خلافت کی اجازت حاصل کر لی ہے اب خود غور کرو ہر عالم کا یہ منصب نہیں جو عالم بھی یہ سمجھتا ہے کہ میرے لیے میرا کتابی علم کافی ہے وہ فریب خوردہ انسان ہے۔

حضرت میاں صاحب کا جو انداز تبلیغ تھا اس کو براہ راست جاننے والے چند نفوس

باقی رہ گئے ہیں اور اس کی ایک جھلک زیر نظر کتاب میں موجود ہے پنجابی زبان کے سادہ لفظوں میں تبلیغ فرماتے تھے۔ بڑے بڑے دیدہ و دلیر اشخاص خدمت میں حاضر ہوتے کسی کی پٹائی ہوتی کسی کو یونہی نصیحت فرماتے۔ لیکن بیٹھک شریف سے جب وہ اشخاص باہر آتے تو بادیدۂ نم، چہرے پر خاص قسم کی نورانیت، آنکھوں میں عجیب سی مستی چھائی ہوتی، چال میں عجز و انکساری غرض کہ یکسر بدل چکے ہوتے اور انہی اشخاص کو اگر کچھ دنوں کے بعد دیکھنے کا موقع ملتا تو پہچاننا مشکل ہو جاتا۔ چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی، سر پر ٹوپی یا ٹوپی پر پگڑی، کھلی آستینوں والا کرتا، گھٹنوں تک سادہ اور صاف لباس زیب تن، دنیا ہی بدل چکی ہوتی۔ ایک عورت ہمارے ہمسایہ میں رہتی تھی اس کا ایک بھانجا اسے ملنے کے لیے آیا کرتا تھا بڑا دبنگ طبیعت لمبی لمبی مونچھیں پتنگ بازی کا شائق ٹانگہ چلایا کرتا تھا۔ بڑا لڑاکا، ایک بازو کسی لڑائی میں داغدار ہو چکا تھا اس سے خوف آیا کرتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد اپنی خالہ کو ملنے کے لیے آیا تو فرشتہ سیرت انسان تھا۔ وہ آ ہی رہا تھا کہ میرے والد صاحب نے ان کو اپنے پاس بٹھا لیا اور وہیں اس کی خالہ کو بلا لیا۔ والد صاحب فرمانے لگے جیموں (یہ اس عورت کا نام تھا) دیکھ تیرا ایہہ او ای بھانجا اے ایسا کس طرح ہوا؟ وہ ایک ایسے کام کی دعا کے لیے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا جس کا میں یہاں ذکر مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ یہ سمجھ کر گیا تھا کہ کوئی عام پیر ہے اس کی دعا سے شاید میرا مطلب حاصل ہو جائے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی خوب پٹائی کی اور کچھ ارشاد فرمانے کے بعد کہا چلے جاؤ۔ عشق کا جو بھوت اس کے سر پر سوار تھا نکل چکا تھا۔ اس شخص نے خود مجھ سے کہا کہ جب میاں صاحب مجھے مار رہے تھے میرا دل چاہتا تھا کہ مارتے ہی چلے جائیں چونکہ آپ تھک گئے تھے اس لیے میرا دل چاہتا تھا کہ میں ان کی مٹھی چاپی کروں۔ یہ تھا تربیت کا ایک نرالا رنگ۔

زیر نظر کتاب آپ کے مرید میاں خدا بخش صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ انہوں

نے ان تمام خطبات کا خلاصہ جمع کیا ہے جو ان کی حاضری میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شرقپور میں ارشاد فرمائے تھے۔ نہ کوئی لمبی چوڑی تمہید ہے اور نہ لچھے دار تقریر۔ مگر جن مبارک انسانوں نے ان کے وعظ سنے ہیں وہی آنکھوں دیکھا حال بتا سکتے ہیں۔ آپ وعظ فرما رہے ہیں اکثر کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے ہیں۔ کسی کی چیخیں سنائی دیتی ہیں، کوئی حال سے بے حال ہو رہا ہے اور دل چاہتا ہے کہ آپ کا سلسلہ کلام ختم ہی نہ ہو یوں معلوم ہوتا ہے مسجد کی ساری فضا نور سے بھری ہوئی ہے۔ حاضرین پر رحمت کی بارش ہو رہی ہے علماء اپنی استعداد کے مطابق اور عوام اپنی قابلیت کے مطابق سرچشمہ رحمت سے یکساں فیض یاب ہو رہے ہیں۔ سامعین کے دلوں کا حال حضور پر روشن ہے اور اشاروں ہی اشاروں میں ان کو تنبیہ فرما رہے ہیں۔ ایسے حالات میں تمہید و تسلسل کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کبھی ایسی باتیں بھی فرما جاتے جو عام سمجھ سے بالاتر ہوتیں گویا یہ کلام خاص کے لیے ہے کبھی اہل شہر کی طرف متوجہ ہوتے تو سود خوروں کے لیے فرماتے ''سور کھاتے ہو، سور، قیامت کو کیا جواب دو گے''۔ آج کسی میں جرأت ہے کہ کھلے لفظوں میں ایسا کہہ سکے۔ سننے والے رنجیدہ نہ ہوتے بلکہ اپنی اصلاح کی کوشش کرتے۔ مجال دم زدن نہ تھا۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ گویا کہنے والا آپ کی زبان مبارک سے کہلوا رہا ہے حضور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہے۔ ہاتف غیبی جو القا کر رہا ہے وہی بیان ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح کیفیت بیان کرنے سے میرا قلم قاصر ہے۔ وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ سچ فرمایا خدا کے سچے اور پاک رسول اللہ ﷺ نے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو قبول فرمالیتا ہے تو اس کا ذکر خیر آسمان پر ہو جاتا ہے اور اس کی آواز دنیا کے گوشہ گوشہ میں سنائی دیتی ہے۔ پھر دور نزدیک سے لوگ کھچے ہوئے اس نیک بندے کی طرف چلے آتے ہیں وہ مقام رشد و ہدایت پر فائز ہوتا ہے اس کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دلوں پر تیر و نشتر کا کام دیتا ہے۔ دلوں کی سیاہیاں دھل جاتی ہیں اور نور الٰہی سے دل منور ہو جاتے ہیں وہ جو کچھ کہتا ہے خدا

کی طرف سے کہتا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود (1)

آپ ان خطبات کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں جتنی دفعہ پڑھیں گے نئی لذت حاصل ہوگی اور نیا سرور آئے گا۔ قرآن کریم چودہ سو سال سے پڑھا جارہا ہے لیکن ہر دفعہ پڑھنے سے نئی لذت اور نیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی ایسی کتاب نہیں جو اتنے تکرار سے پڑھی جائے اور پھر بھی لذت قائم رہے یہ اللہ کا کلام ہے لیکن اللہ کے بندوں کے کلام میں اللہ کی بخشی ہوئی ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ جتنی بار پڑھا جائے اتنا ہی لطف آتا ہے۔ پڑھنے کے وقت ایسا تصور کریں کہ اللہ کے شیر اور حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیارے محراب کے نزدیک ہاتھ میں عصا لیے وعظ فرمارہے ہیں اور جو کچھ ان خطبات میں فرماتے ہیں ان کو اپنے حال پر منطبق کرتے جائیں میرا ایمان ہے کہ آپ پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جائے گی جو حاضرین پر ہوا کرتی تھی اور اصلاح احوال کے لیے یہ خطبات بہت ہی مفید ثابت ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت پر کچھ اچھی کتابیں اور بھی لکھی گئی ہیں اور بہت سی اچھی کتابیں لکھی جائیں گی مگر یہ پہلو تشنہ تحریر تھا۔ کسی صاحب نے اس پہلو کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ میں نے آج سے چالیس سال پہلے انقلاب الحقیقۃ حصہ دوم کے دیباچے میں اس امر کی طرف توجہ دلوائی تھی کہ کسی ولی اللہ کے کشف و کرامات کو ثانوی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ سب سے اول اور مقدم بات یہ ہے کہ اس ولی کے بارے میں یہ دیکھا جائے کہ اس میں دلوں کی دنیا بدلنے کی کہاں تک اہلیت ہے۔ کیونکہ اصل کام تو یہی ہے کہ اپنے رب کریم۔ سے غافل انسانوں میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی جائے کہ وہ خدا کے دربار میں سجدہ ریز ہو جائیں اور اس کے رسول کی محبت میں سرشار۔ یہی اصل کام ہے۔ یہ خطبات اس کی ایک جھلک ہے۔ میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کی سعادت مندی ہے کہ

1۔ اس کا کہا اللہ کا کہا ہے حالانکہ بظاہر وہ اللہ کے بندے کا کہا ہے۔

وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کو اپنی یادداشت کی بناء پر تحریر کرتے رہے اور اس طرح کچھ نہ کچھ ذخیرہ جمع ہو گیا۔ ایسی ترغیب بھی خدا کے فضل کی نشانی ہوتی ہے۔ خدا جب چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے کسی نہ کسی نیک بندے سے اپنا کام لے لیتا ہے۔ بندہ محترمی جناب میاں محمد سعید شاد خلف الرشید حضرت میاں خدا بخش رحمہ اللہ سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز شیخوپورہ کا خاص طور پر شکرگزار ہے جنہوں نے خطبات شیر ربانی کو کتابی شکل میں شائع کرانے میں بنیادی کردار ادا کیا اور مجھے یہ ''تعارف'' لکھنے کی سعادت بخشی۔

خاکپائے آستانہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ
مولوی ظہور ربی عفی عنہ
پھلروان شیخوپورہ

لمحہ فکریہ

حَامِدًا وَ مُصَلِّیًا

اس تلخ حقیقت سے کوئی بے خبر نہیں کہ ہمارے نونہال فحش اور اخلاق سوز رسالوں، جاسوسی ناولوں، ڈائجسٹوں کے مطالعہ کے عادی بن کر دین وایمان سے منحرف اور اپنی پاکیزہ روایات او اقدار سے بیگانہ ہو کر بے حیائی اور بد اخلاقی کے عادی ہوتے جارہے ہیں۔ والدین اولاد کی گستاخیوں اور نافرمانیوں سے عاجز آچکے ہیں۔ اخبارات میں ''عاق نامہ'' کے اشتہارات پڑھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ والدین کس قدر بے بس اور مضطرب ہیں۔ یہ صورت حال نہایت تشویش ناک ہے اور فوری موثر اصلاح احوال کی متقاضی ہے۔ ہماری اسلامی مملکت میں ہندومت کے پروپیگنڈے کی حامل کہانیاں جنہیں جنسی لذت اور سنسنی خیزی سے دلچسپ بنایا جاتا ہے ہندو اور یہود کی سازش کے تحت فروغ پارہی ہیں۔

ہر صاحب اولاد اپنے بچوں کے کردار کے متعلق یقیناً پریشان حال ہے۔ فحاشی کا زہر دھیرے دھیرے نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں کے رگ وریشے میں سرایت کیے جارہا ہے۔ یہ طبقہ اسلامی نظریات کو ترک کر کے مخرب اخلاق لٹریچر، فلم اور ٹیلیویژن کے بداثرات کو بڑی تیزی سے قبول کر رہا ہے۔ اس ماحول میں پل بڑھ کر نوجوان جب خود ماں باپ کا روپ دھارتے ہیں تو وہ اپنے نومولود بچوں کو کلمہ طیبہ اور بسم اللہ سکھانے کی بجائے اے بی سی یا انگریزی نظمیں سکھاتے ہیں۔ مائیں اسلامی ناموں کی بجائے جمی اور سویٹی وغیرہ ناموں سے پکارنا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ اسلامی رنگ سے یکسر محروم ماحول میں جوان ہونے والے ایسے بچے نظریہ پاکستان کی بھلا کیا حفاظت کرسکیں گے۔ اندریں حالات یہ نہایت ضروری ہے کہ اسلامی مملکت میں ایسا لٹریچر جو اخلاق تباہ کرنے والا ہو جو اسلامی نظریات اور قومی کردار کے لیے زہر قاتل ہو ممنوع ہونا چاہیے۔ مگر پاکستان میں فحش رسالے اور ناول نیم

عریاں تصاویر سے بھرپور بلا روک ٹوک چھپتے ہیں اور بکثرت پڑھے جاتے ہیں۔ ان کی اشاعت اور تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی خواب گاہوں میں ایسی ہی مخرب اخلاق کتب پائی جاتی ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب بچہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوتا تو گھر کے بزرگ اس کی رسم بسم اللہ خوانی سے کرتے تھے۔ سن شعور ہی سے بچے کو دینی کتب کے مطالعہ کی ترغیب دی جاتی تھی۔ عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ کریما، گلستان و بوستان، پندنامہ شیخ عطار، انوار سہیلی اور دیگر دینی کتب پڑھائی جاتی تھیں مگر اس دور میں ایسی بلند پایہ اخلاق سنوارنے والی کتابوں کو دقیانوسی کتابوں کی فہرست میں ڈالا جا رہا ہے۔ پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت ماحول میں پروردہ نوجوانوں نے اسلامی مملکت کی تخلیق کی ان ہی بلند اخلاق نوجوانوں کی مساعی جمیلہ سے ملک وملت کی تعمیر وترقی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ غیر صحت مند لٹریچر کا زہر آنے والے نوجوانوں کے رگ وریشے میں سرایت کر گیا تو نتیجۃً پاکستان دولخت ہو گیا۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرانے میں جتنے بھی عوامل کارفرما تھے ان میں سب سے بڑا عمل وہاں کے پرائمری مدارس میں اسی فیصد سے زائد ہندو مدرسین کی تقرریاں تھیں اور ہندوانہ ذہنیت کے زیر اثر تربیت یافتہ مسلمان بچے جب جوان ہوئے تو وہ اسلامی اقدار سے یکسر باغی ہو چکے تھے۔ وہ مسلمانوں سے متنفر ہو چکے تھے جس کے نتیجہ میں ''سقوط ڈھاکہ'' جیسا المناک حادثہ رونما ہوا۔

ہندو اور یہودی سابقہ تجربہ کی روشنی میں یہ میٹھا زہر اب بھی فحش لٹریچر کی صورت میں بچے کھچے پاکستان میں نہایت عیاری سے پھیلا رہے ہیں ہم ارباب اختیار سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ مخرب اخلاق لٹریچر کو روکنے کا فوری اور موثر بندوبست فرمایا جائے ورنہ اس کے نتائج نہایت خطرناک اور بھیانک نکلیں گے۔ پرائمری سطح سے لے کر کالج اور یونیورسٹی تک کے اساتذہ کے کردار اور اعمال کا جائزہ لینا چاہیے۔ جو اساتذہ نظریہ پاکستان اور اسلامی اصولوں کے منافی سرگرمیوں میں ملوث پائے جائیں انہیں درس و

تدریس کے فرائض سے فوری سبکدوش کر دیا جائے کیونکہ ملک کی بقاء ترقی وخوشحالی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ دین دار نیک سیرت اسلام کے شیدائی اساتذہ کرام کی تقرری عمل میں لائی جائے۔ انہی سے تربیت حاصل کرنے والے نوجوان اپنے وطن کی عزت وناموس کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور پھر اندرونی اور بیرونی سازشوں کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والے بھی یہی نوجوان ہوں گے۔

قوم کے نونہالوں کی اسلامی نظریات کے مطابق تعلیم وتربیت کرنے والے اساتذہ کرام کو معاشرے میں جائز مقام دینا چاہیے۔ انہیں غم روزگار سے نجات دلانی چاہیے ان کی ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ وہ پورے اطمینان اور دلجمعی سے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ والدین کو ایسے اساتذہ کرام کی عزت افزائی کرنی چاہیے پھر دیکھیں کس قدر باکمال اور باصلاحیت نوجوان پیدا ہوتے ہیں۔ شاہان سلف ہمیشہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت دلوانے کے لیے نہایت قابل لائق اور دین دار اتالیق کی خدمات حاصل کرتے تھے۔ خاندان مغلیہ کا درویش صفت شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر تاریخ میں راسخ العقیدہ مسلمان بادشاہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ شہزادے کو بچپن میں جو اتالیق ملا وہ ایک نہایت دیندار اور پاکیزہ صفت درویش تھا جب شہزادہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوا تو شاہجہان نے بعد از تلاش بسیار جناب ملا عبد اللطیف صاحب سلطان پوری (ریاست کپور) کو شہزادہ کا اتالیق مقرر کیا اور دارالحکومت دہلی طلب فرمایا۔ جناب ملا صاحب نے جواب دیا کہ ''تشنہ بنزد چاہ می دود نہ چاہ بنزد تشنہ'' شاہجہان استاد کا مرتبہ پہچان گیا اور شہزادہ کو سلطان پور بھجوا دیا۔ شہزادہ جس کے لیے قیام وطعام کا کوئی علیحدہ انتظام نہ تھا ایک دن شہزادہ سبق نہ سنا سکا جناب ملا صاحب نے زور سے جو طمانچہ جڑا تو شہزادے کی نکسیر پھوٹ نکلی۔ ڈائری نویس نے خون آلود اوراق شاہی محلات میں پہنچا دیے۔ بیگمات اور ہمشیرگان تڑپ اٹھیں اور ملا صاحب کو سزا دینے کے لیے شاہجہان پر زور دیا۔ بادشاہ

نے سزا کا حکم نامہ یوں لکھا۔

''بعوض طمانچہ زدن ہزار بیگھہ زمین از رقبہ سلطان پور بنام ملا عبد اللطیف تفویض نمودیم''(1)۔ جناب ملا صاحب کی بے نیازی بھی دیکھیے کہ اسی حکم نامہ کی پشت پر یہ شعر لکھ کر واپس کر دیا۔

شاہ مارا دیہہ دہد منت نہد
رازق ما رزق بے منت دہد

بادشاہ مجھے جاگیر دے کر احسان جتا رہا ہے حالانکہ میرا مولا مجھے بے حساب رزق دے رہا ہے بالآخر بادشاہ کو وہ اراضی درس کے نام لگانی پڑی۔ اس واقعہ سے اپنی اپنی جگہ پر باپ اور استاد کے اعلیٰ کردار کا نمونہ ملتا ہے اے کاش! آج کے والدین اور اساتذہ کرام بھی ایسی ہی روایات کو اپنائیں۔

میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ جنید زمانی شیر یزدانی اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص عقیدت کیشوں میں سے تھے اور چک نمبر 17 ضلع شیخوپورہ میں دین کی خدمات کے لیے سرگرم عمل تھے۔ کتاب ہذا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رہبر کامل کو اپنے مرید باصفا سے خاص محبت تھی۔ جناب میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رہبر کامل کے خطبات، ارشادات اور فرمودات کو قلمبند فرما کر آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے متوسلین پر خصوصی اور عوام پر عمومی احسان فرمایا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائیں آمین۔ مؤلف ومرتب کتاب ہذا ''خطبات شیر ربانی'' میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں انہیں میں زمانہ طالب علمی سے جانتا ہوں جب کہ میں بھی شرقپور شریف کے ہائی سکول کا طالب علم تھا۔ یہ اکثر قبلہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے۔ ہم ان کے ممنون ہیں کہ اس نسخہ کیمیا کو کتابی شکل دے کر آستانہ عالیہ کے

1۔ طمانچہ مارنے کے بدلے ہم نے ہزار بیگھہ زمین سلطان پور (ریاست کپورتھلہ) سے ملا صاحب کے نام لگوا دی ہے۔

متوسلین کے لیے ایک نہایت متبرک اور مفید تحفہ عطا کیا ہے۔

مناسب ہوگا اگر یہاں والدین کی ذمہ داریوں کے متعلق قرآن پاک کے حوالہ سے کچھ عرض کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝

''اے ایمان والو تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تند خو، سخت مزاج ہیں۔ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا اس نے انہیں حکم دیا ہے اور فوراً بجا لاتے ہیں جو ارشاد انہیں فرمایا جاتا ہے''۔ (التحریم)

اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آتش جہنم سے بچائیں لیکن ان کی ذمہ داری اپنی ذات تک محدود نہیں بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی عذاب دوزخ سے بچانے کی پوری کوشش کرنا ان پر لازم ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے آپ کو تو دوزخ سے بچانے کا مفہوم سمجھ میں آ گیا ہم اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے کیسے بچا سکتے ہیں۔ فرمایا تم اس طرح ان کو بچا سکتے ہیں کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں روکا ہے تم اپنے اہل وعیال کو بھی ان سے روکو اور جن کاموں کو بجا لانے کا حکم دیا ہے تم انہیں حکم دو کہ وہ بھی بجا لائیں۔ لہٰذا ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو، اپنی اولاد، اپنی بیوی اور اپنے خدام کو عذاب جہنم سے بچانے کی کوشش کرے۔ اپنی اولاد اور اہل خانہ کو دین کی تعلیم دیں۔ اچھی باتیں سکھائیں اور پاکیزہ ادب و ہنر کی تعلیم دیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: ''باپ پر اولاد کا حق یہ ہے کہ جب وہ پیدا ہوں تو ان کے لیے عمدہ نام تجویز کرے جب وہ بڑے ہوں تو انہیں تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہوں تو ان کی شادی کرے پھر ارشاد فرمایا کسی باپ نے اپنے بچے کو حسن ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا''۔

نہایت ضروری ہے کہ دینی تعلیم اور عملی تربیت کا آغاز بچپن سے ہی کر دینا چاہیے۔ اوائل عمر میں جو سبق دیا جاتا ہے تادم واپسیں وہ یاد رہتا ہے۔ جس کام کی عادت بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ جو والدین بچپن میں اپنے بچوں کو اطاعت خداوندی کی طرف راغب نہیں کرتے ان کی اولاد عموماً راہ حق سے بھٹک جایا کرتی ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا کہ جب تمہارے بچے سات سال سات ماہ کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ اور اسی عمر میں ان کی خواب گاہیں جدا کر دو۔ کاش ہم اس فرمان خداوندی اور ان ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنی اولاد کی تربیت کی طرف توجہ دیں تو ہمیں اپنے بچوں اور بچیوں سے بے راہ روی اور آوارہ مزاجی کا شکوہ نہ رہے۔ موجودہ دور میں مخرب اخلاق پروگرام اور مخرب اخلاق لٹریچر کا عام زور ہے اس وجہ سے ماں باپ کی ذمہ داریاں دوچند ہو گئی ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں اور اس سے بھی اہم یہ ہے کہ اپنے حسن عمل اور اچھے نمونے سے ان کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کریں اگر ہماری بے حسی کے باعث لادینی کی بپھری ہوئی موجوں نے ہمارے گھر کا مورچہ بھی سر کر لیا تو پھر آنے والی نسلوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

اگر آپ اپنے بچوں کے کردار کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ایسی کتابیں پڑھنے کو دیجئے جن میں اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہو جن میں بزرگان دین کے اسوۂ حسنہ کا ذکر ہو جن میں معاشرے کی اصلاح کے نسخے درج ہوں جن میں اسلامی نظریہ حیات کے درس دیے گئے ہوں۔ اگر اس قسم کے صحت مند لٹریچر کو فروغ دیا گیا تو فحش لٹریچر کی مانگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔ کتاب ہذا کے مطالعے کی پرزور سفارش کی جاتی ہے بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور اساتذہ کرام کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے اور اسے لائبریریوں کی زینت بنانا چاہیے۔

میاں جمیل احمد شرقپوری

سجادہ نشیں آستانہ عالیہ

حالات زندگی

حضرت میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ

(صاحب بیاض)

ہوتا ہے کوہ دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خذف کو کرے نگیں

(اقبال رحمہ اللہ)

پیدائش

حضرت میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ فیض یافتہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے 1924ء تا 1928ء تمام جمعے اپنے پیرو مرشد کی اقتدا میں پڑھے اور انہیں قلمبند کیا جن سے آج ہم مستفیض ہو رہے ہیں۔ 25 مارچ 1898ء بروز جمعۃ المبارک بوقت جمعہ موضع خیر اللہ پور سب تحصیل مہت پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے ایک متوسط الحال ارائیں گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بڑوں نے آپ کا نام خدا بخش رکھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں خیر محمد اور دادا جان کا نام میاں الٰہی بخش تھا۔

عہد طفولیت

میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ ابھی کم سن ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کے والد یعنی مؤلف کے دادا جان (جنہیں میں نے خوب دیکھا جن کی محبت کی کوئی مثال پیش نہیں کرسکتا) نے دوسری شادی نہ کی مبادا ان کے لخت جگر کو کوئی تکلیف پہنچے۔ عجیب بات یہ ہوئی کہ ان کی دادی جان بھی نہ تھیں گھر میں کوئی خاتون پرورش کرنے والی نہ ہونے کی وجہ سے نانی جان نے کمال شفقت محبت اور پیار سے پالا پوسا۔ سن شعور کو پہنچے تو قرآن کریم پڑھنے کے لیے گاؤں کی مسجد میں داخل ہو گئے۔ اسی مسجد کے امام وخطیب بھی ایک نیک اور

صالح انسان تھے جن کی نسبت اعلیٰ حضرت صاحب سے بھی تھی۔ انہوں نے خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ نہایت خاموش طبیعت، کھیل کود سے بے رغبتی، سوچ بچار کے عادی، عاجزی و انکساری سے متصف اور بے حد مصروف تھے اسی لیے کہ گھر میں کسی خاتون کے نہ ہونے کی وجہ سے گھر کا سارا کام کرنا اور پھر زمیندارہ میں ہاتھ بھی بٹانا مگر نماز میں غفلت اور مسجد سے غیر حاضری ہرگز پسند نہ تھی۔ جب فرصت ملتی مسجد تشریف لے جاتے اور تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہو جاتے۔ نماز کی پابندی بچپن ہی سے تھی۔ گھر والوں کی مرضی تو تھی کہ یہ زمیندارے میں ہاتھ بٹائے مگر آپ کا ادھر جی نہیں لگتا تھا۔ دین کی طرف طبیعت زیادہ مائل تھی اور تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے۔ گاؤں کی مسجد کے خطیب مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خود بھی نیک اور صالح مرد تھے ان سے بہت محبت کرتے تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ بچہ بڑا نیک اور سعادت مند ہے اور بڑا ہو کر بھی دین کی بہت خدمت کرے گا۔ اسی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا قریب کے ایک گاؤں موضع دانیوال سے ایک لڑکا یہاں زیر تعلیم تھا۔ بڑا خوبرو اور خوش پوشاک تھا۔ دوران تعلیم ان پر کچھ ایسی حالت وارد ہوئی کہ ظاہری ہوش و حواس کھو بیٹھا اور جذب کی حالت طاری ہو گئی مگر جو بات کہہ دی اللہ نے پوری کر دی۔ لوگ ان کے پیچھے بھاگتے اور یہ آگے بھاگتے۔ ایک دن جب کہ والد صاحب اپنے کنویں کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک کہیں سے یہ مست صاحب بھی ادھر آ نکلے اور ان کو اٹھا لیا اتنے میں دادا جان بھی آ گئے مبادا! مست کوئی نقصان پہنچائے مگر مست نے فرمایا یہ بچہ بڑا ہو کر نیک ہوگا اور تھپکی دی بعد میں یہی مجذوب دانیوال کے مست کے نام سے مشہور ہوئے اور کئی کرامات ان سے ظاہر ہوئیں۔ اسی دوران میں ایک عرصہ سے روپوش ایک نوجوان مسمی جان محمد بھی آ گیا۔ لوگ اسے دیکھ کر بڑے خوش تھے اور نوجوان کے چہرہ نورانی جس پر سجی داڑھی اور بھی بھلی لگ رہی تھی پتا چلا کہ یہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ کے ولی اللہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو کر آئے ہیں بس تب سے والد صاحب نے بھی شرقپور شریف جانے کا ارادہ فرما لیا۔

بچپن کے دن گزرتے گئے ذرا بڑے ہوئے تو کئی مصائب درپیش ہوئے۔ والدہ اور دادی اماں کے نہ ہونے کی وجہ سے ذمہ داریاں بہت زیادہ بڑھ گئیں۔ گویا

طفلی و دامان مادر خوش بہشتے بودہ است،

چوں بہ پائے خود رواں گشتم سرگرداں شدیم

مگر یہاں تو دامن مادر بھی نصیب نہ تھا۔ مسجد میں قرآن پاک پڑھا۔ فارسی کی کچھ کتابیں بھی پڑھیں مگر گھر والے مزید تعلیم دلوانے کے قطعاً حق میں نہ تھے جس کی وجہ سے یہ خاصے پریشان رہتے۔

حصول تعلیم

بالآخر والد صاحب گھر سے چوری بھاگ گئے اور اور شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے ایک درس میں جا کر داخل ہو گئے۔ جب گھر والوں کو پتا چلا اور ان کے اس شوق سے بڑے متاثر ہوئے۔ تب خاندان میں آپ کے چچا چودھری جان محمد صاحب جو پٹواری مال تھے جن کی رہائش موضع گاہندراں میں تھی ان کی مداخلت کی وجہ سے انہیں گورنمنٹ مڈل سکول شاہ کوٹ ضلع جالندھر میں داخل کرا دیا گیا اور اخراجات کی ذمہ داری بھی خود اٹھائی۔ وہاں سے مڈل سکول کا امتحان پاس کر لیا اور بطور ان ٹرینڈ ٹیچر بن گئے اسی دوران گورنمنٹ نارمل سکول دھرم سالہ ضلع کانگڑہ میں داخلہ مل گیا۔ اپنے گاؤں سے سہارن پور گئے وہاں سےکئی دن کا پیدل سفر کرتے ہوئے کانگڑہ پہنچے اور وہاں سے ایک سال میں جونیر ورنیکلر ٹیچر کا تربیتی کورس مکمل کر لیا۔ اس دوران میں دینی علوم کے حصول کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

ملازمت

موضع خیر اللہ پور آپ کا پیدائشی گاؤں جو کہ دریائے ستلج کے دائیں کنارے پر واقع تھا دریا برد ہو گیا اور زرعی زمین بھی دریا برد ہو گئی۔ تب بچپن کی وہ خواہش کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرقپوری کے دیار میں جانا چاہیے شدت سے بیدار ہو گئی اور اسی تمنا کی تکمیل کی خاطر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر شیخوپورہ کے نام درخواست بھیج دی تب نیت یہ تھی کہ اگر

تقرری مل گئی تو سب سے پہلے اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی اختیار کی جائے گی۔ چند دن بعد آپ کا تقرر نامہ بطور اول مدرس چک نمبر 17ucc مل گیا۔ تب بلا تاخیر چک نمبر 17ucc میں پہنچ کر چارج لے لیا اور اگلے ہی دن شرقپور شریف اعلیٰ حضرت کے دیدار کے لیے چلے گئے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز تھی ملاقات نہ ہوئی مگر اس دوران میں موضع مڑھ بھنگواں جہاں اس زمانہ میں مڈل سکول تھا اعلیٰ حضرت کے مرید خاص مولانا برکت علی نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے ان کی اقتدا میں کئی جمعے پڑھے تو اعلیٰ حضرت سے جلد ملاقات کی خواہش تیز تر ہو گئی۔ رات دن اسی انتظار میں بے قرار رہے۔

شیر ربانی کی غلامی

خاک شو درپیش شیخ با صفا
تا زخاک تو بروید کیمیا
از بہاراں کے شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گل روئی رنگا رنگ
سالہا تو سنگ بودی دل خراش
آزموں! دیک زمانے خاک باش

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

6 جولائی 1924ء کو تو پہلی ملاقات نہ ہوئی 26 جولائی 1924ء کو دوبارہ گئے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بارزیابی نصیب ہوا۔ نماز عصر سے پہلے کا وقت تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ بالا خانہ پر تشریف فرما تھے وہیں بلوا لیا۔ حضرت حاجی عبدالرحمٰن آپ کے خاص خادم اور رازداں بھی وہاں موجود تھے۔ اعلیٰ حضرت بڑی محبت اور پیار سے پیش آئے۔ پوچھا کیا نام ہے؟ عرض کی خدا بخش۔ فرمایا ہم سب کو خدا بخش دے۔ کہاں سے آئے ہو؟ بتایا چک نمبر 17 سے۔ پھر پوچھا کیا کرتے ہو؟ عرض کی ماسٹر ہوں۔ فرمایا یہ ٹر ٹر کیا ہوتی ہے تم تو بھئی انگریزوں کے نوکر ہو تمہیں یہ راہ کس نے بتادی جاؤ ماسٹری کرو۔ آپ رحمۃ اللہ

علیہ بیزار ہو گئے۔ مایوسی کی حالت میں اٹھ آئے۔ وسوسے پیدا ہوئے کہ کہاں جالندھر کب سے تمنائے ملاقات، تڑپ دیدار اور یہاں اتنی بے رخی! مگر اچانک خیال آیا کہ تیری داڑھی نہیں، تیرا لباس شرعی نہیں، ادھر تو جو آپ کے مرید ہیں ان کا لباس اور شکلیں مجھ سے مختلف ہیں تب بات کیسے بنے گی؟۔ ان خیالات کے آتے ہی ایک انقلابی کیفیت پیدا ہوگئی۔ داڑھی بڑھالی، قمیص کی جگہ کرتہ پہن لیا۔ چند ماہ بعد پھر حاضر ہوا۔ دیکھ کر خوش ہوئے۔ تب میرا ارادہ تھا کہ اگر اب بھی آپ نے انگریز کی ملازمت کو پسند نہ کیا تو استعفیٰ دے دوں گا۔ پوچھا کچھ دینی تعلیم بھی ہے۔ قرآن شریف کی تعلیم میں کتنا وقت لگایا۔ مناسب عرض کی پھر بہت پیار کیا۔ اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا جس سے بڑا سکون قلب نصیب ہوا اور روحانی خوشی ہوئی۔ کچھ اطمینان وسکون کی ایسی کیفیات پیدا ہوئیں جو قابل بیان نہیں بلکہ صرف محسوس کی جا سکتی تھیں اس بار فرمایا دونوں کام کیے جاؤ یعنی مدرس بھی اور اشاعت دین بھی۔ گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص ہر نماز کے بعد درود شریف بکثرت، تلاوت قرآن پاک بامعنی نماز کی پابندی کے علاوہ چند مزید نصائح فرمائیں اور رخصت ہونے کی اجازت بھی دے دی۔ اس کے بعد ہر جمعۃ المبارک 15، 16 میل پیدل سفر کر کے آپ کی اقتدا میں پڑھا اور کوئی اتوار ملاقات کے بغیر نہ گزرا۔ یہ صورت حال تقریباً اڑھائی ماہ برقرار رہی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لیا کہ ابا جان دنیوی علائق سے پاک ہو گئے ہیں اور اندر کا برتن قلعی کرنے کے قابل ہو گیا ہے تو ایک دن فرمانے لگے کہ آئندہ اتوار کو آ جانا۔ 12 اکتوبر 1926ء اتوار کے دن حسب الارشاد حاضر خدمت ہوئے۔ آپ بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ دو صاحبان اور بھی تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا لو خدا بخش بھی آ گیا ان دونوں کو جلدی جلدی فارغ کر کے آپ اٹھے بیٹھک میں بالا خانہ کو جانے والی سیڑھی پر کھڑے ہو گئے اور رخ میری طرف کر لیا اپنی انگشت شہادت سے میرے دل پر اسم ذات اللہ لکھا اور ضرب لگائی تب دیکھا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ اللہ کا ورد کر رہا ہے اور زمین سے آسمان تک نور ہی نور پھیلا ہوا ہے گویا یا يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا مشاہدہ تھا۔ پھر آپ رحمۃ

اللہ علیہ کی آواز آئی کہ ہوش کرو اور اخفا چاہیے۔ مجھے ہوش آ گئی اٹھا پگڑی سنبھالی آپ کے سامنے آ گیا۔ دل زور زور سے اللہ اللہ پڑھ رہا تھا اور میں سن رہا تھا اس حالت سے دنیا ہی بدل گئی۔ آپ نے فرمایا دیکھ لیا یہ کیا تماشا اور کیا بھید ہے؟ اب اسی میں ابتدا اور اسی میں انتہا سمجھو۔ دل زندہ تمہارے پاس ہے اگلی منزلیں طے کرنا ریاضت اور مجاہدے پر منحصر ہے اب بار بار یہاں آنے کی چنداں ضرورت نہ ہے۔ گویا

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

زندگی کا پہلا دور قال قال ہی تھا اب حال وارد ہوا تو دنیا ہی بدل گئی مگر اس کے لیے پیر کامل کی توجہ کی ضرورت ہے ورنہ حال سے بے حالی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سچ ہی تو کہا ہے

قال را بگزار مرد حال شو
پیش مرد کامل پا مال شو
سرمہ کن در چشم خاک اولیاء
تا بہ بینی ز ابتدا تا انتہا

فرمایا مسجد چلو، اجازت کا منتظر رہا۔ ظہر پڑھائی عصر کے بعد پوچھا جانا ہے یا رہنا ہے؟ عرض کی جانا ہے فرمایا دایاں پاؤں اٹھاؤ تو اللہ اور بایاں رکھو تو ہو یہی اسم اعظم ہے۔ اجازت لے کر بازار آیا تو وہاں سے بھاگ جانے کو جی چاہا پہلے ایسا نہ تھا۔ اللہ ہو کا ورد کرتے سفر کا آغاز کیا تو پندرہ میل کا پیدل سفر کر کے مغرب کی نماز جا اپنی مسجد میں پڑھائی۔ اس کیفیت کو طے الارض کہتے ہیں۔

خدمت دین

جس طرح حضور ﷺ نے تبلیغ دین کا طریقہ اپنایا ہوا تھا ترویج دین کے لیے مختلف علاقوں میں وفود بھیجے اور خطوط ارسال فرمائے اسی طرح اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ

علیہ نے بھی مختلف دیہاتوں اور قصبوں میں اشاعت دین کے لیے اپنے نائبین مقرر فرمائے ہوئے تھے جن کے ذمہ نماز کی پابندی کرانا، قرآن مجید پڑھانا اور دینی مسائل بتانا تھا۔ والد گرامی کو چک نمبر 17ucc کا علاقہ سپرد کیا تھا۔ آپ نے اپنے پیر ومرشد کے فرمان کے مطابق دیہہ مذکورہ کے علاوہ اردگرد کے دیہات میں بھی توجہ دی۔ جتنے طلبا سکول میں زیر تعلیم تھے سب نماز با جماعت ادا کرتے اور صبح تقریباً 35،40 چالیس بچے مسجد میں قرآن مجید پڑھتے اور اتنی ہی بچیاں گھر والدہ محترمہ کی زیرنگرانی قرآن مجید پڑھتیں۔ تعلیم و تدریس کا یہ سلسلہ تقریباً چون سال جاری وساری رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پتا چلا تو وہ بہت خوش ہوئے مزید ترقی درجات کے لیے دعا فرمائی۔ والد گرامی کی دینی تعلیم کا اثر گھر گھر سے ظاہر ہوتا جہاں قرآن مجید کی تلاوت اور پابندی نماز لازمی تھی ایک بار اباجان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وطن جالندھر جانے کی تمنا کا ذکر کیا تو فرمایا اللہ کریم سب کچھ ادھر ہی عطا فرمادے گا۔ تب ارادہ ترک کردیا اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے ک بعد واقعی سب کچھ ادھر ہی مل گیا۔ فرمایا کہ اصل کام دین کی خدمت ہی ہے جو کر رہے ہو خوش دلی سے کرتے رہو اللہ مہربان سب مہربان۔

معمولات

ہم چشم دید گواہ ہیں کہ والد گرامی نے اپنے پیر ومرشد کی ہدایات پر دل وجان سے عمل کیا۔ علاقہ بھر میں اشاعت وترویج اسلام میں کوئی کوتاہی نہ کی اور عبادات وریاضات کے ضمن میں بھی مکمل اتباع کی۔ وہی نماز فجر کے بعد گٹھلیوں پر درود شریف پڑھنا، پھر بچوں کو قرآن مجید پڑھانا، گویا ان کا ہر کام ہر فعل اپنے مرشد کے طریقہ کار کے عین مطابق ہوتا۔ میں نے زندگی بھر آپ کی نماز تہجد قضا ہوتے نہیں دیکھی اور کبھی چارزانو بیٹھے نہیں دیکھا۔ ہر صبح لڑکے قرآن شریف پڑھتے بلکہ درود شریف میں بھی شامل ہوتے۔ ان کو بھی پڑھاتے اور معمول کی عبادت بھی فرماتے۔ مسجد سے گھر آکر تقریباً اتنی ہی لڑکیوں کو قرآن کریم کا سبق دیتے اور مسئلے مسائل سے بھی بچیوں کو آگاہ فرماتے۔ پھر ناشتہ فرماتے اور سکول میں

تشریف لے جاتے۔ بعد رخصت گھر تشریف لاتے کچھ دیر آرام فرماتے مغرب اور عشاء کی نمازیں خود پڑھاتے بلکہ پانچوں نمازیں خود پڑھاتے۔ عشاء کی نماز کے بعد بلکہ ہر نماز کے بعد مسجد میں موجود نمازیوں کو پند و نصائح فرماتے اللہ اور اس اللہ کے محبوب کی باتیں بڑے موثر انداز میں بیان فرماتے۔ رات کو گھر آ کر مطالعہ دینی کتب میں منہمک ہو جاتے اور یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہتا۔ قبلہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے دینی کتب کے مطالعہ کی تلقین تھی۔ اس لیے مطالعہ آپ کی زندگی کا جزو لاینفک تھا۔ آپ پوری توجہ، دھیان اور انہماک سے مطالعہ فرماتے تھے ہر کتاب پر آغاز مطالعہ اور انجام مطالعہ کی تاریخیں درج ہیں۔ تفسیر حسینی (فارسی) کا مطالعہ دو سال اور چھ ماہ میں پورا کیا۔ جا بجا حاشیہ پر مقام غور، مقام عبرت اور دیگر حوالہ جات درج کیے ہیں جہاں کہیں حضور نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک پر ﷺ نہ لکھا ہوا دیکھا وہاں اپنے قلم سے ﷺ لکھ دیتے تھے چاہے یہ سلسلہ کتنا ہی طویل کیوں نہ ہوتا۔ اس وقت آپ کے کتب خانہ میں سینکڑوں کتابیں موجود ہیں جو بفضل تعالیٰ مری تحویل میں محفوظ ہیں۔ آپ کا لباس بے حد سادہ اور سفید ہوتا، غذا بہت ہی سادہ تھی۔ پیلیوں (ون) کی جڑ کی مسواک ہمیشہ پاس رہتی تھی۔ لکڑی کی چھوٹی سی پرانے طرز کی کنگھی استعمال فرماتے۔ آملے کا تیل اکثر استعمال فرماتے۔ عطر گلاب سب سے زیادہ مرغوب تھا۔ پیدل چلنے کو ہر صورت ترجیح دیتے۔ صحت بفضل تعالیٰ قابل رشک تھی۔ جوان سے جوان آدمی آپ کے ساتھ پیدل نہیں چل سکتا تھا۔ دائیں قدم پر اللہ اور بائیں قدم پر ہو کہہ کر آغاز سفر فرماتے تو کس کی مجال تھی جو آپ کا ساتھ دے پاتا۔ لاہور، شرقپور شریف اور کوٹلہ شریف تک کا سفر اکثر پیدل فرماتے۔ یہ اس لیے تھا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب خود پیدل چلنے والوں کو پسند فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد ابا جان کا معمول تھا کہ وہ جمعرات کے دن اپنے معمولات سے فارغ ہو کر پیدل ہی شرقپور شریف جاتے اکثر پھیریا نوالہ کے پتن سے نہر عبور کرتے اور سیدھے اپنے آقا کے دربار پر جاتے۔ وہیں سے سیدھے دربار حضرت داتا گنج بخش حاضر ہوتے۔ بعد نماز ظہر اپنے مکان

واقع رحمان پورہ کالونی اچھرہ لاہور تشریف لاتے۔ نماز عصر اور مغرب ادھر ادا فرماتے اور عشاء کی نماز پھر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ادا فرما کر رات وہیں گزارتے۔ صبح ایک مقرر کردہ چائے والے کی دکان سے چائے نوش فرماتے اور سیدھے حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دیتے وہاں سے دہلی دروازہ سے ہوتے ہوئے مسجد کے بچوں کے لیے قاعدے اور قرآن مجید اور دیگر ضروری اشیاء خریدتے ہوئے اڈہ لاری پر تشریف لاتے۔ خان پور والی نہر سے اتر کر پیدل ہی دس میل طے کر کے گاؤں پہنچ کر جمعۃ المبارک پڑھاتے۔ راستہ میں اگر کوئی سواری پیش کرتا تو منع فرماتے مگر لطف یہ ہے کہ سواری والوں سے پہلے پہنچ جاتے۔ یہ معمولات صحت قائم رہنے تک جاری رہا۔ زمیندارے کی دیکھ بھال بھی فرماتے۔ آمد و خرچ کا حساب رکھتے۔ زمیندارہ کام میں کوئی عار نہ سمجھتے۔ مال مویشی بھی چراتے آپ کا ایک بھینسا دور سے آتے دیکھتا تو وہ استقبال کے لیے آگے جاتا۔ فرماتے تھے کہ مویشی چرانے کی برکت سے میری ایک منزل طے ہو گئی ہے۔ مال مویشی سے آپ کو بہت پیار تھا۔ جب کھانا کھانے بیٹھتے تو ایک بلی صرف آپ ہی کو بڑے نرمی سے پنجہ مار کر کھانا طلب کرتی اور کسی کی طرف توجہ نہ کرتی تھی۔ آپ نے مجھے متعدد خطوط لکھے ان کو یک جا کر کے شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ کسی خط میں بھی کوئی دنیا کی بات نہ لکھی ہے ہر خط مسئلے مسائل اور پند و نصائح کا حامل تھا۔ ایک نیک اور صالح باپ کو اپنی اولاد کی آخرت سنوارنے کے لیے جس قدر فکر ہوتی ہے اس کا اندازہ ان خطوط سے بآسانی ہو جاتا ہے۔ لکھتے کہ نماز پڑھا کرو، شریعت کی پابندی کیا کرو، حقوق العباد کا لحاظ رکھا کرو، غریبوں کی مدد کیا کرو۔ ایسا صرف وہی باپ کر سکتا ہے جو خود ان اوصاف سے متصف ہو۔ میرے والد ماجد نے ہمیشہ ہم سب اہل خانہ کو محبت اور پیار بھرے انداز سے اسلامی طرز زندگی اپنانے کی نصیحت بذریعہ خطوط اور زبانی فرمائی۔ خیال ہے کہ اہل خاندان کے پاس جتنے خطوط ہیں ان کو اکٹھا کر کے ایک کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے تا کہ تمام بیلی ان سے مستفیض ہو سکیں۔ فی الحال یہاں صرف دو خطوط کی نقل شائع کی

جا رہی ہے۔

1۔عزیزم سلمہ الرحمٰن!

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہیں مگر تمہیں خبر نہیں۔بہر حال اللہ کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے جو عنائتیں اور بخشش مولیٰ کریم ذوالجلال والاکرام کی ہم پر ہو رہی ہیں کہاں تک ہم ان کے لائق ہیں۔دنیا میں کوئی کمی نہیں انشاءاللہ العزیز نہ رہے گی کیونکہ نیتیں اچھی ہیں اب دین کا فکر کرنا چاہیے جو کہ بعد موت کام آنا ہے پھر برکتیں مزید تر ہوں گی نماز کی پابندی کی طاقت ظاہر و باطن کی مولا کریم ہی عطا کرتے ہیں اور ہر کمی کو خود بخود پورا کرتے ہیں۔آج عزیزم مشتاق احمد صاحب کو دوصد روپیہ ارسال کر دیا گیا ہے رسید آنے پر بقایا بھی بھیجا جائے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔عزیزم محمد اسحاق کو بھی یک صد روپیہ اس کی والدہ کی طرف سے ارسال کیا گیا ہے۔آپ کی والدہ محترمہ کی طرف سے سب کو پیار ہو۔

و ما توفیقی الا باللہ

اللہ حافظ جل شانہ

2۔عزیزم سلمہ الرحمٰن!

السلام علیکم و برکاتہ۔اللہ پاک یقیناً حافظ و ناصر ہیں۔

کسی حقوق کے تحت لکھنا ہی پڑتا ہے امر اً جتنا تعلق وجودی دنیوی میں والدین اور اولاد میں ہوتا ہے اتنا ہی حقیقتاً مقدم با جان دل مالک حقیقی کے امر معروف پر چاہیے اور واللہ! اگر یہ مسلمان ہے تو بارگاہ رب العزت میں پانچ وقت حی علی الصلوۃ کی منادی میں کیوں اور کس وجہ سے سر نیاز عاجزانہ نہیں جھکاتا؟ جب کہ قرآن پاک میں تاکیدی حکم ہے تو گویا غفلت میں کلام اللہ اور رب اور رسول اللہ ﷺ کو جھوٹ جاننے والا ہوا جس نے پیدا کیا ہے رزق کا وسیلہ بھی بنایا ہے پھر موت اور حساب ہے پھر جزا میں جنت یا جہنم ہے تو یہ ضعیف، ننھی جان خدا سے مقابلہ کر رہی ہے۔وتقو اللہ ابھی وقت ہے امر بالمعروف کے تحت اللہ سے ڈرو سختی سے پوچھ ہو گی خود اور گھر والوں کے واسطے کسی وجہ سے نحوست نہ بنو۔شقاوت کی

بجائے شفا ورحمت کے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ محض دنیا ملعونہ جو کہ حقیر سے حقیر تر ہے کی تلاش کیوں ہے؟ تو اسی کے واسطے دن رات بھاگ دوڑ اور تصورات خیالات میں غرق رہتا ہے یہ وجودی بت پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر کلمہ بھی چھوڑ دو محض نام کی مسلمانی اسلام میں جائز نہیں۔

دنیوی علوم میں تو تاریخی واقعات ضرور دہرائے مگر نورانی ہستیاں جن کے قلب سلیم و منیب جن کی شان میں کلام اللہ میں خاص خاص آئتیں نازل ہوئیں اور ہمہ جہت رضائے الٰہی اور اتباع رسول اکرم ﷺ میں مصروف رہیں کیا ان کے اعمال آثار اور نور ایمانی سے ہمیں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہر کوئی اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے دنیا میں رہ کر دین کو نہ چھوڑ دو ورنہ آخر خوار اور مجرم بنو گے کیونکہ جزا وسزا کا وعدہ برحق ہے۔ ہر والد، مسافر اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ دین و دنیا دونوں سنبھالو تو پھر بہادری ہے۔ جب یقین ہے کہ مسجد میں جماعت ہوگی تو گھر میں نماز بلا عذر شرعی جائز نہیں۔

ان نصائح پر عمل کرو:

1. باقاعدہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرو۔
2. قرآن مجید صبح باترجمہ خواہ ایک رکوع ہی کیوں نہ ہو دل و جان پر لازمی سمجھو جیسا کہ بندوں کی نوکری میں دوڑنا ہوتا ہے۔ حقیقی رازق کو بھول بیٹھے ایسا نہ چاہیے۔
3. بچے جو قرآن مجید کے حافظ بن رہے ہیں ان کو نماز کا سختی سے عادی بناؤ تا کہ جڑ قائم ہو جاوے اور باقی زندگی اسلامی شعائر کے مطابق گزرے۔
4. تم خود گھر میں ایک افسر یا سلطان کی مانند ہو خود فرمانبردار حق تعالیٰ کا ہو جاؤ گے تو باقیوں پر بھی اثر ہوگا اور نحوست شقاوت کی بجائے خیر و برکت ہوگی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا۔ یہ حکم کافروں کے واسطے نہیں بلکہ ایمان والوں کے واسطے ہے۔

5. کسی مستند کتاب دینی جو تصوف پر ہو غنیۃ الطالبین، احیائے العلوم، منہاج

العابدین اور کچھ نہ سہی تو خطبات شیر ربانی کا ہی مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

● اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فداہ روح وقلبی کا کبھی بھی ذاتی نام مبارک پکارنا نہ چاہیے کیونکہ یہ سخت خلاف ادب ہے۔ اول تو عوام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے۔

عندلیب مست داند قدر گل

چغدرا از گوشۂ ویران پرس

بلبل خوش نوا پھول کی قدر جانتی ہے الو تو کسی ویران گوشے ہی کی خبر دے گا۔

● اگر یہی صورت حال پیش احوال ہے تو سمجھئے کہ بس میں مر گیا اور دعا بھی یہی کیا کریں

والسلام

پھر مزید لکھا ہے۔

● جب قرآن شریف باترجمہ پڑھنا نصیب ہو جاوے تو پھر تفسیر دیکھو۔ یہ جو یہاں ماشاء اللہ اتنا کتب خانہ موجود ہے یہ کون پڑھے گا کیا گھر والے سب محروم رہیں گے اور دوسرے فیض لوٹ لے جاویں گے۔ مفت میں گھر جو بیٹھے ہیں قابل اور لائق ہیں مگر محبت سے خالی۔ حب اللہ میں سب گھر والوں میں سے عزیز مشتاق احمد (چچا زاد بھائی) سب سے زیادہ قریب ہے اس کے واسطے جب دعا کا خیال آتا ہے تو محض دین میں ترقی کے واسطے دعا ہوتی ہے کیونکہ وہ خود راہ ہدایت اور صراط مستقیم میں باشرائط آداب میں پانچ بناء اسلام میں سے چار پر دل وجان سے پابند ہے۔

وضو، نماز، تلاوت کلام اللہ اور درود شریف خود بخود شفا ہیں۔ دنیوی کام اس کے خود بخود آسان ہو جاتے ہیں۔

دین گنوایا دنیا خاطر دنیا نہ جاوے ساتھ

دونوں تھوک چھوڑ کے چلیا خالی ہاتھ

کام جو بھی ہو رضائے الٰہی کے واسطے ہو۔ گھر میں بیوی کا حق جو ہے وہ خدا واسطے

پورے کرے۔ اولاد کا حق بھی اسی طرح مقدم ہے خود رسول کریم کا مطیع اور فرمانبردار ہو جاوے تو سب کام درست ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت شامت اعمال کا نتیجہ خود اپنے بد اعمال ہوتے ہیں اور دوسروں پر ناحق تہمت لگائی جاتی ہے۔

والسلام

بندہ خدا بخش

چک نمبر 17ucc ضلع شیخوپورہ

شوق باغبانی

گھر میں، مسجد میں، اپنی حویلی میں، سکول میں آپ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے اب بھی موجود ہیں۔ آپ کو فارغ وقت میں درخت لگانے، پھول اگانے اور سبزیاں کاشت کرنے کا بے حد شوق تھا۔ چاہے کلر والی زمین ہو بسم اللہ پڑھ کر درخت لگا دیا بس دنوں میں پودے جوان ہو جاتے تھے۔ اس وقت گاؤں کے سکول میں شیشم اور کیکر کے بڑے بڑے اونچے درخت ہیں جو سب آپ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے ہیں۔ گاؤں کی مسجد کے ساتھ ایک باغیچہ تیار کیا ہوا تھا اسی باغیچہ میں آج کل ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اس میں آم کے درخت انگور کی بیل، میٹھے کا بڑا پودا، جامن، املتاس کے درخت ہیں۔ کھجور کے درخت کا بڑا احترام فرماتے اور کہتے یہ درخت سرکار مدینہ کے دیار کا ہے کوئی حاجی کھجوریں تحفۃً پیش کرتا تو انکی گٹھلیاں بو دیتے۔ خود جب حج سے واپس آئے تو وہاں سے گٹھلیاں لا کر اپنی مسجد کے باغیچہ میں بوئی تھیں۔ خوب پھیل رہی ہیں۔ زرعی زمین میں، اپنی حویلی میں کیکر کے درخت بہار دکھا رہے ہیں۔ گھر میں آپ کے ہاتھ کا لگایا ہوا سفیدے کا درخت میلوں دور سے اپنی بہار دکھا رہا ہے۔ بالعموم صبح اور شام کھرپہ اور کسی لے کر باغیچہ کی دیکھ بھال فرماتے تھے۔ وضو والے لوٹے سے اکثر پانی کونپلوں پر چھڑکا کرتے تھے۔ سبز و شاداب باغیچہ میں بیٹھ کر روح کے لیے تازگی پاتے تھے۔ اہل دل اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ پھول اور پودے اوران کی سرسبزی و شادابی روحانی دنیا پر کس قدر اثر انداز ہوتی ہے۔

سفر حرمین شریفین

والد گرامی اور والدہ محترمہ نے بفضل تعالیٰ 1968ء میں بیت اللہ شریف کا حج فرمایا تھا۔ اس سفر کے حالات خود آپ نے قلم بند کیے ہیں۔ آپ کی ڈائری سے کچھ حالات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

''فرماتے ہیں اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے چار ارکان پر پابندی نصیب ہوئی اب پانچویں رکن حج بھی اللہ کریم نے اپنے فضل وکرم سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ زیارت بیت اللہ شریف کی تڑپ دل میں رہی اور سرکار مدینہ کا روضہ اطہر دیکھنے کی تمنائیں دل میں مچلتی رہیں لیکن اپنے آپ کو دیار نبی لے جانے کے قابل نہ پاتا۔ تاہم جب کسی حاجی کے جانے یا آنے کی خبر ملتی یا کسی حاجی کو الوداع کہنے کی سعادت نصیب ہوتی تو اس وقت بے قراری کا عالم طاری ہو جاتا اور سرد آہ بھرتا کہ خدایا کبھی اس ناچیز کو بھی یہ سفر خاص، پرکیف، برکتوں والا نصیب ہوگا؟ اسی آرزو اور تڑپ میں دن گزرتے جاتے تھے آخر طلب کی گھڑی آ پہنچی اور آپ حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس مبارک سفر کی روائیداد طویل ہے مکہ معظمہ میں داخل ہونے کی کیفیت کا حال لکھ کر اس موضوع کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ مورخہ 29 جنوری 1968ء سوموار صبح نو بجے جدہ شریف کے حاجی کیمپ میں آ گئے۔ مورخہ 30 جنوری صبح گیارہ بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ خانہ خدا کا رعب و جلال برداشت سے باہر تھا۔ وہ کیفیت صرف محسوس کی جاسکتی ہے بیان نہیں ہوسکتی اور نہ احاطہ تحریر میں لائی جاسکتی ہے۔ بس یہ جان لیں جہانوں کے مالک اتنے بڑے اللہ کا گھر بھی کتنا عالی شان اور برکتوں والا ہوگا۔ نہایت تعظیم اور تکریم سے طواف کیا، سعی کی، سر منڈوایا، معلم مرزوقی صاحب نے دعوت کھلائی۔ بدنی صحت دونوں کی اچھی ہے مگر اصل صحت کا دارومدار روحانی صحت کی اچھائی پر ہے اب اس سفرنامے کی پوری تفصیل کتاب ہذا کے آخری اوراق میں دے دی گئی ہے''۔

کرامات

والد ماجد مرد استقامت تھے اور صاحب استقامت ہونا صاحب کرامت ہونے سے بہتر ہے کیونکہ کرامت کو تمہارا نفس چاہتا ہے اور استقامت کو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔ انبیاء کے لیے معجزات اور صالحین کے لیے کرامات ثابت شدہ حقائق ہیں۔ یہ کرامت دراصل اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلے میں اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہوتا ہے۔ قبلہ والد گرامی کی کرامات تو کئی ہیں جن کا میں خود گواہ ہوں گو یہ موقع کرامات کے بیان کرنے کا نہیں، اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو ان کا تفصیلی ذکر کسی دوسری کتاب میں پیش کردوں گا۔ پھر بھی ایک کرامت جس کا میں خود شاہد ہوں بیان کرنا قارئین کے ایمان کو تازہ کرے گا۔ میں جب کہ محکمہ تعلیم شیخوپورہ میں سپرنٹنڈنٹ تھا تو 16 فروری 1979ء کا جمعہ جامع مسجد نوری بستی بلوچاں شیخوپورہ میں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کے خطیب علامہ محمد اسحٰق صاحب والد گرامی کے بڑے معتقد اور شعلہ بیان واعظ تھے۔ نماز کے بعد دوران گفتگو والد گرامی کی ایک کرامت کا ذکر چھڑ گیا۔ مولانا صاحب نے ایک شخص غلام مصطفیٰ کو بھی بلوالیا اور کہا کہ گردن کے پھوڑے والی بات بتاؤ۔ اس نے کہا کہ وہ پیشہ ور چوڑی گر تھا اور گاؤں گاؤں پھیری کر کے چوڑیاں چڑھاتا تھا۔ ایک مدت سے میری گردن پر ناسور قسم کا ایک پھوڑا تھا جس سے بڑی تکلیف ہوتی۔ مجھے کسی نے بتایا کہ چک 17 میں مولوی صاحب سے دم کراؤ تو آرام آجائے گا۔ ایک دن اسی گاؤں میں چوڑیاں چڑھانے کے بعد ظہر کی نماز مسجد میں پڑھی اور موقع پا کر جناب مولوی صاحب سے دم کرنے کے لیے عرض کی تو آپ نے فرمایا تم غیر محرم عورتوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کر چوڑیاں چڑھاتے ہو جو گناہ ہے اور مجھ سے دم کرواتے ہو میں دم کیسے کروں۔ ہاں البتہ تم توبہ کرو اور آئندہ اس کام کو چھوڑ دو تو میں دم کروں گا انشاء اللہ آرام بھی آجائے گا۔ میں نے وہیں توبہ کی اور وعدہ کرلیا کہ آئندہ کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ پکڑ کر چوڑیاں نہ چڑھاؤں گا۔ جناب مولوی صاحب نے لعاب دہن پھوڑے پر لگایا تو پھر وہ ناسور کبھی نہ پھوٹا۔ پھوڑے کا مندمل نشان میں نے خود بھی دیکھا۔

اس کرامت کے علاوہ دیگر کئی کرامات ہیں جن کا ذکر چھڑ گیا تو بات لمبی ہو جائے گی اور میں اصل موضوع سے ہٹنا نہیں چاہتا۔ اصل بات یہ ہے کہ استقامت ہی اصل کرامت ہے والد گرامی کی زندگی ہمارے سامنے گزری تقریباً پچپن سال میں کوئی فعل یا کام ہم نے خلاف سنت ہوتے نہیں دیکھا اس سے بڑھ کر کرامت اور کیا ہو سکتی ہے اور پھر وفات کے بعد آپ کی قبر مبارک مرجع خلائق ہے اتنے لوگ زندگی میں نہ آتے تھے جتنے اب آتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے پیر مرشد کو تصور میں رکھ کر جو دعا کی اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے قبول فرمائی۔ ضمناً ایک اور کرامت کا ذکر بھی کر رہا ہوں ان دنوں آپ گورنمنٹ پرائمری سکول تر ڈیوالی نزد منڈیانوالہ (شرقپور) میں متعین تھے کہ چند بلوچ اپنے اونٹوں کے ہمراہ لاہور جا رہے تھے کہ ان کی ایک اونٹنی جو بھی تازہ شیر دار ہوئی بیمار ہو گئی شرقپور شریف کے نزدیک آئے تو اعلیٰ حضرت صاحب کی خدمت میں دم کرانے چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارے راستے میں تر ڈیوالی سکول میں منشی خدا بخش ہیں ان سے دم کرا لینا۔ والد صاحب نے بتایا کہ بلوچ شور مچاتے سکول آ گئے اور اپنے خاص لب و لہجہ میں کہنے لگے کہ بڑے میاں صاحب شرقپور والوں نے آپ سے دم کرانے کو کہا ہے لہٰذا دم کر دو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی تھوڑی دیر بعد وہ اونٹنی ٹھیک ہو کر چلنے لگی اعلیٰ حضرت کی طرف سے گویا یہ ایک طرح کا اجازت نامہ تھا۔ خود میں ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا ڈرتے ڈرتے جب کوئی چارہ کار نہ ہوا تو ابا جان کی خدمت میں عرض کی تو مجھے ساتھ لے کر اعلیٰ حضرت کے دربار پہ تشریف لے گئے۔ مجھے ساتھ بٹھا کر دعا کی لحہ بھر کے بعد اٹھ بیٹھے بتایا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے سورۂ تغابن پڑھو اللہ کریم فضل فرما دیں گے پھر ایسا ہی ہوا نجات کے خود بخود اسباب پیدا ہو گئے۔

علالت

1976ء کی عید الاضحیٰ کی آمد آمد ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فجر کی نماز پڑھانے کے بعد گٹھلیوں پر درود شریف پڑھ رہے ہیں عید الاضحیٰ کا واقعہ تصور میں آ گیا حج کے موقع پر

قربانیوں کے خون کا نقشہ ذہن میں سما گیا چار سو خون ہی خون نظر آرہا تھا۔ ذبح عظیم کے واقعہ کے تصور میں طبیعت نے اس قدر جوش مارا کہ وہیں بیٹھے بیٹھے منہ سے خون کے فوارے ابلنے لگے دیکھنے والے گھبرا گئے۔ گھر تشریف لائے والدہ محترمہ بھی یہ حال دیکھ کر سخت گھبرا گئیں۔ مجھے شیخوپورہ اطلاع دی گئی۔ میں جناب محترم ڈاکٹر کیپٹن عبد الکریم صاحب کو ساتھ لے کر گاؤں گیا علاج معالجہ کیا گا۔ قدرے طبیعت سنبھل گئی۔ مگر میرے دل پر چوٹ ایک ایسی لگی کہ رونا تھمنے کو نہ آتا تھا۔ آپ نے میری بڑی ڈھارس بندھائی۔ جب مذکورہ بالا واقعہ خون آنے کا مجھے بتایا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب اباجان ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ میں آپ کو شیخوپورہ اپنے پاس لے آیا۔ یہاں آپ نے اپنے چچازاد بھائی اور بڑے بیٹے محمد اسحق کو بھی بلوالیا۔ ہم سب تیمارداری میں مصروف ہو گئے ایک دن ہم سب بیٹھے تھے بندہ نے جرات کر کے پوچھا کہ آپ کی آخری آرام گاہ کہاں بنائی جائے۔ الٹا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی کہ چار جگہیں میری نظر میں ہیں۔ پوچھا کون کون سی؟ عرض کی پہلی جگہ تو اپنے گھر کا صحن ہے دوسری اپنی زمین میں برلب پختہ سڑک، تیسری جگہ آپ کا پیر خانہ شرقپور شریف، چوتھی جگہ کے متعلق پوچھا تو عرض کیا کہ گاؤں کی مسجد کے ساتھ آپ کا باغیچہ۔ فرمایا یہ جگہ بہتر ہے میری اپنی تیار کردہ ہے مسجد کا قرب ہوگا، اذانیں سنوں گا جس سے مجھے فائدہ ہوگا۔ میری قبر پر فاتحہ خوانی ہوگی تو روح کو سکون ملے گا ہاں اگر گاؤں میں سے کسی نے بھی اعتراض کیا تو میری میت اعلیٰ حضرت صاحب کے قبرستان لے جانا اور وہاں جہاں کہیں جگہ ملے سپرد خاک کر دینا۔ یہ مسئلہ تو آپ نے اپنی زندگی میں ہی حل فرما دیا تھا۔

بیماری شروع ہوتے ہی ہم نے بڑا چاہا لاہور میو ہسپتال لے چلیں مگر آپ راضی نہ ہوتے۔ بالآخر آپ کی مرضی کے خلاف ہم انہیں میو ہسپتال لاہور لے آئے مگر یہاں وہ ایسے رہ رہے تھے جیسے پرندہ پنجرے میں بے چین رہتا ہے۔ روز کہتے تم لوگ مجھے یہاں لے آئے یہاں کی آب و ہوا اچھی ہے اور نہ یہ لوگ۔ حتیٰ کہ پانی بھی گاؤں سے اپنی مسجد کا منگوا

کر پیتے۔ایک دن بہت ضد کی اور ہم دونوں بھائیوں سے کہا کہ رحمٰن پورہ اپنے گھر لے چلو چار دن بعد گاؤں لے جانا۔ہم نے آپ کی خواہش کی تعمیل کی۔رحمٰن پورہ لے آئے۔یہاں رات دن مجھے بھرپور تیمارداری کا موقعہ ملا۔میری چارپائی آپ کے ساتھ ہی ہوتی۔ایک رات تقریباً تین بجے مجھے پکارا میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا فرمانے لگے اعلیٰ حضرت ابھی ابھی تشریف لائے ہیں اور مجھے قرآن مجید کھول کر دکھا رہے ہیں۔پھر میری ماں جی آ گئیں ہیں ان کی گود میں ایک بچہ ہے اور مجھے بلوا رہی ہیں (والد صاحب کی پیدائش سے پہلے ایک چھوٹا بچہ وفات پا چکا تھا) اس کے بعد قرآن کی آیات پڑھنا شروع کر دیں۔خاص طور پر یہ آیت پڑھتے۔ترجمہ: "ہاں تو کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم نے تمہیں یونہی بلا مقصد پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹا کر لائے نہ جاؤ گے؟" (المومنون: 23-115) مجھے فرمایا محمد سعید تم نے خاص طور پر میری بڑی خدمت کی ہے میں میرا اللہ میرا نبی میرا پیر و مرشد سب تم پر راضی ہیں۔دنیا میں تیرا کچھ کوئی بگاڑ نہ سکے گا تم ہمیشہ شاد ہی رہو گے۔آپ کے ان کلمات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس کے فضل کے بغیر یہ سعادت نصیب کہاں ہو سکتی تھی۔تاہم وعدہ کے مطابق چوتھے دن ہم آپ کو لے کر گاؤں آ گئے۔آپ کے معتقدین اکٹھے ہو گئے۔آپ بھی بڑے خوش ہوئے۔ان کے لیے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ میرے گاؤں والوں کو خوش رکھ ان کا آپس میں پیار محبت رہے۔ان کو دین کی راہ میں پختہ کر دے۔ہاں یاد آیا جب ابا جان ابھی ہسپتال میں ہی تھے تو گاؤں والے میرے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ کی قبر کہاں بنانے کا ارادہ ہے۔میں نے ابا جان کی خواہش کا ذکر کیا تو سب کہنے لگے ہم بھی اسی لیے آئے ہیں کہ اگر شرقپور شریف لے جانا ہو تو ہم آڑے نہ آئیں گے اس کے علاوہ ہمارا ارادہ آپ کے باغیچہ میں قبر بنانے کا ہے۔تب یہ سب حضرات خوش ہو کر چلے گئے اور باغیچہ والی جگہ میں مٹی ڈال کر ہموار کر دیا۔جب یہ یقین ہو گیا کہ اہل دیہہ سب کے سب اس تجویز پر متفق ہیں تو ہم دونوں بھائیوں کو تاکید فرمائی کہ فاتحہ خوانی مسجد میں ہو جو آئے وضو کر کے آئے فاتحہ تم اونچی آواز میں پڑھنا بعض حضرات لاعلم ہوتے ہیں فاتحہ کے بعد انہیں

رخصت کر دینا۔ دنیا کی کوئی بات نہ کرنا یہ اس لیے کہ وہ زندگی میں دیکھ چکے تھے کہ عام لوگ فاتحہ ایسے پڑھتے ہیں کہ حقے کی نڑی منہ میں اور ایک ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔

وصال

27 جنوری 1977ء کو جمعہ کا دن تھا میں اور میرا بیٹا بخت سعید یار انجینئر (جس کا بعد میں 25 مئی 1987ء بمطابق 27 رمضان المبارک اپنی کمپنی کا کام ختم کر کے تین ساتھیوں کے ہمراہ ٹنڈو آدم سے کراچی آتے ہوئے کار کے حادثہ میں شہید ہو گئے) تیمار داری کے لیے حاضر تھے۔ صبح چند گھونٹ چائے کے پیئے۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب خون کی قے آئی اور ساتھ ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اہل دیہہ بھی سارے اکٹھے ہو گئے۔ آپ کے چہرے پر اطمینان وسکون کے آثار نمایاں تھے۔ میاں محمد اسحٰق مرحوم برادر کلاں بندہ خود مولوی عبدالرحیم امام مسجد چودھری بشیر احمد سب نے مل کر نہایت اعلیٰ طریقے سے غسل دیا۔ کفن پہنانے میں عزیزی بخت یار نے بھی ہماری مدد کی۔ وہ سماں کچھ عجیب سا تھا ایک خاص طرح کی کیفیات طاری تھیں۔ نہلا دھلا کر جب کفن پہنایا تو سفید کفن میں آپ کا جسم مبارک ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی زندہ شخص محو خواب ہے۔ آپ کی چارپائی جب صحن میں لائی گئی تو وہاں آپکے دیدار کے منتظرین آواز بلند کلمہ شریف کا ورد کرتے آگے بڑھے اور پھر کچھ اور ہی سماں بندھ گیا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے اس محفل میں فرشتے بھی شریک ہو گئے ہیں۔ قرآن بھی کہتا ہے "بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہے جو مانگو"۔ (حم السجدہ:41-30,31)

عام دیدار کا یہ سلسلہ بعد نماز جمعہ تک جاری رہا۔ بالآخر نماز عصر کے بعد آپ کا جنازہ بڑے صاحبزادے میاں محمد اسحٰق نے پڑھایا اور غروف آفتاب سے قبل منتخب کردہ جگہ پر

آخری آرام گاہ میں اس دعا کے ساتھ منتقل کر دیا۔

داخل فردوس فرمائے تجھے رب العباد

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

وصال سے قبل مجھے نصیحت فرمائی کہ میری قبر پر سایہ ضرور کر دینا تا کہ فاتحہ اور قرآن خوانی کرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ پھر ایسا ہوا کہ آپ ہی کے ایک خاص مرید عزیزم غلام نبی نے زر کثیر صرف کر کے آپ کے پیر و مرشد کے روضہ کا ہم صورت شاندار روضہ تعمیر کرا دیا اور اس کے بعد آپ کے ایک پوتے کو اللہ نے توفیق عطا کی تو روضہ کے ساتھ ہی تین منزلہ دینی درسگاہ بنا دی جہاں بچے دینی علوم اور دنیوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور وہاں اب ایک نیا دینی خوشگوار ماحول پیدا ہو چکا ہے۔ دن رات رونق رہتی ہے یقیناً یہ سب کچھ والد گرامی کے تصرف کا نتیجہ ہے جو اہل خاندان کو یہ توفیق نصیب ہوئی گویا ۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن

تا بماند نام نیکت برقرار

عرس

قرآن مجید میں ہے'' صالح لوگوں کے تذکرے کے وقت رحمت باری تعالیٰ نازل ہوتی ہے''۔ نیز یہ بھی ارشاد ربانی ہے کہ'' بلا شبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے'' (الانبیاء:21-105)۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ علماء، وارثین علوم (کتاب وحکمت) کی پیروی کرو۔ وہ بالتحقیق دنیا میں چراغ اور آخرت میں مشعلیں ہیں (عن انس جامع الصغیر سیوطی) حضرت سلطان العارفین نے بھی کیا خوب فرمایا ہے'' نام فقیر تنہا دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہو''۔ یہ عجیب بات ہے کہ وارثین کی ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے تا کہ ان تمام تقاریب کا اہتمام کریں۔ لہٰذا ہم بھی ہر سال 27,28 جنوری کو سالانہ عرس مناتے ہیں جو اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی طرح ہوتا ہے جس میں کوئی کام خلاف شرع نہیں ہوتا۔ وعظ نصیحت اولیائے کرام کے حالات زندگی درود و سلام، تلاوت قرآن مجید جیسی تقاریب منعقد

ہوتی ہیں۔ 27 جنوری بعد نماز عصر اجلاس شروع ہو کر 28 جنوری بعد نماز ظہر ختم ہو جاتا ہے پھر لنگر عام ہوتا ہے۔ سینکڑوں زائرین خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور یوں عرس شریف کی تقریبات ختم ہوتی ہیں۔ یہ سلسلہ اب قیامت تک جاری وساری رہے گا ہم نہ ہوں گے تو اللہ پاک خاندان کے کسی اور کو یہ ذمہ داری سونپ دے گا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے غلام و فقیر کا یہ دربار قیامت تک فیض رسانی کرتا رہے گا۔ بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ ؎

دربار شہنشہی سے خوشتر	مردان خدا کا یہ آستانہ

اولاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی تھی۔ بیٹی بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی بڑے بیٹے کا نام میاں محمد اسحٰق تھا جو دو سال قبل وصال فرما گئے ہیں ان کی آل اولاد ضلع رحیم یار خاں میں آباد ہے۔ زمیندار اور کاروبار ہے الحمدللہ خوشحال ہیں۔ موضع رکن پور تحصیل و ضلع رحیم یار خاں اور خاص شہر رحیم یار خاں میں مقیم ہیں۔ موضع رکن پور میں والد گرامی نے اپنے ہاتھوں مسجد شیر ربانی تعمیر کی جو الحمدللہ آپ کے پوتے اسے خوب آباد کیے ہوئے ہیں۔ بھائی جان مرحوم حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے دوسرا بیٹا راقم الحروف میاں محمد سعید شاد ہے۔ الحمدللہ مطالعہ کا شوق والد گرامی کی طرف سے ودیعت ہوا ہے۔ آپ خود بڑے انشاء پرداز اور خوش نویس تھے۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ دینی کتب کے مطالعہ میں گزرا۔ میری دلی تمنا اور آرزو ہے کہ آپ کے دربار کی دربانی عمر بھر کرتا رہوں۔

خدمت مادر و پدر کن صبح و شام
تا کہ باشی در دو عالم نیک نام
خدمت مادر پدر کن اختیار
تا شوی از مال و دولت بختیار

ابا جان کی جدائی کے غم میں کچھ تاثرات ملاحظہ ہوں۔

ٹھہر اے دل اضطراب کہ درد دل رقم کرلوں
ذرا اب خامہ رنگیں کو وقف درد و غم کرلوں
نوائے درد و غم سوز و گداز نالہ و پیہم
جو ممکن ہو صریر کلک میں ان سب کو ضم کرلوں
ترستی تھیں جو آنکھیں روئے اقدس کی زیارت کو
انہیں کو آج تھوڑی دیر تک اشکوں سے نم کرلوں
نہ تھم اے دیدۂ گریاں کہ اب جی بھر کے میں رولوں
ہو خوں اے دل کہ آج اچھی طرح اظہار غم کرلوں
ٹپک جائیں ہزاروں لعل و گوہر حبیب دامن پر
ہجوم درد و غم سے اگراک بار خم کرلوں
قیامت تک نہ آئے گا نظر یہ چہرہ انور
ذرا ٹھہر کہ آنکھوں میں اسے مرتسم کرلوں
کرے گا اب کون اس درد و الم میں غم خواری
میں تیری یاد ہی کو اب شریک درد و غم کرلوں

برصغیر پاک و ہند میں صوفیا نے اسلام اور عالم اسلام کے لیے جو مثبت کردار ادا کیا ہے اس سے کسی کو انکار ممکن نہیں ہے۔ حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی صوفیاء میں سے ایک تھے جنہوں نے شریعت اور طریقت کو صحت مند انداز میں اپنا کر اور اپنی ذاتی زندگی سے مثالی کردار کا نمونہ پیش کر کے ایک زمانے کو اپنے دائرہ اثر میں لا کر منور کیا۔ انہوں نے اپنے مریدوں میں حضرت میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیتوں کی ایسی تربیت کی کہ جس کا ایک رنگ ان کی بیاض سے زیر نظر انتخاب کا مجموعہ ہمارے سامنے ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رہبانیت کی بجائے عملی زندگی کو اپنایا اور یہی سبق اپنے مریدوں کو پڑھایا آپ نے جمعۃ المبارک میں خطبات کی صورت میں علم وحکمت

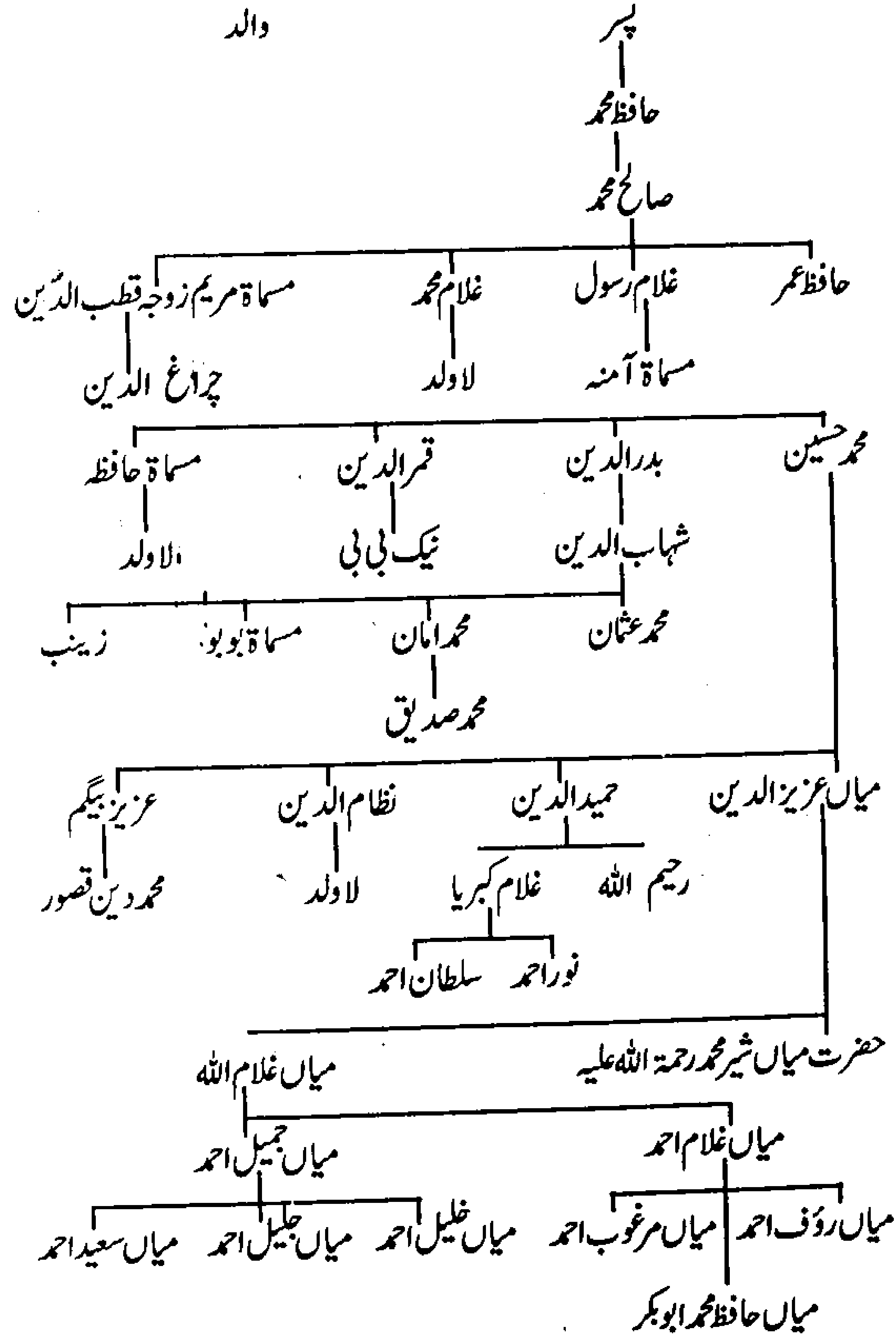
کی جو باتیں بتائیں وہ اس وقت کے حاضر مرید نے ہمیشہ کے لیے محفوظ فرمالیں۔ ان خطبات کو بیاض کی شکل میں روزانہ لکھ کر محفوظ کر لینا بجائے خود ایک بڑے کارنامے کے مترادف تھا اور یہ بھی اس لیے ممکن ہوا کہ قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا حضرت میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ خود درس و تدریس کے شعبہ تے تعلق رکھتے تھے اور دینی اور دنیوی علوم کا حصول ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔

اس کتاب ''خطبات شیر ربانی'' میں 1924ء سے 1928ء تک کے خطبات کو شامل کیا گیا ہے لیکن کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مختصر عرصے میں اس کا یہ ساتواں ایڈیشن ہے جس میں ترمیم و اضافے کے ساتھ مواد کو زبان و بیان کے حوالے سے مزید مزین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے قارئین اس کا مطالعہ بڑے ذوق وشوق سے کریں گے اور بندہ ناچیز کے لیے دعائے خیر فرماتے رہیں گے۔

شنیدم کی در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم
یا رب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم
حاصل عمر نثار رہ یارے کردم
شادم از ندگی خویش کہ کارے کردم

بندہ عاجز میاں محمد سعید شاد

شجرہ نسبی حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ شرقپوری



حصہ سوم

حالات زندگی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ از بیاض میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ ''خزینہ معرفت'' وشیر ربانی مؤلف محمد امین مرحوم شرقپوری و مؤلف صوفی محمد ابراہیم مرحوم قصوری۔

قبل از ولادت

اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی ولادت کی خوشخبری آپ کے جد اعلیٰ کو کابل کے ایک بزرگ نے ایک صدی پہلے دی تھی اور حضرت قبلہ کا نام بھی تجویز فرمایا تھا۔ آپ کے نانا حضرت قبلہ مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سرزمین شرقپور کو مسکن بنانے کے بعد بوئے دوستی آید کے مصداق امیر طریقت حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے شرقپور میں تشریف لائے اور فرماتے کہ ہمیں حق سبحانہ تعالیٰ نے کشف سے بتایا کہ اس شہر میں محمد ﷺ کا شیر پیدا ہوگا۔ حضرت بابا صاحب سال بسال یہاں تشریف لاتے رہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ حضرت قبلہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے ایک مجذوب بھی حضرت قبلہ کے جائے مولد کے گرد چکر لگایا کرتے اور فرماتے ''اس محلہ میں ایک مقبول بارگاہ رب العلی پیدا ہوگا میں ان کی آمد کا منتظر ہوں''۔

کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت پیر بلوی علیہ الرحمۃ سے پوچھا ''حضرت صاحب مستقبل میں کوئی ولی اللہ اور بھی پیدا ہوگا'' آپ نے فرمایا ہاں شرقپور شریف میں پیدا ہوگا''۔

ولادت

بالآخر آپ 20 جون 1863ء بمطابق 1282ھ میں پیدا ہوئے۔ سات روز بعد آپ کا نام نامی اسم گرامی شیر محمد رکھا گیا۔ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کسی کتاب یا کسی اور ذریعہ سے

معلوم نہیں ہو سکی۔ تاریخ وفات سے 65 سال 2 ماہ منہا کریں تو قریباً 20 جون 1863ء نکلتی ہے۔ واللہ اعلم۔ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب شیر ربانی پیدا ہوئے تو گھر بھر میں عجیب کیفیت پائی جاتی تھی ایسا معلوم ہوتا کہ آسمان سے ایک تخت اترا ہے فرشتے میرے بھائی کو اس پر بٹھا کر اوپر لے گئے ہیں اور جب واپس لے کر آئے تو گویا یہ شاہی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قصور میں ایک بزرگ کی خانقاہ ہے جس پر نفل پڑھنے کے لیے اکثر مستورات جایا کرتی تھیں۔ میری والدہ محترمہ بھی وہاں نفل پڑھا کرتی تھیں۔ صاحب مزار سے اشارہ ہوا کہ ان کے ہاں ایک صالح لڑکا تولد ہوگا اور نام اس کا شیر محمد رکھنا''۔

ان کی ولادت پر حضرت مولنا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو زندہ تھے حضرت قبلہ کو گود میں لے بہت پیار کیا اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی جسے انہوں نے چوسا۔ وہ انہیں سینے سے لگاتے اور بار بار چومتے۔ حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب بڑے بابرکت بزرگ تھے۔ حضرت مولانا صاحب حجرہ شاہ مقیم والی سرکار کے مرید تھے اور صاحب کمال تھے۔ عالم باعمل تھے۔ کسی ایک آیہ مبارکہ کی تلاوت فرماتے تو گھنٹوں تک اس کی تشریح فرماتے اور کبھی مولانا روم کا کوئی شعر پڑھ کر سیر حاصل بحث فرماتے۔ صاحب کرامت ولی تھے۔ ایک دفعہ شرق پور شریف کے اردگرد طاعون کی وبا پھیل گئی۔ لوگوں نے دعا کے لیے عرض کیا آپ نے فرمایا بحکم خداوندی وبا یہاں نہیں آئے گی صرف ایک لڑکی مرے گی نقارہ بجا دو۔ جہاں تک آواز نقارہ کی پہنچے گی وہاں سے انشاء اللہ آگے وبا نہیں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا صرف ایک ہندو لڑکی مری۔ اگر کسی کو آشوب چشم کی شکایت ہوتی تو آپ اپنا لعاب دہن لگا دیتے جس سے شفا ہو جاتی اگر کسی کے مکان میں بھڑ ڈیرہ جما لیتے تو آپ چھتہ پکڑ کر پھینکتے مگر کوئی بھڑ ڈنگ نہ مارتی۔ علیٰ ہذا القیاس آپ کی اور بھی کئی کرامات تھیں جن کو بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

بچپن

حضرت مادر زاد ولی تھے۔ کم سنی ہی میں کھیل کود سے بیزار نظر آتے۔ تنہائی کو پسند فرماتے۔ عام بچوں کی طرح آپ کو کھیل کود پسند نہ تھی۔ آپ علیحدگی کو پسند فرماتے کبھی لڑکوں کو کھیلتے دیکھتے تو فرماتے ہم بھی اپنا کھیل کھیلیں گے اور گھر جا کر اسم ذات اللہ کو لکھنا شروع کر دیتے آپ اسم ذات اللہ کے بے حد شیدائی تھے اور یہ نام انہیں دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز اور پسند تھے۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا اسم ذات اللہ کتاب ہذا میں بطور نمونہ دیا گیا ہے۔ آپ جب قرآن مجید تلاوت فرماتے تو آنسوؤں کی کثرت کی وجہ سے اوراق جلد خراب کر دیتے نانا جان کی باز پرس پر سوائے سکوت اور رونے کے کچھ جواب نہ ہوتا۔ والدین کے اصرار پر دنیوی مدرسہ میں صرف ابتدائی پانچ درجہ تک تعلیم حاصل کی تھی کہ اسے چھوڑ دیا مسجد میں اپنے چچا میاں حمید الدین صاحب سے کلام مجید اور فارسی کی چند درسی کتابیں پڑھیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی محبت جب جوش مارتی تو پانچ چھ سال کی عمر میں ہی قبرستان چلے جاتے اور جب حضرت قبلہ کی والدہ ماجدہ دریافت فرماتیں کہ کہاں گئے تھے تو فرماتے بزرگوں سے ملنے گیا تھا۔ کبھی کبھی جوش عشق الٰہی میں دہکتے ہوئے کوئلے پکڑ لیتے اور انہیں نگلنے لگتے اور کبھی کبھی کھولتی ہوئی چائے سے منہ لگا لیتے اور فرماتے یہ چیزیں بھی تو اللہ کی ہی پیدا کردہ ہیں۔ گھر والے انہیں دیوانہ سمجھتے حالانکہ جنوں کا نام خرد خرد کا نام جنوں اسی کو کہتے ہیں۔ جب ذرا جذبہ شوق ومحبت کم ہوتا تو دینی تعلیم کے حصول میں لگ جاتے۔ مولانا حمید الدین صاحب کے علاوہ حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حکیم شیر علی صاحب سے بھی حضرت قبلہ نے تعلیم پائی۔ آباؤ اجداد کی وراثت ''خطاطی'' خاص طور پر حضرت قبلہ کو ورثہ میں ملی تھی۔ مدرسہ میں بھی حضرت قبلہ کی خوشخطی کا چرچا تھا۔ مدرسہ چھوڑنے کے بعد بھی آپ نے چندے خطاطی کی مشق جاری رکھی۔ اچھے اچھے کاتب حضرت کا خط دیکھ کر حیران رہ جاتے مگر اس شوق میں بھی حضرت کا مقصود واحد ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کا حصول تھا۔ اللہ پاک کی شان میں کہی گئی حمد وثنا کی نظمیں نقل کرتے یا حضور

پر نور جناب رسالتمآب ﷺ جن کے حضرت جان و دل سے والا و شیدا تھے ان کی تعریف میں نعتیہ کلام قلمبند کرتے۔ پھول پتیوں کے نقش و نگار میں حق سبحانہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ جل شانہ اور حضور صاحب لولاک سرکار دو عالم ﷺ کا نام پاک محمد ﷺ کو بصد شوق لکھتے۔

نوجوانی

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ جب بچپن سے نکل کر جوانی میں داخل ہوئے تو ان کے لیے بچپن کی طرح یہ میدان بھی عام لوگوں سے بالکل مختلف تھا۔ پہلے قبرستانوں میں اس لیے جاتے تھے کہ بڑوں سے ملیں جلیں خیر و عافیت دریافت کریں۔ اب قبرستان کی چپ چاپ اور خاموش آبادی میں بیٹھنے اور لیٹنے کو جی چاہتا تھا۔ حضرت وہاں جاتے اور ٹوٹی پھوٹی قبروں میں لیٹ جاتے اور انتہائی کیف و لذت محسوس کرتے۔ عشق الٰہی میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ کسی کے ہاتھ میں بوتل دیکھتے تو حالت سکر میں گر پڑتے۔ کہیں جلتی دیا سلائی دیکھ پاتے تو یہی کیفیت ہو جاتی اور چرکھڑی کی آواز سن پاتے تو بھی جذب طاری ہو جاتا اور گھنٹوں بے ہوش پڑے رہتے۔ اس حالت میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں بجلیاں سی کوندتی تھیں جس پر پڑتیں بے خود بنا دیتیں۔ غرض محبوب حقیقی کی صناعی انہیں کائنات کی ہر چیز اور ہر ذرہ میں نظر آتی اور آپ بے خود ہو جاتے۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ شروع ہی شاہ خرچ تھے احباب نوازی اور غربا پروری میں سب سے بڑھ کر پیش آتے تھے۔ اس لیے ادھار لیتے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار خفا ہوتے اور فرماتے عجیب بات ہے ایک لڑکا ہے اور وہ بھی شاہ خرچ اور دیوانہ لگتے ہیں۔ انہی ایام میں حضرت قبلہ کے والد گرامی ایک مرتبہ منہ اندھیرے گھوڑے پر سوار ہو کر ملازمت پر جا رہے تھے کہ کسی نے صبح کے دھندلکے میں راستہ روک کر گھوڑے کی باگیں تھام لیں اور فرمایا کہ جس لڑکے کو آپ دیوانہ سمجھتے ہیں اور اس سے ناراض ہوتے ہیں وہ ایک دن بہت بلند اقبال ہوگا اور اس کے بڑے چرچے ہوں گے۔ اگرچہ آپ نہیں دیکھیں گے۔ حضرت قبلہ والد محترم اس تائید غیبی سے جب ان کے شاندار مستقبل سے آگاہ ہوئے تو

آپ حضرت قبلہ صاحب اپنے لخت جگر سے مطمئن ہو گئے۔

حیا

حیاداری کا یہ عالم تھا کہ جب گھر سے باہر نکلتے تو چہرہ مبارک پر رومال ڈال لیتے اڑوس پڑوس کی عورتیں انہیں دیکھ کر کہتیں ہمارے محلہ میں یہ لڑکا نہیں بلکہ لڑکی رہتی ہے جو غیروں سے منہ چھپاتی پھرتی ہے۔

کہتے ہیں کہ چند بیلیوں کے ہمراہ مسجد کی چھت پر تشریف فرما تھے کہ بحالت سکر یکا یک سائے سے اٹھ کر دھوپ میں لیٹ گئے اور فرمانے لگے کہ مولا کریم کی گرمی کا بھی لطف اٹھانا چاہیے تھوڑی ہی دیر میں پسینے چھوٹ گئے اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر بولے ''اللہ کریم اب مینہ برسا کر ٹھنڈ فرما دو تمہارے لیے کیا مشکل ہے''۔ کہتے ہیں اسی وقت آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور بارش ہونے لگی۔ حضرت قبلہ روتے تھے اور استغفار پڑھتے تھے اور فرماتے تھے ''پتہ نہیں اللہ کریم کو مینہ برسانا منظور تھا بھی کہ نہیں میں نے ایسے ہی خواہش کیوں کر دی''۔ کئی روز حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ یہی کلمات دہراتے رہے اور اپنی کم مائیگی پر آنسو بہاتے رہے۔

شہسوار

حضرت قبلہ کو ابتدا ہی سے گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا۔ اڑیل سے اڑیل گھوڑے کو بھی مطیع فرما لیتے تھے۔ ایک مرتبہ باہر سے کوئی برات آئی ان کے پاس ایک منہ زور اور سرکش گھوڑی تھی وہ لوگ امتحاناً اس گھوڑی کو حضرت صاحب کے پاس آزمائش کے لیے لے آئے۔ آپ اس پر سوار ہوئے تو وہ ہر طرح سے مطیع اور فرمانبردار تھی آپ کے ہر اشارے پر چل رہی تھی تمام براتی حیران رہ گئے۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے چونیاں سے واپس آنا تھا۔ ایک شخص بڑی منہ زور گھوڑی حضرت قبلہ کی سواری کے لیے لے آیا۔ حضرت نے اسے چمکارا تھپکی دی اور سوار ہو گئے۔ سارے سفر میں وہ بڑے آرام سے چلتی رہی اور کوئی سرکشی نہ کی۔ چنانچہ یہی وہ زور

شہسواری تھا کہ حضرت قبلہ کے روبرو بڑے سے بڑے سرکش اور ظالم انسان آتے مگر گردن نیچی ڈال دیتے اور منہ زور گھوڑوں کی طرح راہ راست پر چلنے لگتے سبحان اللہ!

عائلی زندگی

حضرت قبلہ کے ہاں دو صاحبزادے ہوئے جو بچپن میں ہی یکے بعد دیگرے چل بسے کہتے ہیں حضرت قبلہ انہیں گود میں لے کر فرماتے تھے کہ تم نے اچھا نہ بننا ہوتو تمہارا مر جانا ہی بہتر ہے۔ حضرت قبلہ نے اپنے ہاتھوں انہیں غسل دیا اور فرمایا کہ کیسے خوبصورت نکل آئے ہیں اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ صاحبزادوں سے بڑی ایک صاحبزادی تھی جن کا نام حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بکمال عقیدت جناب رسالت مآب ﷺ کی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہ کے نام پر "غلام فاطمہ" رکھا تھا۔ یہ خود تقویٰ اور دینداری میں کامل تھیں۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان سے بہت انس تھی۔ بعد شادی صاحبزادی صاحبہ کا سسرال میں بعض وجوہ کی بنا پر نباہ نہ ہو سکا آپ والد گرامی کے پاس چلی آئیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے لنگر کا انتظام انہیں سونپ دیا تھا اس کے علاوہ جو مستورات گھر میں آتیں انہیں مسائل سے آگاہ اور ہدایت فرماتیں۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال 1340ھ میں ہوا اور تین سال بعد صاحبزادی صاحبہ کا انتقال بھی ہو گیا۔ کہتے ہیں جب ان کا وقت آخر قریب آیا تو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے معرفت کی بہت سی باتیں کیں اور فرماتے کہ میں اکیلا رہ گیا ہوں اب میری باری ہے۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا تو احباب دوسری شادی کے لیے مصر ہوئے تا کہ فیوض و برکات کا نظام بصورت نسل آگے قائم رہے۔ حضرت قبلہ فرماتے اول تو مجھ میں طاقت نہیں رہی اگر یہ ہو بھی تو ہم روحانی بیٹیوں کو نسلی بیٹیوں پر ترجیح دیتے ہیں الغرض بقیہ زندگی مجرد ہی رہے۔

تلاش مرشد اور بیعت

بچپن ہی سے آپ بڑی محنت و جانفشانی سے اوراد و وظائف میں مشغول رہتے اور

سخت محنت و ریاضت فرمایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں یہ درود شریف بکثرت پڑھتے جس کی تعداد روزانہ چھ ہزار سے زائد نہ ہوتی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔ ذکر نفی اثبات اور پاس انفاس میں بے حد محنت و جانفشانی فرماتے۔ اب مرشد کی ضرورت بے حد پیدا ہو چکی تھی۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے بزرگ حجرہ شاہ مقیم رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تعلق رکھتے تھے۔ ابتدا میں آپ کی توجہ بھی حجرے شریف کی طرف مبذول ہوئی غالباً اپنے بزرگوں کی ایما پر آپ حضرت پیر سعادت علی سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک ہی نظر میں وہ حضرت کے بلند عزائم سے آگاہ ہوئے اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ کوئی اور مرشد صاحب باطن تلاش کریں اور انہوں نے عاجزی کا اظہار فرمایا۔ کہتے ہیں حضرت قبلہ میاں صاحب کہا کرتے تھے کہ مجھے اکتالیس بقولے تین صد ساٹھ اولیاء کرام نے بیعت کی دعوت دی لیکن میری چند شرائط تھیں جنہیں وہ پورا نہ کرتے اس لیے بیعت نہ ہو سکی۔

حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ اکثر کوٹلہ شریف سے شرقپور شریف آپ کے جد امجد کے پاس تشریف لاتے کچھ دیر ٹھہرتے اور چلے جاتے۔ کچھ عرصہ بعد پھر لوٹ آتے اس آمد و رفت کا مطلب صاف تھا مگر یہ شاہین بلند پرواز ان عمر رسیدہ بزرگ کے قابو میں آتے دکھائی نہ دیتے تھے۔ بالآخر اس ضعیف مگر جواں ہمت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی برکات کے امین امیر طریقت نے روحانی تصرف سے ان پر قابو پا لیا اور حضرت میاں صاحب نے بھی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو گھٹنے ٹیک دیے۔

حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے جب بیعت کے بعد حضرت قبلہ کو ذکر کی تلقین فرمائی اور خصوصی توجہ سے نوازا تو جذب و سکر کی کیفیتیں نمودار ہونا شروع ہو گئیں۔ حضرت قبلہ بے خودی میں تڑپتے رہتے اور گریباں چاک کرتے بے قراری کے عالم میں مسجدوں کے دروازوں پر جا کھڑے ہوتے اور اللہ کریم کا نام لے لے کر آوازیں دیتے اور کبھی جنگل

کی طرف نکل جاتے اور جو ملتا اس سے اللہ رب العزت کا پتہ پوچھتے اور کبھی حالت جذب میں اچھل اچھل پڑتے گا ہے جھاڑیوں اور کانٹوں پر جا پڑتے اور بدن لہولہان ہو جاتا۔ جب ہوش آتا تو میاں صاحب اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے کہ مجھے کیا ہوگیا ہے۔ حضرت صاحب پھر جذب وسکر میں کھو جاتے کئی کئی روز اسی حالت میں گزر جاتے۔ بدن کے کپڑے پھٹ جاتے۔ مسجد کے فرش پر دیوانہ وار لوٹتے۔ اکثر قبرستان کی طرف چلے جاتے اور کسی ٹوٹی پھوٹی قبر میں گھس جاتے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے زمین پر چلنا پھرنا اور قضائے حاجات سے فارغ ہونا مشکل ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہر جگہ اسم ذات اللہ نظر آتا ہے الغرض آپ پر عجیب وغریب عالم بیقراری رہتا اور طرح طرح کی روحانی کیفیات ظاہر ہوتیں۔

ایک وقت وہ تھا کہ حضرت میاں صاحب جناب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دام میں ان کی پیرانہ سالی کی وجہ سے آنا نہیں چاہتے تھے اور جب اس تجربہ کار اور جہاندیدہ شیخ کامل نے ان پر قابو پالیا تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے روبرو ہمیشہ مؤدب و دوزانو بیٹھتے۔ ایک دفعہ حضرت پیر و مرشد کو رخصت کرنے کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں کسی وجہ سے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بڑھئی کے مکان میں ٹھہرنا پڑا۔ بابا جی چارپائی پر تشریف فرما تھے اور حضرت میاں صاحب زمین پر دوزانو بیٹھتے۔ اکثر ان کی سواری کے ساتھ ساتھ پیدل دوڑتے جب پیر و مرشد تشریف لاتے تو ان کی خوشی کا کچھ ٹھکانا نہ رہتا۔ دل کھول کر خاطر مدارت کرتے بلکہ مقروض بھی ہو جاتے کیا مجال کہ طبیعت میں ذرا بربھی ملال آیا ہو۔ ان کی آمد کو باعث خیر و برکت سمجھتے۔ ایک مرتبہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چائے پینے کی خواہش ظاہر فرمائی ایندھن نہ تھا میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پگڑی جلا کر چائے تیار کی۔ جب حضرت میاں صاحب اپنے مرشد کے وطن جاتے تو ہر طرح کی خدمت بجالاتے۔ جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے چکی پیستے اور دیگر گھریلو امور سرانجام دیتے۔ ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد کے پاؤں دبانے کے لیے ہاتھ بڑھایا بابا

صاحب نے فرمایا ''ہوں، ہوں''۔ حضرت قبلہ فرماتے ہیں مجھے اس سعادت کی محرومی سے ایسا معلوم ہوا جیسے ایک بڑی نعمت سے محروم ہو گیا ہوں۔ بالآخر نوبت بایں جا رسید کہ ایک موقعہ پر حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ

''میرے اور تیرے درمیان جو فرق سمجھے گا وہ خسارے میں رہے گا''۔ نیز لوگوں سے کہا کہ میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی فقیری آج کل کی سی نہیں بلکہ ان کا طریقہ سلف صالحین کے مطابق ہے۔

خلافت

حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت قلیل عرصے میں اشغال نقشبندیہ میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ لطائف شش گانہ بھی فتوح ہو گئے۔ سلطان الذکر کی منزل بھی طے کر چکے تھے۔ نفی اثبات، پاس نفاس ارہ اور طریقہ یادداشت میں بھی مشاق ہو گئے تھے۔ اتباع سنت میں بھی حد درجہ احتیاط فرماتے تھے۔ حضرت بابا صاحب نے انہیں معراج کمال پر دیکھا تو ایک روز بڑی شفقت اور مہربانی سے خلافت نامہ دینا چاہا تو آپ نے عرض کی ''میں خلیفہ بننے کے لیے مرید نہیں ہوا مقصود تو معبود حقیقی کا بندہ بننا ہے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ کے بعد یہ تحریر دوبارہ دینی چاہی مگر حضرت قبلہ انکار پر اڑے رہے۔ اسی کشمکش میں اڑھائی سال بیت گئے۔ حضرت پیر و مرشد مخدومیت کی سند پیش کرتے تھے مگر یہ خادمیت کے درجہ سے بڑھنا نہیں چاہتے تھے۔ آخر ایک روز حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا'' میں آپ کا مرشد ہوں تعمیل ارشاد لازم ہے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اب جائے انکار نہ تھی اجازت نامہ حضرت ممدوح سے لے لیا اس ذمہ داری کے بوجھ کو ایسا محسوس کرتے گویا پہاڑ سر پر آن گرا ہے۔ لوگ مرید بننے کے لیے جوق در جوق حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے مگر آپ قبول نہ فرماتے اور کہتے میں خود کو ہرگز اس منصب کا اہل نہیں پاتا ہوں مگر کیا کروں پیر و مرشد مجبور کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہی ایام میں دوران سفر ایک نوجوان ملا۔ وہ

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کئی بار بیعت کے لیے حاضر ہو چکا تھا مگر حضرت قبلہ نے التفات نہ فرمایا۔ آخر وہ نوجوان کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا جس نے پہلے تو اسے حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کو سجدہ کرے پھر اپنے تئیں سجدہ کرنے کو کہا۔ صوفی ابراہیم صاحب قصوری مرحوم مؤلف ''خزینہ معرفت'' میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ واقعہ سنایا اور عرض کی کہ آپ کے انکار سے دنیا شرک میں مبتلا ہو رہی ہے۔ چنانچہ اس روز کے بعد حضرت قبلہ بیعت کرنے لگے۔

بیعت کے متعلق حضرت قبلہ ارشاد فرماتے کہ اب یہ ایک رسم رہ گئی ہے۔ بیعت کے معنی ہیں بک جانا اب کون کسی کے ہاتھوں بکتا ہے سب نفس کے تابع ہیں۔

حلیہ مبارک

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ میانہ قد اور نحیف الجثہ تھے۔ کتابی شکل چہرہ، رنگ گندمی مائل گورا، پیشانی چوڑی، بنی بلند، ابرو پیوستہ، داڑھی گھنی جس میں کچھ بال سفید اور کچھ سیاہ تھے۔ اکہرے جسم کے تھے۔ آنکھیں درمیانہ سیاہی مائل اکثر سرمہ لگاتے تھے بوجہ کثرت گریہ بینائی پر اثر پڑا تھا۔ مطالعہ کے وقت عموماً عینک لگاتے تھے۔ چہرے پر تفکرات غور و تدبر کے اثرات نمایاں رہتے۔ بہت کم ہنستے۔

لباس

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لباس میں انتہائی سادگی ہوتی تھی۔ پانچ کلی ٹوپی پر سفید ململ کی پگڑی باندھتے۔ ڈھیلی آستینوں کا کرتہ اور تہبند ہوتا۔ جاڑوں میں بند گلے کی واسکٹ اور بند ہی گلے کا کوٹ پہنتے۔ سردیوں میں چمڑے کے موزے بھی استعمال کرتے۔ تہبند ٹخنوں سے اونچا باندھتے اور سفید لباس کو پسند فرماتے۔ قصوری زرد رنگ کی جوتی بڑے پنجے والی استعمال فرماتے سیاہ جوتوں سے سخت نفرت تھی۔

وضع داری

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ عزیز و اقارب اور دوست احباب سے آزادانہ ملتے

جلتے۔ہاں خلاف شریعت امور کو سخت ناپسند فرماتے اور عزیز و اقارب سے ناراض ہو جاتے۔ رواج کے مطابق احباب کو تحفے تحائف بھی دیتے۔ مریدین کے ساتھ خط و کتابت بھی فرماتے۔آپ بہت پاکیزہ خطہ تھے۔ جنازے کی نماز میں اکثر شرکت فرماتے۔متوفی کے پس ماندگان کے پاس برائے تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے جاتے۔ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے ہاتھ اٹھاتے اور زبان مبارک سے الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر ولله لحمد پڑھتے پھر سورہ فاتحہ پڑھتے اور متوفی کے لیے دعائے مغفرت فرماتے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے آتے۔

انکساری

ذاتی شہرت اور تعریف کو سخت ناپسند فرماتے۔ ملنے والے جب کہتے کہ زیارت کو آئے ہیں فرماتے میں زیارت کے کہاں لائق ہوں خدا تعالیٰ کا ایک ناچیز بندہ ہوں"۔اس قسم کی باتوں پر آپ خفا ہوتے۔ جب کوئی تعظیم کو اٹھتا تو ایسی حرکت کو ناپسند فرماتے۔ ملنے والوں سے بلند جگہ پر بیٹھنے سے احتراز فرماتے۔ساتھیوں کے ساتھ چلتے وقت آگے نہ بڑھتے بلکہ پیچھے چلنے کو ترجیح دیتے۔بعض اوقات جاہل آپ سے ناراض ہو جاتے تو ان کو بڑے تحمل سے سمجھاتے اور راہ راست پر لاتے۔اگر کوئی مہمان بیمار ہو جاتا تو خود اس کی تیمارداری فرماتے کہتے ہیں کہ قصور میں ایک جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بھنگن کا ٹوکرا اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیا جب کہ وہ مدد کے انتظار میں تھی۔ایک دفعہ ایک مردہ کتے کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ دیر نگاہ عبرت سے دیکھتے رہے فرمایا" چند روز پہلے ہماری طرح چلتا پھرتا تھا آج تیرا یہ حال ہے حالانکہ احباب کو بوجہ بدبو قریب جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔

اطوار

ہمیشہ دو زانو بیٹھتے۔کھانے کے وقت ایک زانوں پر تشریف فرماتے۔راستے میں اینٹ یا پتھر یا کسی پھل کا چھلکا پڑا ہوتا تو اسے ہاتھ سے اٹھا دیتے۔ چلتے ہوئے نظر نیچی رکھتے۔تیز رفتار سے چلتے تھے۔چال ڈھال میں بناوٹ ہرگز نہ ہوتی۔فخر سے دور رہتے اور

انکساری اختیار فرماتے۔ جب کوئی چیز خریدتے تو وتر کے لحاظ سے خریدتے۔ مہمانوں کے آگے روٹیاں بھی تین رکھتے۔ کسی خادم کو اپنی جوتی نہ چھونے دیتے۔ ہر چیز دائیں ہاتھ میں لیتے اور دائیں میں دیتے۔ البتہ روپیہ پیسہ بائیں ہاتھ سے لیتے اور بائیں ہی میں دیتے۔

طریق دعا

اکثر بیمار بھی خدمت اقدس میں برائے دعا حاضر ہوتے تو آپ فرماتے نہ میں حکیم ہوں نہ ڈاکٹر تم یہاں کیوں آئے ہو۔ آخر میں فرماتے میاں موت تو ضرور ہے اس سے تو کسی کو چارہ نہیں دوا بھی کرو میں دعا کروں گا اور فرماتے ہیں کہ الحمد شریف میں بسم اللہ کی میم کو الحمد سے ملا کر سات مرتبہ پانی پر دم کر کے پی لیا کرو اور لوگ اکثر آپ ہی سے پانی دم کرا کے لے جایا کرتے اور بیمار شفایاب ہو جاتے۔

مجاہدہ اور وجد

تمام رات یا رات کا بیشتر حصہ ذکر اذکار میں گزر جاتا۔ دن کا بیشتر حصہ بھی اسی طرح گزرتا۔ بعض اوقات اپنے کپڑے اٹھا کر کسی برہنہ کو دے دیتے۔ ان دنوں نعت خوانی بہت سنتے تھے۔ گیارہویں میں شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ جا کر شمولیت کرتے اور بارہویں اپنے ہاں کرتے۔ وجد میں آ کر جوش سے عجب حالت طاری ہو جاتی اور بعض دفعہ لیمپ ٹوٹ جاتے۔ آپ جس آدمی کی طرف نظر کرتے وہ گر پڑتا۔ ایک دفعہ قصور میں ایک دکان پر بیٹھے تھے جہاں مولوی صاحب کہہ رہے تھے کہ وجد وغیرہ کچھ نہیں ہوتا فریب ہی ہوتا ہے آپ نے اس کی طرف دیکھا کہ مولوی کیا کہہ رہا ہے بس وہ وہیں گر کر تڑپنے لگا۔

آپ جب پندرہ سولہ برس کے تھے بیمار ہوئے والد صاحب نے یونانی حکیم اور دو ڈاکٹر بلائے۔ انہوں نے ملاحظہ کر کے رائے دی کہ صاحبزادہ بیمار نہیں ہیں یہ تو محبت الٰہی میں مستغرق ہیں۔

از سر بالیں من برخیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست　　(امیر خسروؒ)

نماز اور وظائف

آپ پابند نماز اور محافظ اوقات تھے۔ سنت رسول ﷺ کے مطابق سنتیں گھر میں اور فرض مسجد میں باجماعت ادا فرماتے۔ بعدہ شمار چادر پر رکھے شماروں پر درود شریف پڑھ کر دعا مانگتے پھر دیر تک مراقبہ فرماتے اور حاضرین پر توجہ فرماتے۔ پھر گھر کی بیٹھک میں تشریف لے جاتے نفل اشراق کبھی گھر پر اور کبھی چھوٹی مسجد میں آکر ادا فرماتے اور لوگوں کو ملاقات سے مشرف فرماتے۔ اگر کسی نے بیعت ہونا ہوتا تو بیعت کرتے اور اگر کوئی اور حاجت رکھتا تو پوری فرماتے۔ پھر کتابوں کا مطالعہ فرماتے پھر دستر خوان بچھایا جاتا۔ آپ ایک طرف بیٹھ جاتے۔ خاص خاص مرید آپ کے پاس بیٹھتے ارد گرد دوسرے بیٹھ جاتے۔ آپ سب کے ساتھ مل کر چند لقمے تناول فرماتے لیکن سب کے پیچھے ختم کرتے عمدہ چیز دوسروں کو دیتے۔

آپ لوگوں سے علیحدہ نہیں کھاتے تھے۔ امیر و غریب کے کھانے میں کوئی تمیز نہ تھی شہر کے مساکین اندھے اور درویش آکر کھانا لے جاتے۔ بعض وہیں بیٹھ کر کھانا کھا جاتے۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھلائے جاتے۔ دایاں زانو کھلا (کھڑا) اور بایاں بیٹھا رکھنے کا حکم فرماتے۔ کھانا کھانے کے بعد مسنون دعا پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَامِنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ۔ اور انگلیوں کو خوب چاٹتے پھر قیلولہ فرماتے۔ صرف ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ آرام فرما کر نماز ظہر کی تیاری کرتے۔ نماز ظہر اول وقت ایک مثل سایہ میں ادا فرماتے۔ بعدۂ خطوط ملاحظہ فرماتے اور جواب لکھتے۔ اگر کوئی حاجت مند ہوتا تو حاجت روائی فرماتے بعدۂ نماز عصر اپنی مسجد میں اول وقت (دو مثل سایہ) ادا فرماتے۔ اس وقت کی جماعت عموماً آپ خود کراتے۔ فرضوں کے بعد مختصر دعا مانگ کر دیر تک روبقبلہ مراقبہ فرماتے۔ اس کے بعد روبشمال دعا مانگتے۔ کوئی ضروری بات ہوتی تو مختصراً کرتے پھر بیٹھک میں تشریف لے جاتے۔ خاص خاص لوگ اور ضروری کام والے اس وقت بھی مل سکتے تھے۔ نماز مغرب کے قریب سب کو مسجد میں بھیج دیتے تھے۔

آپ عین وقت پر مسجد میں پہنچتے مغرب کی نماز عموماً کسی دوسرے کو فرماتے کہ پڑھائے ادائیگی فرض کے بعد مسجد کے اوپر تشریف لے جاتے اور وہاں باقی نماز پوری کرتے اور اوابین نوافل بھی پڑھتے۔ پھر عشاء تک مراقبہ فرماتے۔ توجہ اس وقت بہت زور سے فرماتے جو بیان سے باہر ہے اور وظائف بھی پڑھتے الحمد شریف بھی اکثر پڑھتے۔ قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر بھی پڑھتے۔

كُلُّ وَلِيّ لَهٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرَ الْكَمَالَ

شَيْئًا لِلّٰهِ يَا شَيْخ حَضْرت سُلْطَان مُحْیُ الدِّيْن عَبْد الْقَادر جيلانی المدد

اے نور پاک کبریا و وصف ذات مصطفٰی صل علی صل علی یا خواجه شاه نقشبند صدیق رضی اللّٰه عنه فاروق رضی اللّٰه عنه و عمر رضی اللّٰه عنه و عثمان رضی اللّٰه عنه و علی رضی اللّٰه عنه بشرف را۔ از چهار یار مرحبا یا خواجه نقشبند۔

اے شاہ نقشبند تو نقش مرابہ بند
نقش چناں بہ بند کہ گویند نقشبند
شیئا لله چون گدائے مستمند المدد
خواهم یا خواجه شاه نقشبند
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

پھر دعا مانگتے اس کے بعد کلمہ شریف پڑھتے ایک دفعہ محمد رسول اللہ کہتے دوسری دفعہ احمد رسول اللہ پھر پہلے کی طرح۔ پھر کھانا عشا کا آجاتا آپ کی دعا سے فراغت کے بعد دستر خوان بچھایا جاتا۔ ہاتھ دھلائے جاتے، لوگ دستر خوان کے گرداگرد ایک زانوں کھلا اور ایک نیچا کر کے بیٹھ جاتے۔ جو خواص ہوتے وہ آپ کے ہمراہ بیٹھتے۔ اگر نیچے مسجد میں کوئی ہوتا تو

اس کو پہلے کھانا بھیجتے۔ تین چار بلیاں بھی آجاتیں ان کو دودھ پیالوں میں ڈال کر رکھ دیتے۔ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو دعائے مسنونہ مانگتے۔ دستر خوان اٹھانے سے پہلے کوئی نہیں اٹھتا تھا پھر سب کو فرماتے چلو نماز پڑھو۔ آپ وہیں اوپر حجرہ میں جو مسجد سے ملحق تھا وضو کرتے اور سنتیں پڑھتے۔ اس وقت کسی سے کوئی بات نہ کرتے۔ پھر نیچے تشریف لاتے درود شریف والی چادر کے ایک کونہ کے پاس جو آپ کے لیے خالی رکھا جاتا دوزانو بیٹھ کر درود شریف پڑھتے۔ باقی سب بھی دوزانو بیٹھتے سب کے سر جھکے ہوتے۔ دونوں امور کی خلاف ورزی کرنے والے کو زجر فرماتے۔ بعد فراغت درود شریف یوں دعا فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَ شَفِيْعِنَا وَ حَبِيْبِنَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَ شَفِيْعِنَا وَ حَبِيْبِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ سَيِدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

پھر کبھی یہ درود پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَ شَفِيْعِنَا وَ حَبِيْبِنَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّد سَابِقٌ نُوْرُهٗ وَاخِرٌ ظُهُوْرُهٗ وَ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ وُجُوْدُهٗ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

پھر یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفٰى وَرَسُوْلِكَ الْمُرْتَضٰى طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُبَاعِدُ عَنْ مُشَاهَدَتِكَ وَ مَحَبَّتِكَ وَ اَمِتْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام۔

اور یہ شعر پڑھتے۔

خدایا بدہ شوق ذات رسولؐ
بدرد محمدؐ مراکن قبول
شب و روز در عشق حضرات بدار
ہمہ عمر در وصل احمدؐ گزار
نداریم غیر از توفریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا ز راہ خطا
خطا در گزار و صوابم نما

کبھی یہ اشعار اس جگہ زیادہ کر لیتے۔ پہلے چار اشعار بابا احسن نگرامی کے ہیں۔ پوری مناجات 66 صفحے پر ملاحظہ ہو۔

اے خدا صدقہ کبریائی کا
صدقہ اس نور مصطفائی کا
سیدھے رستے چلائیو ہم کو
پیچ و خم سے بچائیو ہم کو
جب دم واپسیں ہو یا اللہ
لب پہ ہو لا الٰہ الا اللہ
ظاہر و باطن ہو برائے خدا
چاہیے خدا سے نہ سوائے خدا
دیدۂ بینا ہو ہر اک موئے تن
محو تجلی رہے روح و بدن
المدد مولیٰ مرے والی ولی
عطا کیجیو مجھ کو طفیل نبیؐ

جو ہیں مسلماں اور بھائی مرے
انہیں فضل سے بھی تو یہ رتبہ دے
مایم پرگناہ تو دریائے رحمتی
جائے کہ فضل تست چہ باشد گناہ
یا رب ز سودائے دل ریش دار
زندہ را مردہ بعشق خویش دار
آں چناں با خود بگرداں آشنا
تانگردم یک زماں از تو جدا

کبھی یہ شعر پڑھتے۔

الٰہی عاصیم استغفر اللہ
توئی فریاد رس الحمد للہ
نداریم ہیچ گونہ توشہ راہ
بجز لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
خیال غیر از من دور گرداں
بدرد عشق خود رنجور گرداں
بعشق خود گرم کن سینہ ما
بروں کن کبر و حسد و کینۂ ما

کبھی یہ زیادہ کر لیتے۔

باجھ ترے معبود نہ کوی تو ہیں اک خدایا
اللہ اکبر شان تری ہر شے تھیں اعلیٰ پایہ
باجھ تری توفیق نہ ہمت کراں جو نیکی کائی
باجھ تری توفیق نہ طاقت کراں جو ترک برائی

یہ آیت بھی دعا میں پڑھتے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً. اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ اسے اکثر سہ بار پڑھتے۔

یہ دعا بھی اس جگہ پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَ لِوَالِدَيْنَا وَلِاَ سَاتِذَنَا وَلِاَصْحَابِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِقَبَائِلَنَا وَلِمَنْ لَهٗ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِجَمِيْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدِ رَّسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاحْشُرْنَا مَعَ الْمُتَّقِيْنَ وَالْاَبْرَار۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِمِيْنَ۔

پھر عشاء کی جماعت اکثر آپ خود ہی کراتے۔ جب مؤذن اقامت کہنے لگتا تو آپ مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ لیتا تو پھر طرف قبلہ رو ہوتے۔ جب اللہ اکبر کہتے تو کیا شان ہوتی۔ جب سورہ فاتحہ پڑھتے سب پر وجد طاری ہو جاتا۔ یہی خواہش ہوتی کہ اسی طرح پڑھتے رہیں۔ بعد نماز کچھ دیر مراقبہ فرما کر دعا کرتے۔ پھر اگر کوئی ضروری بات ہوتی تو کر لیتے کسی کو رخصت کرنا ہوتا تو اسی وقت فرما دیتے کہ تم صبح چلے جانا۔ پھر کتوں کے لیے روٹی رومال میں رکھ لیتے اور ایک سادہ سی چھڑی لے کر بیٹھک میں تشریف لے جاتے۔ جب مسجد کے دروازہ سے باہر آتے تو چند کتے منتظر ہوتے ان کو روٹی ڈالتے۔ اس وقت تک موسم گرما میں رات کے تقریباً بارہ بج جاتے جو حضرات بیٹھک میں ہوتے ان کو آدھ پون گھنٹہ توجہ فرماتے پھر گھر تشریف لے جاتے۔ والدہ صاحبہ آپ کو دودھ پلاتیں۔ مستورات بھی جو ملحقہ کمرے میں ہوتیں۔ پھر دو

بتیاں روشن کر کے کتابوں کا مطالعہ فرماتے بھی بعدہٗ تہجد پڑھتے۔

صبح کا وظیفہ

3500 بار درود شریف، سورۂ اخلاص ۲۵۰، بار بھی اس کے علاوہ درود تنجینا بھی پڑھتے۔ تعداد کا صحیح علم نہیں ہوسکا۔ التحیات بڑے آرام اور سکون سے پڑھتے۔ فرماتے کہ التحیات میں قرب الٰہی ہے۔

کرامات

آپ کی کرامات بے شمار ہیں لیکن اس کتاب کا یہ موضوع نہیں ہے تاہم اس ضمن میں آپ کی زندگی کے حالات پر کئی اور کتابیں بھی ہیں جن میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ سب سے پہلی کتاب خزینۂ معرفت ہے، شیر ربانی ہے اور بھی کئی مستند کتب ہیں ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

وفات

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر جب 65 سال 2 ماہ ہوگئی تو وقت وصال آ گیا۔ مورخہ 19 اگست 1928ء کی شب حاضرین سے فرمایا ''تم خانہ کعبہ اور بیت المقدس کو دیکھ رہے ہو''؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا کیا تمہاری آنکھیں نہیں ہیں؟۔ دراصل یہ روحانی سیر تھی جس کا ذکر بے اختیار ہو رہا تھا۔ دوسرے دن 20 اگست 1928ء کو بعد نماز عشاء قریباً 11 بجے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ نماز جنازہ 21 اگست 1928ء کو چار بجے بعد دوپہر صاحبزادہ حضرت مظہر قیوم سجادہ نشین مکان شریف والوں نے پڑھائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خطبات وفرمودات

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری

ماخوذ از بیاض میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان
گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی(1)

الحمدللہ! یہ محض فضل الٰہی ہے کہ کچھ ایسا سبب بنا کہ بسلسلہ ملازمت محکمہ تعلیم بطور مدرس بمقام چک نمبر 17 (نہر اپر چناب) ضلع شیخوپورہ میں تقرری ہوئی۔ یہ واقعہ 21 مئی 1923ء کا ہے۔ یہ مقام شرق پور شریف سے نو دس میل کے فاصلے پر ہے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں جانا نصیب ہوا۔ اکثر و بیشتر جمعۃ المبارک کی نمازیں بھی آپ کی اقتدا میں پڑھنا نصیب ہوئیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات طیبات وخطبات وارشادات کو ضبط تحریر میں لاتا رہا تاکہ پڑھنے سے خود اور دوسرے حضرات بھی فائدہ اٹھائیں۔

6 جولائی 1924ء کو بروز اتوار بندہ بفضلہٖ تعالیٰ پہلی بار پورے صدق دل سے بدیں خیال شرقپور شریف کی طرف روانہ ہوا کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(اولیاء اللہ کی تھوڑی دیر کی صحبت سو برس کی خالص عبادت سے بہتر ہے)

گر تو سنگ خارۂ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

(اگرچہ تو سخت پتھر ہو لیکن جب تو خدا کے کسی خاص بندہ کی صحبت میں پہنچے گا تو موتی بن جائے گا)

چونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ علیل تھی شرف زیارت سے محروم رہا اس محرومی نے فی الحقیقت وحسرت ویاس نے دوبارہ جانے کے واسطے بیتاب کر دیا۔ بیس روز بعد یعنی 26 جولائی 1924ء کو پھر عازم سفر ہوا۔ شرف زیارت سے پہلی بار مشرف ہوا۔ بالا خانہ میں حاضری ہوئی۔ عصر سے پہلے کا وقت تھا جناب حاجی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے پاس تشریف فرما تھے۔ پوچھا کیا پڑھا ہے؟ عرض کی جے وی پاس ہوں۔ فرمایا اس علم کو حاصل کرنے کے لیے کتنے سال لگائے؟ عرض کی نو سال۔ فرمایا دنیوی علم حاصل کرنے کے لیے تو نو سال لگائے مگر قرآن مجید سیکھنے میں کتنے سال لگائے؟ خاموشی کے سوا کچھ جواب نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کمال محبت فرمائی۔ الحمد للہ دست مبارک میرے وجود پر پھیرا۔ گیارہ بارہ سورہ اخلاص ہر نماز کے بعد پڑھنے کے لیے فرمایا۔ نماز کی تاکید فرمائی۔ قرآن مجید باترجمہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی، پندو نصائح فرمائیں پھر واپسی کی اجازت فرمائی۔

22 اگست 1924ء بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بروقت تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری پر پہلی صف میں سے ایک شخص تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ اسے منع فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ خاص خیال اور توجہ سے بیٹھے رہنا چاہیے۔ سب نمازی صف در صف دو زانو باداب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ باطنی اس قدر غالب تھی کہ سانس کی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی۔ کسی کو آنکھ اوپر اٹھانے کی ہمت نہ تھی۔ دوسری اذان حاجی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد نماز جمعہ آپ تہہ خانہ میں تشریف لے گئے۔ یہ جگہ بہت ہی بابرکت ہے اور وہاں عجب فیض نصیب ہوتا ہے۔ سب پروانے حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت وعظمت کے آگے دم بخود ہیں لیکن دلوں میں فیض جاری ہے گویا بادنسیم روحانی سے دل رجوع الی اللہ کی نعمت سے سرشار ہیں۔ پھر سب کو رخصت فرمایا۔

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی
باسوختہ گاں بنشینی شاید کہ تو ہم سوزی(1)

عصر کی نماز کے بعد دوبارہ شرف زیارت نصیب ہوا۔قرآن مجید بغور پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ ہرنماز کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ بغور بمطابق معنی پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قرآن پاک بامعنی اور سمجھ کر پڑھنے اور نماز توجہ دھیان سے پڑھنے ہی میں سب کچھ حاصل ہے اللہ کریم اپنے فضل وکرم سے عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

چند دن بعد صوفی برکت علی صاحب کے ہمراہ پھر حاضر ہوا۔آپ بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ایک عالم کسی مسئلے کے متعلق کچھ عرض کر رہا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی توجہ تفسیر مواہب الرحمٰن کی طرف مبذول فرما رہے تھے۔ جناب دین محمد صاحب سے ہمارے متعلق دریافت فرمایا اس نے مناسب عرض کی۔ بعد نماز ظہر حاضر ہونے کی ہدایت کے ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ بالا خانہ میں تشریف لے گئے۔ جب ہم بعد نماز ظہر حاضر ہوئے تو ایک شخص سے دریافت فرمایا ساتھ کون ہے؟ اس نے عرض کی اکیلا آیا ہوں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں اکیلا نہیں۔اس نے دوبارہ عرض کی اکیلا آیا ہوں۔آپ نے فرمایا نہ کوئی اکیلا آیا ہے اور نہ ہی اکیلا جائے گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت فرمایا فارسی کتنی پڑھی ہے۔اس نے عرض کی کوئی نہیں پڑھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ذرا جوش سے فرمایا! کوئی نہیں پڑھی تو فوراً ہی بول پڑا جی پڑھی ہے۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر پھر بھی کہتا کہ نہیں پڑھی تو واقعی بالکل صفائی ہو جاتی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ٹھگ بازی میرے ساتھ کرنے کو آیا ہے؟ دراصل اس شخص کا فیض بند ہو چکا تھا اور وہ بڑا پریشان حال تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "چل پڑے گا گھبرائیں نہیں"۔اس نے مایوسی کا اظہار کیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر عنایت سے مطمئن کر دیا اور اسے اسی وقت رخصت کر دیا۔ ہر ایک کے ساتھ مناسب گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں بندہ سے مخاطب ہوئے۔ سبحان اللہ وہ عجب وقت اور عجب سماں تھا۔

1۔تو پروانے کی صفات پیدا کرتا کہ تو بھی جلنا سیکھ لے۔دل جلوں اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر تا کہ شاید تو بھی جل جائے۔

فرمایا خلوت میں کچھ پوچھنا تھا اور کچھ بتانا تھا۔ پھر صوفی برکت علی صاحب سے متوجہ ہوئے فرمایا انگریزی تعلیم ذرا زور پکڑ گئی ہے۔ قرآن مجید کی عظمت دل و جان سے کرو۔ پھر محبت بھرے انداز سے پوچھا جانا ہے یا رہنا ہے۔ سبحان اللہ وہ ساعت پھر کم ہی نصیب ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اگر نہیں جانا تو مسجد میں چلو۔ بعد نماز عصر ایک صاحب سے پوچھا کہ ان کو (میری طرف اشارہ) اسم ذات بتا دیا گیا ہے؟ عرض کی جی نہیں۔ صبح پھر حاضر ہوا تو آپ نے جانے کی اجازت فرمائی۔ قرآن شریف بغور پڑھنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ خداوند کریم کوئی سبب بنا دے گا۔ اتباع سنت کی سخت پابندی کے واسطے تاکید فرمائی۔ ہمہ افعال و کردار میں اتباع سنت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سختی سے پابندی کرائی جاتی۔ چونکہ دونوں جہان کی خیر و برکت کا حصول اسی سے ممکن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہر کام ظاہر و باطن عین اتباع سنت حضور پرنور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہوتا تھا۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہدایت بھی ہوتی کہ ہر نو وارد کا کوئی کام خلاف شرع نہ ہو۔ ہر آنے والے کے لیے ضروری تھا کہ باوضو ہو اور صف پر دوزانو بیٹھے۔ دنیا کی کوئی بات نہ کرے بلکہ وہاں تو ہو ہی نہ سکتی تھی۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھلائے جاتے۔ پھر دستر خوان بچھایا جاتا کھانے کے وقت دایاں گھٹنہ کھڑا اور بایاں تہ شدہ ہوتا۔ چھوٹا لقمہ اور چبا کر کھانے کی ہدایت فرمائی جاتی۔ ہر نوالہ منہ میں ڈالنے سے قبل بسم اللہ شریف پڑھنے کی تاکید ہوتی۔ کھانے کے بعد دعا آپ خود فرماتے۔ ہاتھ دھونے کی ہدایت فرماتے۔ صبح دہی کی لسی کے ساتھ ناشتہ کرایا جاتا۔ پھر زائر کی قسمت میں جو ہوتا وہ بھی اس کو مل جاتا۔

20 مئی 1926ء بروز جمعرات اہلیہ کے ساتھ محض اللہ اللہ سیکھنے کے لیے آپ کی طرف روانہ ہوئے۔ شیر خوار بچہ (1) گود میں اور پیدل سفر تھا۔ حاضری نصیب ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پچھوایا کس غرض کے لیے آئی ہے؟ عرض کی اللہ اللہ سیکھنے کے لیے۔ آپ خوش ہوئے اور خود اسم ذات اللہ اللہ کہلوایا (2) اور فرمایا اس کالوں لوں میں اثر ہو جائے۔ اس حد تک کہ سو جاؤ تو دل جاری رہے۔ درود شریف باوضو جتنا پڑھ سکو پڑھ

1۔ بڑا لڑکا محمد اسحاق

2۔ دل از خود اللہ اللہ پڑھتا رہے

لیا کرو لیکن پانچ صد سے کم نہ چاہیے۔ بعد نماز فجر تین تسبیح بسم اللہ شریف کی اور ہر ایک نماز کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ نماز تہجد کی پہلی رکعت میں تین بار سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں دو بار پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ پھر فرمایا اسی وقت واپس چلی جاؤ بتا ہم نے دیا ہے مگر عمل کرنا تمہارا کام ہے''۔ یہ مکالمہ آپا جی کی وساطت سے ہوا۔

28 مئی 1926ء بروز جمعۃ المبارک

اسی دوران میں میرا تبادلہ سکول تر ڈیوالی میں ہو چکا تھا۔ وہاں سے برائے ادائیگی نماز جمعۃ المبارک شرق پور شریف حاضر ہوا۔ حاضرین بعد ادائیگی سنت خاص خیال کے ساتھ دو زانو بیٹھے ہوئے تھے۔ سب کے دل رجوع الی اللہ تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا تاثیر پیدا کرنے والے کی نگاہ کی تاثیر تھی۔ عجب فیض جاری تھا۔ سب کے سب دو زانو متوجہ بقلب تھے۔ سورۃ العصر کی تشریح بالتفصیل فرمائی۔ فرمایا'' یہ کلام اللہ ہے جو ہمارے پاس حضور نبی کریم ﷺ لائے اس میں وقت عصر کی قسم یا حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے کی قسم اٹھائی گئی ہے اس میں عبرت کا مقام غور طلب ہے۔ جس طرح دن کا بیشتر حصہ گزر کر انجام کے نزدیک ہوا جاتا ہے جو پھر واپس نہیں آسکتا اسی طرح انسان کی زندگی بھی زوال پذیر ہے''۔

فرمایا'' **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** ''۔ اس آیت شریف پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کافی وقت بیان فرمایا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ انسان کے ہمہ افعال اعمال، اقوال و کردار نبی کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہونے چاہئیں۔ فرمایا'' برادری و خویش و اقارب کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے اور دنیوی معاملات ترک نہیں کر دینے چاہئیں''۔ فرمایا'' اللہ تعالیٰ انسان کی آزمائش مصیبت غم و فکر اور بھوک و پیاس کے ذریعے فرماتا ہے''۔ فرمایا'' خواہشات نفس کی پیروی سے گناہ صادر ہوتے ہیں اور نیک اعمال محض اللہ کی توفیق اور رحمت سے ہوتے ہیں''۔ بعد نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک خاص حالت میں محو رہے۔ بعدہٗ وقت دریافت فرمایا ساڑھے تین بج چکے تھے۔ کچھ مزید وقت کے لیے وعظ

فرمایا پھر آپ حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوئے یوں نورانی چہرہ کچھ وقت کے لیے نظروں سے اوجھل ہو گیا مگر بے قرار دلوں کو جلد ہی قرار آ گیا جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ مسجد کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔ ایک معمر شخص کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "یہ کرتا اور یہ چٹائی کسی کاریگر کے ہاتھ لگنے سے بنے ہیں کرتہ کو پہلے پھاڑا گیا پھر سوئی سے سیا گیا تب جا کر یہ انسان کے جسم کے مطابق بنا اور پہننے کے قابل ہوا پھر بندہ بھی کسی کے ہاتھ لگے بغیر کب صحیح بندہ بن سکتا ہے"۔ ایک بندۂ خدا سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی ابراہیم۔ آپ نے فرمایا تو کہاں ابراہیم ہے! ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی تھی"۔ سچ ہے جو اللہ والے ہوتے ہیں ان کو اللہ والوں ہی کا دھیان ہوتا ہے۔

6 جولائی 1926ء بروز منگل

بعد نماز ظہر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی نیت سے شرقپور شریف روانہ ہوا۔ راہ میں ایک شخص آتا ہوا ملا تو دل نے گواہی دی کہ یہ شخص اعلیٰ حضرت سے مل کر آیا ہے۔ دریافت کرنے پر ایسا ہی نکلا۔ اس نے کہا کہ دور سے آیا ہوں مدت سے قدم بوسی کی آرزو تھی جو خداوند کریم نے آج پوری فرما دی ہے الحمد للہ۔

آپ کی بیٹھک مبارک میں پہنچا وہاں اطمینان اور سکون قلب نصیب ہوا۔ ایک شخص پہلے ہی سے بیٹھا تھا جس کا لباس عمدہ اور نفیس تھا۔ تھوڑی دیر بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ مجھ سے پوچھا کب آئے؟ عرض کی کہ بوقت عصر۔ آپ نے مدرسہ کا وقت دریافت فرمایا پھر پوچھا جاؤ گے؟۔ بندہ خاموش تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عجب انداز محبت سے فرمایا ایک تو میں بیمار ہوں اور دوسرے تو خاموش ہے۔ پھر فرمایا اچھا مسجد میں چلو صبح دیکھا جائے گا۔ اگلی صبح بعد درود شریف حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نو بج کر پندرہ منٹ پر تشریف لائے۔ سب سے پہلے میری باری آئی پوچھا آج کوئی چھٹی ہے؟ عرض کی جی نہیں۔ فرمایا صبح ہی کیوں نہ چلے گئے۔ یہ ذمہ داری ہم پر ہے اور کس پر دونوں کام ہی کرنے

1۔ ہم تجھے مقصود کا نشان بتاتے ہیں اگر ہم وہاں تک نہ پہنچ سکے تو شاید تم ہی پہنچ جاؤ۔

چاہئیں مگر نوکریاں کرنا کوئی زیادہ مفید نہیں۔ پھر دل پر اپنا دست مبارک رکھ کر عجب انداز جلالیت میں اسم ذات القا کیا پھر فرمایا اس میں تکلیف اور پریشانی بڑی ہوتی ہے۔ فرمایا کچھ پوچھنا اور بتانا تھا مگر اب وقت نہیں چھٹی کے دن آنا تھا جاؤ السلام علیکم۔ پھر آپ نے فرمایا فاصلہ کتنا ہے عرض کی چار میل فرمایا جلد چلے جاؤ اس وقت ٹھیک نو بج کر پینتالیس منٹ ہوئے تھے اور دس بج کر چار منٹ پر تر ڈیوالی سکول گیا۔ گویا ایک گھنٹہ میں چار میل کا فاصلہ طے ہوا اور لطف یہ کہ معلوم بھی نہیں ہوا۔

16 جولائی 1926ء بروز جمعۃ المبارک

بارہ بجے دوپہر سکول کا وقت ختم ہونے کے بعد برائے ادائیگی نماز جمعہ بصد شوق زیارت قبلہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بسوئے شرقپور روانہ ہوا۔ قبلہ اعلیٰ حضرت ابھی خطبہ اولیٰ کے لیے کھڑے ہوئے ہی تھے کہ بندہ بھی مسجد شریف میں پہنچ گیا۔

فرمایا: ”لوگ مسجد میں بیٹھنے سے گھبرا جاتے ہیں کہ گرمی ہے مگر کل قیامت کے دن جب سورج سوا نیزے پر ہوگا تو کیا حال ہوگا؟ حالانکہ دنیوی کام کرنے سے کوئی نہیں گھبراتا“۔

فرمایا: ”خداوند کریم نے ہر ایک چیز انسان کے لیے پیدا فرمائی مگر انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے“۔

فرمایا: ”نفلی عبادت فرضیت کو تقویت دیتی ہے مانند چھلکا بیضہ کے“۔

بعد نماز جمعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نصف گھنٹہ تک مراقبے کی حالت میں بے خود رہے پھر نصف گھنٹہ تک مزید واعظ فرمایا ایک شخص جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہی تھا اس نے بڑے جوش سے نعرہ الا اللہ لگایا جس سے سب کے دل دہل گئے اور حیران ہو گئے مگر آپ بدستور وعظ فرماتے رہے بعد نماز عصر آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے گئے بندہ بھی واپس تر ڈیوالی پہنچ گیا۔

23 جولائی 1926ء بروز جمعۃ المبارک

(برائے ادائیگی نماز جمعہ وملاقات اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

شرقپور شریف حاضر ہوا آپ عین وقت پر تشریف لائے اور جمعۃ المبارک پڑھایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ پہلا آدھ گھنٹہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں صرف کرتے۔ دوران وعظ اگر حاضرین کبھی غیر متوجہ ہو جاتے تو ایک ہی ڈانٹ میں سب کو متوجہ فرما دیتے۔ اس دن سخت گرمی اور حبس تھا۔ ہر ایک پسینہ میں شرابور تھا۔ اجتماع کی وجہ سے اور بھی گھٹن تھی۔ مگر اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوا دو گھنٹہ تک وَمَا مَتَاعُ الدُّنیَا اِلَّا قَلِیْلٌ کی تفسیر بیان فرما کر حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے بالاخانہ میں تشریف لے گئے۔ روانگی کی چال بھی قابل دید تھی محض آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لینے ہی سے دل اور روح کو یک گونہ تسکین مل جاتی یہی نہیں بلکہ اصلاح احوال کا ذریعہ بن جاتی۔ عصر کی نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود پڑھائی پھر گھر تشریف لے گئے۔ الحمدللہ! کیسی قربت نصیب ہوئی۔ یا اللہ یہ سعادت یونہی نصیب رہے۔ آمین

30 جولائی 1926ء بروز جمعۃ المبارک

افسوس کہ بعض سرکاری مصروفیات کی وجہ سے حاضر ہونے سے قاصر رہا۔ مگر سخت پریشانی اور حسرت رہی۔ اداسی اور غمی کی کیفیت اگلے جمعۃ المبارک تک بدستور طاری رہی۔

6 اگست 1926ء بروز جمعۃ المبارک

شرقپور شریف جانا نصیب ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وقت پر تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہمت اور جوش سے وعظ فرمایا۔ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کی تفسیر اور تشریح بیان فرمائی۔

فرمایا: نماز پڑھو یہ تمہیں بے حیائی سے بچائے گی اور بدعت سے پرہیز کرو۔

فرمایا: سود نہ لو۔

فرمایا: مسجد میں چندہ وغیرہ جمع کرنے کے لیے سوال نہیں کرنا چاہیے۔

فرمایا: عناد، بغض، کینہ، حسد او مقدمہ بازی سے بچنا چاہیے۔

فرمایا: رزق حلال اور صدق مقال پر عمل ہونا چاہیے۔

فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت پر دین کی نگرانی فرض ہے۔

فرمایا: ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے حق کی بات کوئی نہیں کہتا۔

فرمایا: ایک تھانیدار تو سرکاری حکم کی تعمیل کرا لیتا ہے۔ شور وغل مٹا دیتا ہے اور اپنا مقصد حل کر لیتا ہے مگر افسوس دین کے معاملے میں لوگ اپنے مالک اعلیٰ کی پرواہ نہیں کرتے سخت افسوس ہے۔

فرمایا: بندۂ خدا بننا بڑا مشکل ہے جب تک روئی پنجی (دھنی) نہ جائے اس وقت تک اس سے تار نہیں نکلتا۔ انسان بھی جب تک روئی کی طرح دھنا نہ جائے اس وقت تک کیک تار اس کی رب کریم سے ملتی ہے اور کون کہتا ہے کہ انسان بندہ بن گیا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا

پردۂ ہستی گر سوزی بنار لا اللہ
بنی بے پردہ دراں دم نور الا اللہ

جب الا اللہ ذرا جوش سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا تو سب حاضرین پر خاص کیفیت طاری ہوگئی۔ ہر ایک کی زبان سے الا اللہ بے اختیار نکلنا شروع ہو گیا۔ ایک بندۂ خدا پر تو عجب حالت طاری ہوئی۔ وہ بے ہوش ہو گیا مگر ہوش آنے پر بھی بدستور الا اللہ پڑھتا رہا۔ وہ بے بس تھا تاثیر پیدا کرنے والے کی تاثیر کا یہ اثر تھا۔

فرمایا: لا کی تلوار سے جب تک فنا نہ ہو الا اللہ تک پہنچ نہیں سکتا۔

فرمایا: انسانوں کی شامت اعمال اور بدکرداری کے باعث بحر و بر میں فسادات کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں بیس برس پہلے جو نعمتیں اور برکتیں تھیں وہ اب دیکھنے میں نہیں آتیں۔

فرمایا: نبی کریم ﷺ انس و جن کے علاوہ ہر چیز کے لیے بھی رسول ہیں۔

نماز جمعہ کی دعا کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر کے لیے مراقبے کی حالت میں رہے۔

حاضرین دم بخود تھے اور دیدار کے لیے بے تاب تھے۔ مراقبے سے فارغ ہو کر سب کو السلام علیکم کہا اور چل دیے۔ مسجد کے صحن میں ایک شخص کوئی اعلیٰ افسر معلوم ہوتا تھا ظاہری شکل متشرع تھی۔ بڑھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر شریعت کی پابندی کی اہمیت بیان فرمائی۔ زیادہ تر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس شخص ہی سے مخاطب رہے۔ فرمایا ظاہر شکل تو اچھی نظر آتی ہے اندر سے چاہے خالی ہی ہو۔ ایک شخص کی قمیص اور کالر پکڑ کر خلاف شرع لباس پہننے پر تنبیہ فرمائی پھر وہیں تشریف فرما ہو گئے۔ وہ نظارہ کچھ ایسا تھا کہ مرکز میں چاند اور ارد گرد ستارے یعنی ہالہ چاند کی سی شکل بن گئی تھی۔ گو وہ شخص اچھے قد وکاٹھ والا تھا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رعب وجلال کے سامنے اس کی آواز نہ نکلتی تھی اور بہت کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وہیں ایک بچہ جو اپنے باپ کے ہمراہ آیا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حرکت ناگوار گزری اور اصلاح احوال کے لیے اس کے باپ کو تنبیہ فرمائی پھر فرمایا مر جانا ہے خواہ کچھ کر لو دوا کرالو یا تعویز کرالو وقت پر مر ضرور جانا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا لڑکا بڑا سخت بیمار تھا دراصل اسی کے لیے دعا کرانے آیا تھا۔

اسی مجلس میں ایک شخص داڑھی منڈا حاضر تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے نام پوچھا اس نے عرض کی مہر دین۔ شادی شدہ ہو؟ جی ہاں اس نے جواب دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنی بیوی کے بال بھی مونڈ دو پھر مہر اور دین پورا بن جائے گا۔ اس نے اسی وقت توبہ کی کہ آئندہ کبھی داڑھی نہیں منڈواؤں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے واسطے نہیں کرنا اپنی نجات کے لیے کرنا ہے۔ نیک اعمال کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتی ہے اور بداعمال نفس کی شرارت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

بعد ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے اوپر تشریف لے گئے گویا ایک نور تھا جو سب کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ حاضرین پر اداسی سی چھا گئی۔ جلد ہی نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پھر تشریف لائے اور نماز عصر خود پڑھائی۔ بعد دعا پھر پند ونصائح فرمائیں۔

بالخصوص شہر کے ایسے لوگوں کی خبر لے رہے تھے جو سود لینے سے باز نہیں آرہے تھے۔ ان کو تنبیہ فرماتے رہے۔ گھر روانہ ہونے سے قبل دو تین آدمیوں کے ہمراہ تنہائی میں تشریف لے گئے۔ بندہ تقریباً پونے چھ بجے شام واپس لوٹا اور نماز مغرب گھر آ کر پڑھی۔

13 اگست 1926ء بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرقپور شریف حاضری نصیب ہوئی۔ الحمدللہ ایک تو ہستی بے مثال کا دیدار ہوا دوسرے فیض عالم کے فیض سے مستفیض ہوا۔ بجلی کی طرح ایک روسی جسم میں پیدا ہوتی ہے جو کھینچ کر شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں لا ڈالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارتیں نصیب ہیں۔ اس وقت اور اس زمانے کو بھی رو رو کر یاد کر لیا کریں گے۔

پہلی اذان ہو چکی تھی جمعہ کی پہلی سنتیں ادا ہو چکی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور جمعہ مبارک پڑھایا۔

فرمایا: یہی سارا کمال نہیں کہ منہ مغرب کی طرف کر لیا جائے ایسا تو دوسری قومیں بھی کرتی تھیں بلکہ کمال اس میں ہے کہ توحید اور رسالت کو اس طرح جانو جس طرح جاننے کا واقعی حق ہوتا ہے۔

فرمایا: یاد رکھو! توحید اور رسالت باہمی مربوط ہیں۔ بغیر توحید کے رسالت نہیں اور بغیر رسالت کے توحید کا اثبات نہیں۔

فرمایا: اللہ کریم کو وحدہ لاشریک مان کر امر و نہی پر سختی اور استقامت سے عمل کرنا اور حضور نبی کریم ﷺ کو سچا پیغمبر مان کر صدق دل سے اتباع سنت کرنا ہی بڑی سعادت ہے جب اس پر دل و جان سے عمل ہوگا تو باقی جملہ امور از خود فرمان خداوندی کے عین تابع ہو جائیں گے۔

فرمایا: اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ایمان کے دو (ظاہر اور باطن) ہیں رسالت اور توحید کیونکہ رسالت کی متابعت سے توحید تک پہنچا جا سکتا ہے اور ایمان میں تصدیق قلبی

ہوتی ہے۔

فرمایا: شریعت کا فتویٰ ظاہر میں ہے اگر کوئی خلوص نیت سے ظاہری طور و اطوار درست کر لے تو خداوند کریم اس کے باطن کو بھی درست فرما دیتے ہیں۔

فرمایا: آج کل لوگ نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے شریعت کے فتویٰ کی تلاش کرتے ہیں مگر دین حق کی تلاش میں کوشش نہیں کرتے۔

فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے پیش کی تو واقعات عالم کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی چیز ہاتھ کی ہتھیلی پر موجود ہو۔ لہٰذا نہایت ضروری ہوا کہ ہمہ افعال، اقوال اور احوال میں سنت کی پیروی ہو اسی میں صحیح عزت نصیب ہوگی۔

فرمایا: تین باتوں کا خاص خیال رکھو۔

ا:۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانو۔

ب:۔ کھانا کھاتے وقت محسوس کرو کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔

ج:۔ اپنے سے سب کو اچھا جانو۔

فرمایا: جب خداوند کریم کو حاضر و ناظر جانتے ہو تو پھر اس کی نافرمانی کیوں کرتے ہو اور جو کہے کہ اللہ حاضر و ناظر نہیں تو وہ کافر ہے۔

فرمایا: کلمہ پڑھنے کو تو پڑھتے ہیں سب لا الٰہ الا اللہ مگر اس پر عمل نہیں کرتے معاذ اللہ

فرمایا: دین کی محبت، حرارت اور غیرت چاہیے۔

فرمایا: بادشاہی مسلمانوں کی نہیں۔ دین میں ہر ایک کو آزادی ہے۔ تلوار کا زور نہیں یومنون بالغیب کی تصدیق اور خوف خدا کی تلوار جس پر اثر کر گئی وہ فلاح پا گیا۔

فرمایا: اللہ وہ ہے جس نے حقیر پانی منی کی ایک بوند سے انسان کو پیدا کیا۔ ہمہ اعضاء اجسام درست پیدا فرمائے۔ کان، ناک، آنکھ، زبان، ہاتھ اور پاؤں پیدا فرمائے۔ ان میں اگر کوئی ضائع یا خراب ہو جائے تو قادر مطلق کے علاوہ وہ کون کاریگر ہے جو اسے درست کر سکے۔ بس ہر دم اللہ کا شکر ادا کرو۔ دانا عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ انسان

کو نیست سے ہست میں لایا تو دیکھ نہیں سکتا مگر وہ تیرے نفس (سانس) کی رفتار سے بھی واقف ہے۔

فرمایا: دل و جان تمہارے پاس ہے یہ اللہ کی نعمت ہے۔

ملتان کی طرف سے ایک شخص آیا ہوا تھا۔ نام اس کا خلیل احمد تھا۔ وہ اکیلی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اکیلی ٹوپی نصاریٰ اور اکیلی پگڑی یہودی باندھتے ہیں مگر ہمیں حکم ہے کہ دونوں چیزیں پہنو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پٹکا اس کے سر پر باندھ دیا اور فرمایا ''یہ ہے طریقہ سنت''۔

20 اگست 1926ء بروز جمعۃ المبارک

20 اگست 1926ء بروز جمعہ بغرض ادائیگی نماز جمعۃ المبارک گھر سے روانہ ہوا۔ راہ میں بارش شروع ہو گئی جس سے کپڑے وغیرہ سب بھیگ گئے اور بھیگتا ہی چلا گیا چونکہ وقت کافی ہو گیا تھا ابھی ابھی پہلی اذان ہوئی تھی کہ بفضل تعالیٰ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دوسری صف میں تشریف فرما ہوئے اور محراب میں وعظ کے لیے ایک عالم کھڑے ہو گئے۔ شاید یہ تبدیلی پہلے ہی سے ہو چکی تھی۔ جناب حاجی عبد الرحمٰن صاحب نے دوسری اذان پڑھی اور خطبہ شروع ہوا۔ معلوم ہوا کہ وہ عالم گجرات سے تشریف لائے تھے۔ سورہ الدھر کی تفسیر و تشریح فرماتے رہے مگر آپ کے سب پروانوں کو حسرت اور اداسی تھی، طبیعتیں بے چین تھیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کیوں نہیں پڑھا رہے۔ گو عالم بڑا وجیہہ اور مبلغ قسم کا معلوم ہوتا تھا مگر سامنے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر کو دیکھتا تو زبان اس کی لڑکھڑا جاتی اور گھبراہٹ کی حالت اس پر طاری ہو جاتی۔ خیر نماز ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہو کر تہہ خانہ میں تشریف لے گئے تو عالم صاحب کو پھر تقریر کا جوش اٹھا۔ دراصل قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب جان بوجھ کر جلدی تہہ خانہ میں تشریف لے گئے تا کہ عالم صاحب اپنا مطلب حاصل کر لیں تقریباً سوا گھنٹہ تک وعظ ہوا۔ ان کا طرز بیان راگ اور گانے کی طرف زیادہ مائل تھا۔ ہر بات کے بعد لفظ ''جی'' کہتے تھے۔ دوران وعظ اکثر ''میرے

دوستو" کہہ کر مخاطب کرتے جیسے یہ کوئی دنیوی جلسہ منعقد ہو رہا ہو۔ بار بار کہتے "توجہ سے سنو" دل کو متوجہ رکھو۔ کہاں اعلیٰ حضرت ہوتے اگر کسی کو غیر متوجہ پایا تو ذرا جوش سے ہوش دلائی تو سب بیدار ہو جاتے۔ دراصل وہ عالم صاحب دنیا کے حاجت مند تھے ان کے بیان سے سوال کی بو آ رہی تھی۔ بالآخر انہوں نے سوال کر ہی دیا وعظ سے فارغ ہو کر یہ صاحب اعلیٰ حضرت کے پاس مسجد کے تہہ خانہ میں حاضر ہوئے۔

نماز عصر حسب سابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی پڑھائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے گئے اور بندہ عاجز و مسکین واپس گاؤں روانہ ہو گیا۔

23 اگست 1926ء بروز سوموار۔ آج معہ اہلیہ بغرض اصلاح نفس پیدل ہی شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ اہلیہ اندرون خانہ چلی گئیں اور بندہ بیٹھک میں بیٹھ گیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ بعد آپ تشریف لائے فرمایا کب آئے اور کب جاؤ گے۔ مناسب جواب عرض کیا اپنی اہلیہ کا حال بھی عرض کیا۔ فرمایا ان کو جو کچھ بتانا تھا وہ بتا دیا گیا ہے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ بندہ سے سارے حالات دریافت فرما کر مطمئن ہوئے اور فرمایا پہلے سے بتائے گئے اوراد کے ساتھ اول اور آخر یَا کَرِیْمُ یَا کَرِیْمُ جس قدر پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ علمی لیاقت معلوم فرما کر تفسیر قادری پڑھنے کی ہدایت فرمائی چونکہ مطالعہ کی پہلے ہی اجازت ہو چکی تھی اس لیے تفسیر حسینی کا مطالعہ بھی جاری تھا جس کے متعلق مناسب عرض کی گئی۔ اس وقت ایک حافظ صاحب پاس تھے ان کی حالت دگرگوں تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا رقت سے بڑھ کر استغراق کا درجہ حاصل کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات اور رموزات صرف سمجھنے والا ہی سمجھ سکتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنے بلکہ آپ کے پاس آنے ہی کے ارادہ سے قلب جاری ہو جاتا اور جونہی آپ کا دیدار ہوتا تو دنیوی خیالات و تفکرات سارے یکسر ختم ہو جاتے تھے۔

بعد نماز ظہر پھر حاضر ہوا بہت سے دیگر احباب بھی حاضر تھے۔ ان میں جناب مولوی نواب الدین صاحب مڑھ بھنگواں والے اور جناب چودھری نذیر احمد صاحب بھنگو بھی

موجود تھے۔ بندہ جب وہاں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ فرما رہے تھے۔

فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہو جائیں گے۔

فرمایا: لوگ بدی اور گناہ کی طرف اس طرح جاتے ہیں جس طرح پانی نشیب کی طرف جاتا ہے۔

فرمایا: کارخانہ قدرت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ حکم خداوندی کے تحت ہو رہا ہے۔

فرمایا: جو کچھ دین کی نعمتیں ہمیں مل رہی ہیں یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل ہی نصیب ہیں۔

فرمایا: جو شخص اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگتا ہے وہ کتے کی مانند ہے۔

فرمایا: انسان کتنا ناشکرا اور ظالم ہے ایک سرسبز درخت کاٹ کر اپنے لیے ایندھن بناتا ہے پھر اس کو کلہاڑے اور ہتھوڑے سے چیرتا پھاڑتا ہے جب تک خود بھی اس طرح کاٹا، چیرا اور پھاڑا نہ جائے گا انسانیت کے قابل کب ہوگا۔

اس وقت آپ کی شان اور جلالت عجب سطح پر تھی نہایت اسرار و رموز کے نکات بیان فرماتے رہے جو صرف باطن کی نظر رکھنے والے ہی سمجھ سکتے تھے۔ ان کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن تھا۔ الوداع کے وقت مولوی نواب دین صاحب سے میرے متعلق دریافت فرمایا کہ خدا بخش اب کہاں ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کی پہلے چک نمبر 17 میں تھا اب تر ڈیوالی میں ہے۔ پھر فرمایا وہاں نمازیوں کی کوشش کرنی چاہیے۔ جناب مولوی صاحب نے فرمایا چک نمبر 17 میں بڑی کامیابی کے ساتھ کوشش کی۔ اس پر آپ بہت راضی ہوئے۔ جناب مولوی صاحب تو مڑھ بھنگواں کو واپس لوٹے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بعد نماز عصر آنے کو کہا۔ بعد نماز عصر پھر حاضر ہوا۔ اہلیہ کے آنے کی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ہو چکی تھی۔ اس کے متعلق ارشاد فرمایا' زیادہ آنے کی ضرورت نہیں جو کچھ اس کی قسمت میں تھا بفضل تعالیٰ اسے مل چکا ہے۔ پھر اپنی زبان مبارک سے درود شریف خضری اپنے ساتھ مجھے یوں پڑھوایا۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ۔ اور فرمایا اہلیہ کو بھی

اپنی نگرانی میں اسی طرح درود شریف پڑھا دینا۔ اس دن عزیز محمد اسحاق جو چھ سات برس کا تھا ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا بچے کو ساتھ کیوں نہیں لائے۔ بوقت رخصت محبت بھی فرمائی۔ ہر دو بعد اجازت واپس روانہ ہوئے اور مغرب کی نماز گھر آ کر پڑھی۔

تنبیہ! مرشد کے سامنے کبھی کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھنی چاہیے جو کچھ وہ دریافت فرمائیں ٹھیک عرض کر دینا چاہیے چونکہ انہیں تو پہلے ہی بفضل تعالیٰ حالات کا پتہ چل چکا ہوتا ہے۔

بندہ کی دعا عاجزانہ: یا اللہ اپنے فضل و کرم اور بصدقہ اپنے نبی آخر الزماں ﷺ جلد از جلد اعلیٰ حضرت شرقپوری سرکار کا دیدار نصیب رہے تا کہ آپ کی نظر کرم اور توجہ سے میری اصلاح ہوتی رہے۔ عبادت میں ذوق وشوق نصیب ہوتا رہے اور مجھے قرب خداوندی اور قرب حضور نبی کریم ﷺ نصیب رہے۔ آمین ثم آمین۔ خدا بخش۔ ترڈیوالی بوقت 11:30 بجے شب۔

27 اگست 1926 بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی جمعہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ حسب پروگرام تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف نہایت موثر طریقے سے بیان فرمائی۔ فرماتے رہے **والشمس فی توصیفه والیل فی تعریفه یٰسین فی تشریفه**...... الخ۔ نہایت ذوق وشوق سے پڑھ کر حاضرین کو وجد میں ڈال دیا۔ اس جمعہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ نہایت پرجوش اور موثر تھا۔ ہر شخص کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ انداز بیان درد وغم میں ڈوبا ہوا تھا کہ شاید ہی کوئی آنکھ ہو گی جو نمناک نہ ہوئی ہو۔ صف در صف حاضرین اس توجہ سے بیٹھے ہوئے تھے کہ شاید ایسی کیفیت پہلے کبھی دیکھنے میں آئی ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عصا مبارک بلند فرما کر کہا کہ جس نے گھٹنا اٹھایا اس گھٹنا توڑ دیا جائے گا اور جو سر سجدے میں نہ گرا اس کی کمر توڑ دی جائے گی۔ خداوند کریم کے دربار میں

گستاخانہ بیٹھتے ہو حیا آنی چاہیے۔

فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درہ چاہیے جس سے ان کی درستی ہو۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پتہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ نیکی کی ہدایت کرے اور بدی سے بچائے۔ یہی مسلمان کی تعریف ہے اب اندازہ کرلو کہ ہم اس پر کہاں تک عامل ہیں؟

فرمایا: انسان اپنی ادنیٰ سی ادنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے بے حد جدوجہد کرتا ہے حتیٰ کہ بغیر جوتی چل پھر بھی نہیں سکتا مگر ہائے افسوس لوگ قرآن شریف پر عمل کیے بغیر زندگی کے دن کیسے گزار دیتے ہیں؟

فرمایا: اسلام اور ایمان دونوں مل کر دین بنا ہے۔ اسلام میں کوئی فعل ظاہراً خلاف شریعت نہیں ہونا چاہیے اور ایمان میں کوئی کام باطنی صفائی کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔ امید اور خوف میں رہنا چاہیے۔

فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ نہ خود نیک کام کریں گے اور نہ دوسروں کو نیک کام کرنے کی ہدایت کریں گے۔

فرمایا: ایک سپاہی چند روپوں کے عوض اپنی جان حکومت کے سپرد کر دیتا ہے مگر مالک حقیقی جس نے بے بہا نعمتیں وافر مقدار میں عطا فرمائی ہیں اس کی فرمانبرداری ہم کہاں تک کرتے ہیں؟

فرمایا: جب تک انسان اپنی جان و مال اور اولاد سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو عزیز نہ جانے گا مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں ہو سکے گا۔

فرمایا: اعلانیہ گناہ کرنے پر سخت عذاب ہوگا۔ حلال کا رزق نیکی کی طرف اور حرام کا رزق بدی کی طرف کشش کرتا ہے۔

فرمایا: کسی سے اگر پوچھا جائے کہ فلاں چیز کتنے کو لی تو وہ ضرور قیمت بتائے گا

لیکن اگر پوچھا جائے کہ دین کتنے کا کیا تو جواب ندارد؟

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کافی کمزور تھی مگر ہمت اور جوش سے آپ نے کافی دیر وعظ فرمایا جو یقیناً روحانی طاقت کی وجہ سے تھا۔ بعد نماز جمعہ بھی کچھ دیر کے لیے پندونصائح فرمائیں۔ جو لوگ بعد نماز مسجد سے نکلنے میں جلدی کرتے ہیں ان کو سخت تنبیہہ فرمائی اور فرمایا کہ مسجد سے سب سے بعد نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے شاید کوئی نیک اور کام کی بات کان میں پڑ جائے اور عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔ وہ شخص کمال بے نصیب اور محروم ہے جو احکام ربانی سنے بغیر مسجد سے چلا جائے۔

فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایک مرتبہ دیوار کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں پر اہل قریش کے بے پناہ مظالم ہو رہے تھے۔ ایک صحابی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم کب تک ستائے جائیں گے، دین کب غالب ہوگا؟ یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا کیوں بس اتنی ہی ہمت اور مستقل مزاجی ہے۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ دعا فرمائی اور سب کو السلام علیکم کہہ کر چل دیے۔ مسجد کے صحن میں ایک عمر رسیدہ شخص جس کا تعلق حجرہ شاہ مقیم سے تھا کھڑا تھا۔ طبیعت اس کی دل لگی کی طرف مائل نظر آتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد ملاقات فوراً دریافت کیا کہ روٹی کس طرح کھاتے ہو۔ اس نے کہا نرم مال مل جائے تو فبہا ورنہ نوالہ منہ میں ڈالا اوپر سے پانی کا گھونٹ پیا اور نگل لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بہت اچھا مگر ساتھ ہی دریافت فرمایا دانت کہاں گئے؟ اس نے عرض کی جی ٹوٹ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کس نے توڑ دیے کس نے بنائے تھے۔ یہ آنکھ، کان اور ناک کس نے بنائے ہیں کیا والدین نے یا پیر نے بنائے ہیں۔ اس کا جواب تھا جی خدا نے۔ پھر خداوند کریم کے احکامات کی کہاں تک پیروی کرتے ہو؟ وہ خاموش اور گرفت میں تھا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر جوش آ گیا کہ جسم مبارک میں ایک لمحہ کے لیے ایسی حالت طاری ہو گئی کہ حاضرین سب دم بخود ہو گئے۔ ایک لمحہ آپ رحمۃ اللہ

علیہ نے پوچھا یہ کالے بال کس نے سفید کیے؟ یہ داڑھی کے بال کتنے ہیں؟ اب اس شخص کے ہوش وحواس گم ہو گئے اور سخت حیران و پریشان تھا۔ کانپتے ہوئے جواب عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا خداوند تعالیٰ کو اس شمار کی کیا ضرورت ہے اس کا جو حکم آیا اس کو کہاں تک پورا کیا۔ اب کہتے ہو خدا بہتر جانتا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ خدا کے واسطے کون سے عمل صالح کیے؟ فرمایا قرآن شریف میں نہیں آیا؟ **خلق الموت والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملا۔**

فرمایا: عوام میں یہ بات کہنی تو نہیں چاہیے مگر حقیقت کو چھپایا بھی نہیں جا سکتا۔ محض دنیوی لالچ میں گھروں میں جا جا کر نذر و نیاز لینا درست نہیں۔

فرمایا: اگر عام لوگ پانچ نمازیں پڑھیں تو سیدوں کو سات پڑھنی چاہئیں اور اگر عام سات پڑھیں تو سادات کو نو پڑھنی چاہئیں۔ دراصل وہ شخص خانقاہ حجرہ شاہ مقیم کا مجاور تھا۔ اس لیے فخر وغرور اس کے اندر پیدا ہو چکا تھا مگر اب اس کے ہوش وحواس گم ہو چکے تھے۔ اسی اثنا کچھ اور ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے ان کا حال احوال دریافت فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر مسجد کے اوپر تشریف لے گئے مگر جلد ہی ان کو واپس لوٹا دیا اور خود فرش پر برائے استراحت دراز ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم دین محمد دربانی کے لیے مستعد تھا۔ کتنے خوش نصیب ہیں دین محمد صاحب جنہیں ہر لحہ و ہر ساعت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کا موقع نصیب ہے۔ بے حد افسوس ہے کہ اب کی مرتبہ بوجہ مجبوری خاص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں نماز عصر پڑھنی نصیب نہ ہوئی۔

3 ستمبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بجے کے قریب تشریف لائے۔ پانچ منٹ بعد دوسری اذان پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ بعد اذان خطبہ شروع ہوا۔

فرمایا: لولاک لما اظہرت ربوبیۃ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ

ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

گر نبودے ذات پاکت را وجود
کن نگفتے خالق ارض و سما

فرمایا: سید الابرار وانس وجان ﷺ باعث ایجادات عالم ہمہ موجودات ہیں اور دونوں جہان کے لیے باعث رحمت ظاہر و باطن ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا وجود مبارک کونین کے لیے باعثِ رحمت ہے۔

فرمایا: قرآن مجید جو ہم تک بذریعہ محبوب خدا ﷺ پہنچا یہ روحانی اور جسمانی بیماریوں کے علاج کے واسطے شفا کلی ہے اس میں درج قوانین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جو دین و دنیا کا مالک ہے۔ اس لیے انسان کے لیے نہایت مفید اور موزوں ہیں مگر بعض جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے۔

فرمایا: اسلام کی خاطر سچ بات کہو ہرگز نہ ڈرو خواہ جان ہی کیوں نہ جائے کیونکہ مرنا تو ایک ہی دفعہ ہے۔

فرمایا: اپنی خواہشات کو خدا نہ بنالو کیونکہ ایسا کرنے والا مانند سگ ہوتا ہے۔

فرمایا: ظاہری شکل وصورت عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو۔ ہر فعل کی نگرانی بلحاظ شریعت پوری سختی سے کرو گے تو فلاح پا جاؤ گے۔

فرمایا: تیرا چہرہ نورانی ہے۔ تیرے اعمال ایسے صالح ہوں کہ مرنے کے بعد متغیر نہ ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ منور ہو۔

فرمایا: انسان کا درجہ ایک لحاظ سے فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہے اور ایک طرح سے حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔

فرمایا: جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے خواہ کسی اور جنس ہی سے کیوں نہ ہو۔

فرمایا: لوگوں کی شامت اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں وبائیں اور بلائیں پیدا

ہو جاتی ہیں۔ بعض کو ان کی بداعمالیوں کا بدلہ یہیں مل جاتا ہے۔

فرمایا: انسان جوتی، کپڑا اور پگڑی کے بغیر تو جہاں میں چل پھر نہیں سکتا مگر عجب حیرانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے اور دنیا کے کاروبار میں بھی مصروف رہتا ہے۔

فرمایا: مسلمانی در کتاب و مسلمان در گور است۔

فرمایا: محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے تو ایک مائی صاحبہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں خطرہ ہے آپ تشریف لے جائیں ایک اونٹ باولا آرہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنے دو۔ اونٹ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں سرنگوں ہو گیا۔

فرمایا: اخیر زمانہ میں ایسے فتنے اور فساد پیدا ہوں گے کہ بردوبار شخص بھی حیران و پریشان ہو جائے گا اور مسلمان قانون شریعت کو چھوڑ کر دوسروں کے قوانین اختیار کر لیں گے۔

فرمایا: نماز نہایت عاجزی، اطمینان اور توجہ سے پڑھی جائے تا کہ اثر اس کے چہرہ سے عیاں ہو۔ ممنوع افعال سے ہمیشہ بچا رہے۔

مایم پر گناہ تو دریای رحمتی
جای کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما

فرمایا: عیب خود را ہر کہ او بینا شود
روح اورا قوتے پیدا شود

”جو کوئی اپنے عیبوں پر نظر رکھتا ہے اس کی روح کو تقویت پہنچتی ہے“۔ ہر کہ ترا عیب شماری کند دشمن تو نیست دوست داری کند۔

10 ستمبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

بفضل خدا قبل از وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں پہنچ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بکمال

رعب وجلال تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ حمد وثنا کے بعد۔

فرمایا: مولا کریم کی یاد میں شب بیداری کرنا گویا موت و قبر اور قیامت کے روز فلاح پانا ہے۔

فرمایا: ہر ایک سے بھلا کرو۔ اس بات کی کوشش کرو کہ کوئی شخص تجھ سے خفا اور دل برداشتہ نہ ہو۔

فرمایا: جو شخص کسی دوسرے کے ساتھ نیکی کر کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ساتھ مہربانی کرے گا۔

فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسی قومیں اور گروہ پیدا ہوں گے جن کی زبانیں شہد وشکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر اندر ان کے نفاق سے پر ہوں گے۔

فرمایا: اللہ کریم علیم وخبیر اور بصیر ہیں۔ وہ مجرموں کی گھات میں ہیں وہ سب کچھ دیکھ اور سن رہے ہیں چاہے ظاہر ہو چاہے باطن ہو۔

فرمایا: محبوب خدا پر کافر اس لیے ایمان نہ لاتے تھے کہ انہیں اپنی خاندانی عزت پر دھبہ آنے کا خدشہ تھا۔ وہی کام آج کل بنا ہوا ہے۔ دین داروں کو دنیا دار اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ انہوں نے اپنی خواہشات کو خدا بنالیا ہے ان سے ایک فعل بھی خلاف شریعت ترک نہیں ہو پاتا۔

فرمایا: قادر مطلق کا حکم ہے جو نبی کریم ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہوگا اللہ تعالیٰ بھی اس پر راضی ہوگا۔

فرمایا: اے انسان تو نے کبھی غور نہ کیا کہ میں کیا ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کہاں جاؤں گا؟ کیا ہوگا؟ کیا کرنا ہے؟ اور کیا کرتا ہوں؟

فرمایا: والدین پر فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیک کام کرنے کی ہدایت کریں۔ مگر آج اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ جب اپنی اولاد کو ہی نیکی کی تلقین نہیں کرتا پھر دوسروں کو ہدایت کرنے کی توفیق کب ہوگی۔

آج آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ وعظ فرمایا۔ خدا جانے طبیعت کا کیا عالم تھا۔ نماز جمعہ کی دعا کے بعد وقت دریافت فرمایا تو معلوم ہوا ابھی اڑھائی بج رہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حیران ہوئے چونکہ اس سے پہلے ہمیشہ تین سوا تین بجے فارغ ہوتے تھے آدھ گھنٹہ تک آپ رحمۃ اللہ علیہ مراقبے میں رہے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کون جاتا ہے اور کون بیٹھا رہتا ہے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھی سب دوڑ جاؤ مگر پروانے شمع کو چھوڑ کر بھلا کب جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر بسم اللہ پڑھ کر آپ پھر کھڑے ہو گئے فرمایا جمعہ کی نماز میں تین قسم کے آدمی آتے ہیں۔ ایک سودا سلف خرید نے دوسرے دعاؤں کے واسطے تیسرے کچھ حاصل کرنے کے لیے۔ بس یہ تیسرا گروہ فائدہ پانے والا ہے۔ آدھ گھنٹہ تک آپ نے پھر پند ونصائح فرمائیں۔ بعد دعا آپ رحمۃ اللہ علیہ اوپر تشریف لے گئے پھر وہاں سے جلدی ہی گھر تشریف لے گئے کیونکہ دین محمد صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر اس وجہ سے بوجھ ہے کہ آج خطبہ میں کم وقت کیوں لگا۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے گفتگو نہ فرمائیں گے۔ اس دن خلاف معمول نماز عصر سے پہلے ہی گھر تشریف لے گئے تھے مگر بعد میں نماز عصر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود آکر پڑھائی اور اپنے ملنے والوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔

17 ستمبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

17 ستمبر 1926ء بروز جمعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بروقت تشریف لائے حمد وثنا کے بعد۔

فرمایا: تمام جہانوں کے لیے حضور پر نور محبوب خدا ﷺ کا وجود مبارک باعث رحمت ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کے نافرمانوں کی سختی سے باز پرس ہوگی۔ گستاخ اور بے ادب پر لعنت ہوگی۔

فرمایا: خلاف سنت کام کرنے والے کی طرف سے رسول ﷺ کو رنج ہوتا ہے اور

جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج پہنچائے وہ دونوں جہانوں میں ذلیل وخوار ہوگا۔

فرمایا: روح عجب چیز ہے نہ اس کے آنے کا پتہ چلتا ہے اور نہ جانے کا۔ جب روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے۔

فرمایا: سب یہاں ہی چھوڑ جاؤ گے بجز اعمال صالحہ کے جو کچھ یہاں کماؤ گے اس کا بدلہ اگلے جہان ضرور پاؤ گے۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

فرمایا: دوستی بھی خدا کے واسطے ہو اور بغض بھی خدا کے واسطے ہونا چاہیے۔

فرمایا: دنیا کی حرص چھوڑ دے ورنہ خوار ہوگا ہاں نیک اعمال پر حریص ہو۔

فرمایا: تیرا رزق جو قسمت میں ہے ضرور ملے گا مگر کام اور محنت بھی چاہیے۔

کر کار متے بے کار تھیویں
کاروں بھی رزق نہ جانیں متے کافر تھیویں

قیامت کے دن تیرا مال رزق کسی کام نہ آئے گا۔ اللہ کی راہ میں لگایا ہوا مال ضرور نافع ہوگا۔ اولاد کو عالم وحافظ بنایا ہوگا وہ بھی ذریعہ نجات ہوگا۔

فرمایا: نیک بخت اور صالح بیوی روز محشر ذریعہ نجات ہوگی اس کی سیرت کو دیکھو محض صورت کی طرف ہی راغب نہ رہو۔

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا
سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

فرمایا: لا کی تلوار سے تمام خواہشات نفسانی کو قتل کر کے الا اللہ کی وادی انوار واسرار میں ابدی طور پر داخل ہو جا مگر یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بغیر کہاں نصیب ہوتا ہے۔

ہو اس کی ذات میں فنا کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

اس قدر ڈوب جا اس میں اے صابر
کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ رہے

فرمایا: کہ لا کے ساتھ ایسا رشتہ اختیار کرے کہ تیری ذات کی بو تک نہ رہے مگر یہ ہے بہت مشکل۔

فرمایا: کیا تم نے خیال کر لیا کہ ایمان لانے کے بعد جنت میں بغیر حساب چلے جاؤ گے نہیں ایسا نہیں ہوگا پہلے آزمائے جاؤ گے۔ حساب و کتاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کا جائزہ لیا جائے گا۔ ٹھوک بجا کر دیکھا جائے گا پھر کہیں جنت کے حق دار ہو گے۔

فرمایا: جنت ایک عالم سرور ہے جس کی تعریف ناممکنات میں سے ہے۔

فرمایا: جب بادشاہ بے دین ہو، دولت مند بخیل ہوں، عورتیں سرکش ہوں تو زندگی سے موت کا آجانا بہتر ہے۔

فرمایا: جو شخص نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر حضور ﷺ کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا تو وہ شخص جھوٹا ہے جھوٹا۔ منافق ایسے ہی ہوتے ہیں۔

فرمایا: دنیا آزمائش کا گھر ہے اور آخرت آسائش کا گھر ہے۔

فرمایا: اللہ کریم دم بدم تیری نگرانی اور حفاظت کرتا ہے۔ بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے لیکن کیا تو نے بھی کبھی اس کا حقیقی طور پر شکریہ ادا کیا ہے؟۔

بعد دعا ایک شخص جو بظاہر بڑا عابد نظر آتا تھا مگر صرف ٹوپی پہنے ہوئے تھا دوران وعظ آپ فرما چکے تھے کہ ٹوپی اور پگڑی پہننا لازم و ملزوم ہیں۔ چونکہ یہی سنت نبوی ﷺ ہے۔ دراصل یہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کسی موضوع پر بحث و مباحثہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کمال فراست سے یہ جان لیا تھا۔ آپ پھر کھڑے ہو گئے اور اپنے ایک قریبی شخص سے فرمایا کہ اس ٹوپی والے سے جا کر پوچھو کہ تو اندھا ہے یا آنکھوں والا۔ وہ شخص اس کے پاس گیا اور یہی سوال دہرایا۔ ٹوپی والا فوراً بولا آنکھوں والا ہوں۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا واہ خوب کہا (آپ نے بزبانی پنجابی فرمایا تھا

اشکے ای اوے) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا گھر کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا لاہور میں۔ آپ نے فوراً زور دے کر فرمایا ''نہیں'' اور ساتھ ہی پوچھا پیدائش کہاں کی ہے ٹوپی والا بولا دہلی کی تو پھر تمہاری ملکیت دہلی میں ہے لاہور میں کہاں ہوئی پھر کس طرح کہتے ہو کہ گھر لاہور میں ہے۔ وہ شخص بے حد نادم اور شرمندہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً پون گھنٹہ انوار و اسرار کے رموز و نکات بیان فرماتے رہے۔ بعد میں مسجد کے اوپر تشریف لے گئے۔ حسب دستور نماز عصر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ بعد نماز عصر ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ اس نے عرض کی ہزارہ سے۔ کیا کام کرتے ہو؟ آپ کا دوسرا سوال تھا۔ اس نے عرض کی طبابت۔ فرمایا چاہے کچھ کرلو ملک الموت نے تو آ ہی جانا ہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر روانہ ہو گئے۔

24 ستمبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وقت پر تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد:۔

فرمایا: آج کل جب کہ فتنہ و فساد برپا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیروی کرنے والے کو پچاس شہیدوں جتنا ثواب نصیب ہوگا۔

فرمایا: کسی پر ظلم نہ کرو۔ حقوق العباد کا خاص دھیان رکھنا چاہیے۔

فرمایا: اپنے سے کمتر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ حق بات کہنے سے کبھی نہ ڈرو چاہے جان جانے کا خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ حق بات کہنے سے بالآخر عزت ہی ہوگی۔

فرمایا: جب کوئی بات خلاف دین ہوتی دیکھو تو چیتے کی طرح جھپٹو۔

فرمایا: تقدیر الٰہی پر راضی رہو اور لاحول بکثرت پڑھو۔

فرمایا: دنیا کا مال ایک طرح سے اچھا بھی ہے اور ایک طرح سے وبال جان بھی ہے۔ یہ دنیا ایک طرح سے رحمت بھی ہے اور ایک طرح سے زحمت بھی ہے۔ اپنے اعمال

ہی سے سب کچھ متعلق ہے۔

فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی دنیا میں تھوڑے مال پر راضی ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بہت کچھ دے گا۔

فرمایا: بعض عورتیں اور اولادیں تمہاری دشمن ہیں ان کی پیروی نہ کرو بلکہ ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرو۔

فرمایا: آج سے بیس سال پہلے جو برکتیں تھیں وہ اب نظر نہیں آتیں۔

فرمایا: پرہیز (تقویٰ) عبادت سے بہتر ہے۔

فرمایا: حضور پرنور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام امتوں پر فخر کرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال و کردار کی وجہ سے مجھے رنج پہنچے اور تم خوار ہو۔

فرمایا: اللہ کے ذکر کی فضیلت بے حد ہے اس کی تاکید بھی بے حد ہونی چاہیے یہاں تک کہ ہر حال میں ذکر کرنے کی تاکید ہے۔

فرمایا: ہمیں جو کچھ نصیب ہوا ہے یہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ملا ہے۔

فرمایا: نفلی عبادت چھلکے کی مانند ہوتی ہے ہر پھل چھلکے ہی سے محفوظ ہوتا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس طرح تم مجھ کو یاد کرو گے اسی طرح میں تمہیں یاد کروں گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا میرے لیے کیا کام کرتے ہو۔ عرض کی تورات پڑھتا ہوں۔ فرمایا یہ تو جنت کے لیے ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ میں حمد و تسبیح بھی بیان کرتا ہوں فرمایا اس سے جنت میں باغ اور نہریں ملیں گی۔ پھر عرض کی یا اللہ تو ہی بتا۔ ارشاد ہوا کہ میری مخلوق کو میری طرف بلا اور دوستی اور دشمنی محض میرے لیے رکھ۔ **الحب للہ والبغض للہ۔**

فرمایا: کبھی انسان کی تخلیق میں غور کیا ہے کہ انسان کے سر میں کیا ہے دل میں کیا

اور جسم میں اور کیا کیا کچھ ہے؟۔

فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ ہیں اور سب انبیاء علیہم السلام پر حضور کے احسانات ہیں۔

ہمہ انبیاء در پناہ تو اند مقیم در بارگاہ تو اند
تو ماہ منیری ہمہ اختر اند تو سلطان ملکی ہمہ چاکرند

فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ موت ایک تحفہ ہے کیونکہ اس وقت دیدار الٰہی نصیب ہونے کی امید ہوتی ہے جس سے اعلیٰ و ارفع اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔

فرمایا: اپنے دین وایمان اور اعتقاد پر سختی سے پابند رہنا چاہیے۔ خلاف شرع کوئی کام نہ ہونا چاہیے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہر دلیل کو رد کر دینا چاہیے اور یومنون بالغیب پر ایمان قوی رکھنا چاہیے۔

فرمایا: موت کی یاد دنیا کی تمام آرزوؤں کو منقطع کر دیتی ہے۔

فرمایا: قبر انسان کو ہمیشہ یاد کرتی ہے مگر انسان غافل ہے کسی زادراہ کی فکر نہیں کرتا۔

فرمایا: کبھی تصور کیا ہے کہ قبر میں انسان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو جائیں گی۔

فرمایا: ہمارے حضور پرنور نبی کریم ﷺ اپنے جسد اور روح دونوں میں زندہ ہیں اور زمین و آسمان کے اطراف میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی پر لطف فرماتے ہیں تو حجاب اٹھا دیتے ہیں اور اس کو حضور کی زیارت کا شرف بخشتے ہیں۔

بعد نماز عصر جناب حاجی عبدالرحمٰن (1) صاحب کی زیارت فرما کر گھر روانہ ہوئے۔

یکم اکتوبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

بفضل خدا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ پہلی صف میں بیٹھنا نصیب ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے حمد وثنا کے بعد۔

1۔ حاجی عبدالرحمٰن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت وفادار خادم اور ولی شناس شخصیت تھی۔ ان دنوں علیل تھے۔

فرمایا: جس طرح گلاب کا پھول سب پھولوں کا سردار ہے اسی طرح حضرت محمد ﷺ سب رسولوں کے سردار ہیں۔

جس طرح اعلیٰ ہے گلاب سبھی پھولوں میں
اس طرح محمد اعلیٰ ہیں سبھی رسولوں میں

فرمایا: روز محشر انسان پر سوال کیا جائے گا کہ کان سے کیا سنا، کیوں سنا اور کس لیے سنا۔ آنکھ سے کیا دیکھا، کیوں دیکھا اور کس لیے دیکھا۔ دل کس طرف رجوع ہوا، کیوں ہوا اور کس لیے ہوا۔ زبان سے کیا بولا، کیوں بولا اور کس لیے بولا۔

فرمایا: افسوس انسان غور نہیں کرتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی حکمت کاملہ سے پیدا فرمایا۔

فرمایا: حشر کے دن نیک اور بد دونوں پریشان ہوں گے۔ نیک اس لیے کہ وہ کہے گا افسوس اس نے مزید نیکیاں کیوں نہ کرلیں اور بد اس واسطے کہ اس نے توبہ کیوں نہ کرلی۔

فرمایا: نام کی مسلمانی کسی کام بھی نہیں آئے گی۔ مسلمان کے گھر پیدا ہوجانا کوئی ذریعہ نجات نہیں۔ محض کلمہ شریف پڑھ لینا ہی کافی نہیں۔

فرمایا: نجات کے لیے ضروری ہے کہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر سختی سے عمل پیرا ہو۔ پھر نیکی کے آثار خود اس کے وجود سے عیاں ہوں گے۔

فرمایا:۔

اے دل یک دم ز یاد رحمٰن غافل نہ شدی
وز کردۂ خویش پشیماں نہ شدی
عالم و حافظ و زاہد وصوفی
ایں جملہ شدی ولے مسلمان نہ شدی

فرمایا: نیک آدمی کے ساتھ اس طرح محبت کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں سے

محبت کرتا ہے۔

فرمایا: جب کسی کو کوئی کام خلاف حکم ربانی و شرع محمدی ﷺ کرتے دیکھو تو اس پر اس طرح جھپٹو جس طرح چیتا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔

فرمایا: انسان عقبیٰ کی راہ کا سوداگر ہے۔ اس تجارت میں نیک اعمال نفع بخش ہیں اور بد اعمال نقصان دہ ہیں۔ نفس اس کا شریک راہ ہے جو گمراہ کرتا ہے۔

فرمایا: خاتون جنت نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ معراج کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔ فرمایا اللہ نے میری امت کی چند شکائتیں کیں:

❶ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا رزق میں دیتا ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ اپنی محنت سے کمایا ہے۔

❷ جنت ان کے لیے بنائی گئی ہے مگر یہ ادھر توجہ ہی نہیں کرتے۔

❸ دوزخ ہم نے آپ کے دشمنوں کے لیے بنائی ہے مگر آپ کے امتی دوزخ میں جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

❹ میرے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں اور میرے بندوں کے ساتھ صلح رکھتے ہیں۔

❺ میں ان سے کل کا کام نہیں مانگتا اور مجھ سے برسوں کی روزی مانگتے ہیں۔

❻ میں ان کی روزی غیروں کو نہیں دیتا اور وہ میرے غیروں کی عبادت کرتے ہیں۔

❼ میں ان کو نعمت دیتا ہوں اور وہ میرے غیروں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

❽ میرے فرشتے ان کے برے اعمال میرے سامنے پیش کرتے ہیں میں کوئی محاسبہ نہیں کرتا اور اگر میں کبھی کوئی مصیبت کسی مصلحت کی خاطر بھیجتا ہوں تو ہر وقت خلقت کے سامنے میری شکائتیں اور ناشکری کرتے رہتے ہیں۔

فرمایا: قیامت کے دن سات گروہ سایہ عرش میں، خوش باش ہوں گے اور سایہ عرش کے نیچے محفوظ ہوں گے۔ لوگ پوچھیں گے کیا آپ کا ابھی حساب کتاب نہیں ہوا وہ جواب دیں گے کیسا حساب و کتاب؟۔ لوگ پھر پوچھیں گے وہ کون سا نیک عمل تم لوگوں نے کیا

جو یہ درجہ ملا ہے۔ وہ جواب دیں گے یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کی اتباع سنت کی وجہ سے حاصل ہوا۔

پوری حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سات گروہ بتائے ہیں جن کو حق تعالیٰ اپنے سائے میں رکھیں گے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ❶ عادل بادشاہ۔ ❷ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں لگا رہے۔ ❸ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے جب اس سے نکلے تو پھر وہاں آ جائے۔ ❹ دو آدمی جو اللہ کے لیے محبت کر کے اکٹھے ہوں اور پھر جدا ہوں محبت پر۔ ❺ وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو خلوت میں یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جائیں۔ ❻ وہ آدمی جس کو حسب نسب اور جمال والی عورت بلائے اور وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ❼ وہ آدمی جو صدقہ کرے اور اسے چھپائے یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ معلوم نہ کر سکے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا''۔

(بخاری شریف و مسلم شریف)

فرمایا: جب کوئی شخص کسی پہ احسان کرے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے چونکہ اللہ سے بڑھ کر اور کوئی احسان کرنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح سے ہر قسم کا نفع، نعمت اور عزت سب خداوند کریم کی طرف سے ہے۔

فرمایا: زمین کے جس ٹکڑے پر عبادت کی جاتی ہے وہ ٹکڑا قیامت کے دن عبادت کرنے والے کے لیے سفارش کرے گا۔

فرمایا: مصائب میں، بیماری میں اور تنگی میں جو صبر کرے گا اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہوگا۔ مصائب سے دو فوائد حاصل ہوتے ہیں کفارہ گناہ اور درجات میں ترقی۔

فرمایا: جو توبہ کرے گا اللہ بخش دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہفت اعضاء (دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھیں اور ایک زبان) پر نظر کرتا ہے اگر ان میں سے ایک بھی نیکی میں مشغول ہوگا تو اس کے طفیل باقی سب کو بھی بخش دے گا۔

فرمایا: دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

فرمایا: اپنے حبیب ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص فرض کی ادائیگی میں سستی کرے گا اسے آپ پکڑلیں اور جو سنت میں غفلت کرے گا اس کو میں پکڑلوں گا (سبحان اللہ حضور ﷺ کی کیا شان ہے)۔

بعد ادائیگی نماز جمعہ و فراغت از دعا آپ مسجد سے رخصت ہوئے۔ بندۂ عاجز کے قریب تشریف لائے فرمایا منڈیا نوالہ کے قریب سے ایک شخص آتا تھا مگر پھر نہیں ملا۔ دراصل یہ مجھے بلوانے کا اشارہ تھا جسے صرف خاکسار ہی سمجھ سکتا تھا۔ اب بفضل تعالیٰ کل صبح حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کروں گا۔

2/ اکتوبر 1926ء بروز ہفتہ

حسب اشارہ حضرت میاں صاحب ساڑھے نو بجے صبح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گیارہ بجے کے قریب تشریف لائے۔ میرے علاوہ پہلے دو اشخاص کو ان کے حال پر خیال فرما کر رخصت کر دیا۔ پھر مجھے ایک نظر دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیکھنا کیا دیکھنا تھا وہ کیفیت صرف محسوس کی جا سکتی ہے بیان نہیں کی جا سکتی۔

سگ را دلی مگس را ہما کنند
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

فرمایا: بے وقت آتے ہو۔ اب پھر آئے ہو بچے کو اکیلا کیوں گھر چھوڑ آئے۔ اس کے بعد دوسرے آدمی سے پوچھا کیسے آئے۔ اس نے عرض کی مولوی صاحب سے ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مسجد میں جاؤ وہاں مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اسے بھی مسجد میں بھیج دیا۔ اب میں اکیلا رہ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بالا خانہ کی طرف جانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھے اور مجھے پیچھے آنے کو اشارہ فرمایا۔ پہلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر میری طرف توجہ فرمائی۔ دل پر انگشت رکھ کر فرمایا یہاں کیا ہے؟ عرض کی دل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انگشت شہادت سے لفظ "اللہ" دل والی جگہ پر لکھا اور فرمایا کہ

''اللہ'' اسم ذات دل پہ یوں اُکر (نقش) کرلو جیسے کسی لوہے پر ان مٹ لفظ نقش ہوتے ہیں۔ پھر قدرے لرزے اور کوٹھو کا دیا تو دل سے بآواز بلند اللہ اللہ اللہ اللہ از خود نکلنا شروع ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اخفا چاہیے اس کے ساتھ ہی بلند آواز آنا بند ہو گئی مگر دل بدستور جاری تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیکھ لیا یہ کیا بھید ہے۔ آپ اوپر تشریف لے گئے اور مجھے بذریعہ دین محمد ہدایت فرمائی کہ مسجد میں جاؤں۔ بعد نماز ظہر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ کرنا تھا وہ صبح کر دیا۔ تیری طبیعت اچھی ہے اور فرمایا اسم ذات اللہ کو دل میں (کندہ کرلو) ہر سانس سے اللہ اللہ جاری ہو دایاں قدم رکھو تو اللہ بایاں رکھو تو ہو، یونہی اللہ ہو اللہ ہو کہتے جاؤ اور چلتے جاؤ اسی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا ہے۔ اب ہوشیار ہو جاؤ سوتے وقت پانچ تسبیح درود شریف پڑھنے کی ہدایت بھی فرمائی۔

الحمد للہ! آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس احسان کو میں کیسے بھول سکتا ہوں دیوانہ کنی و دو جہان بخشی۔ جو اسرار و رموز آپ رحمۃ اللہ نے مجھ پر منکشف فرمائے یہ بندۂ عاصی ان کا حق شکر کس طرح ادا کر سکتا ہے۔ طبیعت پرسکون ہو گئی اور دنیوی آلائشیں تمام ختم ہو گئیں۔ جب اللہ اور ہو کہہ کر قدم اٹھاتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے زمین سکڑتی ہے۔ زندگی میں اس سے بڑھ کر اور کیا انعامات نصیب ہوں گے۔ تب بازار کے لوگ کچھ اور ہی طرح کے دکھائی دیتے۔

پھر مجھ سے پوچھا کب جانے کا ارادہ ہے؟۔ میں نے عرض کی چک نمبر 17 میں جانے کو دل چاہتا ہے۔ ترڈیوالی میں تکلیف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہیں چلے جاؤ وہاں جا کر نمازیوں کی کوشش کرنا۔ چند دن بعد پرائمری سکول ترڈیوالی کا ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز شیخوپورہ جو کہ ہندو تھا معائنہ کے لیے آیا مجھے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے تیرا یہاں دل نہیں لگا۔ میں نے تائید کی تو کہنے لگا ابھی دل لگا کر کام کرو مارچ یا اپریل میں تبادلہ کر دیا جائے گا۔ میں نے دل میں کہا تمہارا مارچ اپریل نہ جانے کب آئے گا میرے حضرت صاحب نے تو فرما دیا ہے کہ چک نمبر 17 میں چلے جاؤ اس لیے اب مجھے وہاں جانے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد میرے تبادلہ کا حکم آ گیا جس

میں لکھا تھا کہ تمہاری خواہش کے مطابق چک نمبر 17 میں تبادلہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بندہ پھر واپس چک نمبر 17 میں آ گیا۔ صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلھم واصحابہ بارک و سلم۔

یا اللہ اپنی رحمت خاص و اسرار و انوار کریمانہ کے ساتھ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پاک اور اصحاب پاک پر درود و سلام بھیجتا رہ۔ آمین

8/ اکتوبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تشریف لائے دوسری اذان پڑھنے کی اجازت فرمائی۔ بعد حمد ثناء۔

فرمایا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین باتوں پر عمل کرنے والا سچا مسلمان ہوتا ہے۔

1. اس کے دل میں اللہ اور رسول ﷺ کی اتنی محبت ہو کہ کسی دوسرے کی محبت کی گنجائش نہ رہے۔
2. کسی سے محبت ہو تو محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔
3. آگ میں جل جائے تو جل جائے مگر سنت نبوی کا تارک نہ ہو۔

فرمایا: جس شخص کا ظاہر عین شریعت کے مطابق ہو گا اس کا باطن اللہ کریم خود درست فرما دیں گے۔

فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں ایسی قومیں پیدا ہوں گی جن کی شکلیں تو انسانوں جیسی ہوں گی مگر اندر سے مجسمہ شیطان ہوں گے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اور جبرائیل علیہ اسلام کا اور قرآن شریف کا پتا ہمیں صرف اور صرف نبی کریم ﷺ نے ہی بتایا ہے۔

فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کے نور کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا آپ ہرگز ظاہر نہ فرماتا۔

ہو اس کی ذات میں فنا کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

بعد نماز عصر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عمر رسیدہ شخص سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: میت کو اٹھا کر سوئے قبر لے جاتے ہوئے چالیس سوال ہوتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی خوبصورتی کے لیے تو ہر روز منہ دھوتا تھا کیا کبھی میرے لیے بھی منہ دھویا تھا؟

فرمایا: اللہ کے ذکر کا اثر اور بھید یا اسرار و انوار اس وقت معلوم ہوتے ہیں جب ظاہری حواس خمسہ بند ہوں اور دل اللہ اللہ بکثرت پڑھ رہا ہو۔

فرمایا: اللہ اللہ بکثرت پڑھا کرو تا کہ با اللہ ہو جاؤ۔

فرمایا: بعض مریدوں میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے پیر کو دیکھ کر ہی زندہ دل ہو جاتے ہیں یعنی ان کا دل جاری ہو جاتا ہے۔ پیر و مرشد کے ذمے یہ ایک بڑی اہم ذمہ داری ہوتی ہے کہ مرید کی صحیح تربیت کرے۔

فرمایا: جس طرح کمہار مٹی گوندھ گوندھ کر کارآمد بنا لیتا ہے اس طرح تم بھی اپنے آپ پر محنت و ریاضت کر کے اپنے خاکی جسم کو قیمتی بنا سکتے ہو۔

15/ اکتوبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

شرقپور شریف حاضر ہوا۔ میرے ہمراہ برادر عزیز صوفی برکت علی صاحب بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بروقت تشریف لائے۔ حسب عادت حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جمعہ کی نماز کی تاکید کرو۔ اس دن کی بہت فضیلت ہے۔

فرمایا: مسجد میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ کر دایاں پاؤں اندر رکھو اور السلام علیکم کہو اور پڑھو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ جب باہر آؤ تو بایاں پاؤں باہر نکالو اور تھوڑا سا جوتے میں ڈالو پھر دایاں پاؤں جوتے میں پوا ڈال کر بایاں بھی پہن لو اور السلام علیکم کہو اور یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ رَحْمَتِکَ۔

فرمایا: جب خطبہ شروع ہو تو سنت یا نفل نہ پڑھنے چاہئیں۔

فرمایا: جس نے کلمہ شریف پڑھا اس پر باقی ارکان کی پابندی لازمی ہوگئی۔

فرمایا: اطیعو اللہ واطیعوا لرسول پر اپنے ارادے منقطع کرلو۔

فرمایا: گرنہ بودے ذات پاکت را وجود
کن نگفتے خالق ارض و سما

فرمایا: جس نے قرآن شریف کو دل و جان سے مان لیا اس نے گویا اللہ کی تمام سابقہ کتابوں کو مان لیا اگر قرآن شریف کو نہیں مانا تو گویا کسی کتاب کو بھی نہیں مانا۔

فرمایا: بدوں اطاعت رسول اللہ ﷺ کچھ بھی حاصل نہ ہوگا چاہے کچھ ہی کیوں نہ کرلو۔

فرمایا: آج تک کلام اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا کر سکے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود آپ لیا ہے حالانکہ باقی آسمانی کتب میں لوگوں نے ترمیم واضافہ کرلیا ہے۔

فرمایا: قرآن شریف انسان کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا کافی اور شافی علاج ہے

فرمایا: وہد نطفہ را صورت چوں پری
کہ کر دست بر آب صورت گری
پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس
(اقبال)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ پہچانا جاؤں اور میں نے انسان کو پیدا کیا تاکہ وہ مجھ سے محبت کرے اور میرا عرفان حاصل کرے۔(حدیث قدسی)

22/ اکتوبر 1926ء جمعۃ المبارک

بغرض ادائیگی نماز جمعہ شرقپور شریف پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور قبل از خطبہ فرمایا کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔ **وان تعدو نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ ان اللہ لغفور رحیم۔**

یہ آیت شریف ہم تک کس ذریعہ سے پہنچی۔ اس شاہ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ہم تک پہنچی۔ حضور کا وجود اقدس ہی سراپا رحمت ہے۔

فرمایا: جو شخص اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور پھر کہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیں گے تو یہ اس کی سراسر بے وقوفی ہے۔

فرمایا: اے مسلمان ہوشیار ہو جا، جاگ جا، موت سے پہلے موت کا سامان کر لے تا کہ جان کنی کے وقت راحت ملے۔ بے شک وہ بڑا مشکل وقت ہوگا۔

فرمایا: باپ، چچا، بھائی اگر بے دین ہوں ان کو چھوڑ دو بلکہ گھر کو چھوڑ دو۔ ایسا کون شیر ہے جو اللہ کی راہ میں سب کچھ فدا کر دے۔

فرمایا: جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو حاصل کرنے کے لیے کتنی محنت اور تردد کرنا پڑتا ہے اور جب تک مقصد حاصل نہیں ہوتا چین نہیں آتا مگر افسوس دین کے کاموں میں ہم سخت بے پرواہ اور سست واقع ہوئے ہیں۔ اس کا انجام محشر کے دن معلوم ہوگا۔

فرمایا: ایک جنگ میں تین صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جاں بلب ہوئے۔ شدت پیاس سے روح جدا ہونے کو تھی کہ ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ پانی لائے ایک کو دینا چاہا تو انہوں نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ دوسرے نے تیسرے کی طرف اشارہ کیا حتیٰ کہ تینوں کی روحیں پرواز کر گئیں اس کو کہتے ہیں ''اسلام سے محبت اور اخوت اسلامی''۔

فرمایا: جو کام کرو محض خدا کے واسطے کرو۔ دنیا کی غرض درمیان میں نہ لاؤ۔

فرمایا: مصیبت اور تنگی جان و مال کا نقصان اور دوسری سب مصیبتیں عرش بریں کے خزانوں میں سے خزانے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ شخص صابر شاکر اور راضی برضائے

الٰہی رہے۔

فرمایا: جب گھر میں مصیبت ہو تو حتی الوسع دوسروں کو خبر تک نہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی صفت فرشتوں میں بیان کرتا ہے۔

فرمایا: صابر مرد و زن حضرت ایوب علیہ السلام کی جماعت میں سے ہوں گے جو بلا حساب و کتاب جنت الفردوس میں جائیں گے۔ جب یہ جماعت خداوند قدوس کے رو برو پیش ہوگی تو حکم ہوگا ان کو جلدی بہشت میں لے جاؤ ان سے مجھے حیا آتی ہے۔

فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہیے کہ وہ نیک کاموں کی ترغیب دے اور برے کاموں سے بچنے کی ہدایت کرے۔

فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ وہ کون سا ایسا نیک عمل ہے جسے کر کے میں تیرا مقبول بندہ بن جاؤں۔ حکم ہوا یہ مشکل ہے آپ منتظر رہے مگر کوئی حکم نہ آیا۔ آپ مزید غم زدہ ہوئے اور گریہ و زاری شروع کر دی جس پر حکم ہوا بس یہی مقبول عمل ہے۔

فرمایا: جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہی ملتا ہے خواہ کہاں بھاگتا پھرے اور کچھ ہی کیوں نہ کرتا پھرے۔ جو قسمت میں ہوتا ہے خود بخود انسان تک پہنچ جاتا ہے۔

فرمایا: جو شخص عزیز ترین چیز اللہ کی راہ میں صرف نہ کرے وہ اللہ کی رضا کو کبھی نہیں پا سکتا۔

فرمایا: خود نیک، صالح اور پرہیز گار بنو اور گھر والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ ان کے ساتھ یہی اچھی دوستی اور محبت ہے۔

فرمایا: جب گھر میں لڑکا یا لڑکی، بھائی، بیوی وغیرہ بے نماز ہوں اور گھر کا مالک ان کو نماز کا پابند نہ کرے تو اس سے باز پرس ہوگی۔

فرمایا: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ مجھے دیگر امتوں کی نسبت اپنی امت پر فخر ہے ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تمہارے بداعمال کی وجہ سے مجھے رنج پہنچے اور تم خوار ہو۔

فرمایا: اللہ کی راہ میں اپنی عزیز سے عزیز چیز قربان کرو۔

ہر چہ داری صرف کن در راہ او

لن تنالو البر حتی تنفقوا

بعد نماز عصر جب آپ چلنے لگے تو ایک ملنگ نے جھک کر سلام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہوئے اس کی مالا اتار پھینکی اور فرمایا یہ کوئی مسلمانی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت کتنی اچھی بنائی ہے مگر لوگ اس کو بگاڑ رہے ہیں پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا۔

یا اللہ انگریز کا گرجا گر جائے

دین محمد کا ہر سو بکھر جائے

29/ اکتوبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

بغرض ادائیگی نماز جمعہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ الحمد للہ عین وقت پر مسجد میں پہنچ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے حسب معمول اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد و ستائش بیان کی اور

فرمایا: قوانین الٰہی اور شریعت محمدی کے متعلق ہمیں جو کچھ معلوم ہوا وہ محض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اور برکت سے ہوا۔

فرمایا: علم کیا ہے؟ کسی شخص یا کسی قوم سے پوچھو تو یہی کہیں گے کہ علم کے معنی جاننے کے ہیں اب جاننا تو ہوا مگر یہ خبر نہیں کہ کس کو جاننا۔ صحیح جاننا تو یہ ہے کہ اس خالق کو جانے جس نے انسان کو پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا۔

فرمایا: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل جہانوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوشخبری سنا کر اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے ڈرا کر لوگوں کی اصلاح فرمائیں۔

فرمایا: اب مسلمانوں کی نہ شکلیں ٹھیک رہی ہیں اور نہ ہی لباس درست رہا ہے۔ تو اب کیا کیا جائے خطبہ کس کے سامنے پڑھا جائے۔ جب علم کے معنی جاننا تھا تو انہوں نے پھر کیا جانا۔ (80 سال پہلے کا یہ حال تھا اب کیا حال ہے؟)

فرمایا: آخیر زمانہ میں غرور غالب ہو جائے گا۔

فرمایا: فضول خرچی نہ کرو۔ بیاہ شادی میں پندرہ پندرہ روپیہ کی جوتی پہنتے ہو اور فضول رسومات پر بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہو مگر کوئی منع نہیں کرتا۔

فرمایا: چار بھائی جمع ہو کر بدعت کو نہیں روکتے۔

فرمایا: کچہریوں میں نہ جاؤ جو رقم اس طرح برباد کرتے ہو وہ کسی نیک کام پر خرچ کرو۔ آج کل کچہریوں میں سو جھوٹ کا ایک سچ بناتے ہیں۔ ضد نہ کرو انتقام نہ لو۔ معاف کر دینے میں آخر فائدہ ہوتا ہے۔ ہمسایہ کا خیال رکھو۔

فرمایا: کھانا کھاتے وقت دیکھو کہ رزق حلال سے ہے۔ مشتبہ کھانا نہ کھاؤ۔

فرمایا: نماز کی شکل ہے مگر نظر نہیں آتی جس طرح روح نظر نہیں آتی۔

بعد نماز شہر قصور کی طرف سے آیا ہوا ایک شخص حاضر ہوا۔ کچھ عرض کی اس کے ہمراہ ایک لڑکا بھی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کتنے لڑکے ہیں اس نے عرض کی جی ایک ہی ہے۔ آپ نے فرمایا ایک تو اللہ ہی ہے۔ سبحان اللہ وہ کتنا بابرکت وقت تھا۔

5 رنومبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

شرقپور شریف پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ کی مسجد میں وقت سے پہلے حاضر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد

فرمایا: خوشی، غمی، آرام و مصیبت، صحت و بیماری، گھر میں، سفر میں، کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو۔

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔

فرمایا: جب انسان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو گھبرائے نہ بلکہ خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام پر کس قدر مصیبتیں نازل ہوئی تھیں۔

فرمایا: انگریزی بے معنی کوئی نہیں پڑھتا مگر افسوس قرآن شریف بامعنی کوئی نہیں پڑھتا۔ رسمی پڑھنے سے وہ فائدہ تو نہیں مل سکتا جو سمجھ کر پڑھنے سے مل سکتا ہے۔

فرمایا: نئے کام اور نئی باتیں پھیل رہی ہیں۔ دیگر قومیں اپنے مذاہب پر سختی سے پابند ہیں ہم کو بھی فکر او دھیان کرنا چاہیے۔

فرمایا: نماز کی بے حد تاکید ہے اور نماز ہی ذریعہ نجات ہے۔ ترک نماز میں عذاب بھی بڑا سخت ہے۔

فرمایا: ہر نمازی کا فرض ہے کہ گھر اور باہر نماز پڑھنے کی تاکید کرتا رہے۔

فرمایا: چوہدریوں، نمبرداروں اور عزت داروں کے لیے لازمی ہے کہ وہ دین کی اشاعت میں کوشش کریں۔

فرمایا: حدیث شرف میں آیا ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔

فرمایا: بغداد والی سرکار فرماتی ہے کہ جو کوئی نماز نہ پڑھے اس کا جنازہ نہ پڑھو، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرو۔

فرمایا: روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

فرمایا: نمازی کے لیے لازم ہے کہ وہ دوسروں کو بھی نماز کی طرف بلائے۔

فرمایا: جہاں حرام کام عام ہو جائیں وہاں عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ پہلی امتوں کے اوپر عذاب نازل ہوتے رہے ہیں مگر امت محمد ﷺ مستثنیٰ ہے۔

12 رنومبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد نہایت سوز و درد سے یہ نظم پڑھی۔

اے یار تو غافل نہ ہو۔ اے یار تو غافل نہ ہو

فرمایا: حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اللہ نے مجھے فرمایا ہے کہ اپنی امت کو کہہ دو کہ میری نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو۔

فرمایا: حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عزت صرف دنیا

کے لحاظ سے ہوگی دین کی خاطر نہ ہوگی اس وقت لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہو جائیں گے۔

فرمایا: دنیا عبادت اور خدمت کے واسطے ہے اور آخرت جزا کے واسطے ہے۔

فرمایا: جو شخص تیرے ساتھ جفا کرے تو اس کے ساتھ وفا کر۔

فرمایا: رب کو راضی رکھ تا کہ تیری نجات ہو جائے۔

فرمایا: جو مصیبت میں صبر و شکر کرے وہی سچا مسلمان ہے۔

فرمایا: جس خدا نے انسان کو بنایا ہے وہ ہر دم اس کی نگرانی بھی کرتا ہے۔

بعد نماز جمعہ ایک شخص حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کس واسطے آئے ہو۔ اس نے عرض کی آپ کو ملنے کے واسطے فرمایا جانتے بھی ہو۔ آپ ﷺ کیا ہیں اور کہاں ہیں۔ پھر اس کو اسی وقت رخصت فرما دیا۔ اس جمعہ میں موضع خیر اللہ پور ضلع جالندھر میرے آبائی گاؤں سے جناب مولوی ذکر اللہ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ان کے والد گرامی حضرت مولینا محمد عبد اللہ صاحب مرحوم کا ذکر اس کتاب کے پہلے حصہ (عہد طفولیت) میں آچکا ہے۔

19 نومبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

آپ رحمۃ اللہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا۔ اذان پڑھو حاجی عبد الرحمٰن صاحب نے پڑھی۔ فرمایا

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔

اس آیت شریف کو پڑھ کر اس کی تفسیر و تشریح فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انداز بیان نہایت مؤثر اور دل کش تھا۔ حاضرین دم بخود رہ گئے تھے۔

فرمایا: نبی کریم ﷺ نے جب معاذ بن جبل کو یمن کا خلیفہ بنا کر بھیجا تو ہدایت فرمائی کہ آرام و استراحت میں نہ پڑ جانا۔

فرمایا: روپیہ پیسہ کے ساتھ اتنی محبت نہ کرو اس پر بت ہیں اور بت والی چیز نقصان سے خالی نہیں ہوتی۔ کہیں بت پرست ہی نہ بن جانا۔

فرمایا: اللہ کے ایک بندے کی نماز تہجد قضا ہوگئی تو وہ دن بھر روتا رہا اگلے دن شیطان وقت سے پہلے ہی بیدار کرنے آ گیا۔ اس سے پوچھا ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگا کل جو تو سارا دن روتا رہا تمہیں ثواب ہی ملتا رہا۔ میں نے سوچا یہ کام تو خراب ہو گیا اگر تمہیں تہجد پڑھنے دیتا تو اتنا ہی ثواب ملتا اس لیے آج جگانے آ گیا ہوں۔

فرمایا: آخر زمانہ پانچ نیک باتوں کو انسان بھول جائے گا ان کے عوض پانچ بری باتوں کو اختیار کر لے گا۔

۱۔ آخرت کو بھول جائے گا دنیا کو دوست رکھے گا۔

۲۔ قبر کو بھول جائے گا محلات کو دوست رکھے گا۔

۳۔ حساب کو بھول جاگے گا مال و دولت کو دوست رکھے گا۔

۴۔ خالق کو بھول جائے گا خلقت کو دوست رکھے گا۔

۵۔ رازق کو بھول جائے گا رزق کو دوست رکھے گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمسایہ کے حق میں اس قدر تاکید فرمائی گمان ہوا کہ شاید وہ وارث ہی نہ ہو جائے۔ بیوی کے حقوق کی اتنی تاکید فرمائی کہ خیال ہوا کہ شاید طلاق حرام ہوگئی ہے۔ نماز با جماعت ادا کرنے کی اس قدر تاکید فرمائی کہ شاید بغیر جماعت نماز ہو ہی نہیں سکتی۔ رات کے قیام میں اس قدر تاکید فرمائی کہ شاید سونا حرام ہو گیا۔

فرمایا: ہمیشہ خداوند کریم پر توکل و بھروسہ رکھنا چاہیے۔ جلد ہی اللہ تعالیٰ کوئی دوسرا دروازہ کشادہ فرمادے گا جس کی وجہ سے مسرت اور خوشی عطا ہوگی۔

فرمایا: حضرت نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری کے بغیر اللہ کی رضا کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔

فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور پھر شکر کا شکر ادا کرتے۔

فرمایا: لوگ اکثر ہسپتالوں کی طرف بھاگتے ہیں حالانکہ دیسی علاج معالجہ میں شفا اور آسانی ہوتی ہے۔

فرمایا: قرآن شریف سے شفا اور رحمت ملتی ہے۔ تلاوت میں باادب رہنا ضروری ہے۔ محبت اللہ سے اور نیت نیک عمل کرنے کی ہو۔

فرمایا: جمعۃ المبارک کے موقعہ پر جو سنا جائے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ فرض مثل قرض کے ہیں جب تک قرض ادا نہ ہوگا خلاصی نہیں ہوگی۔

فرمایا: دنیا پہلے تو گھوڑے پر سوار کر لیتی ہے پھر زمین پر پٹک دیتی ہے۔

فرمایا: پہلے لوگ رات کو عبادت کرتے تھے دن کو ڈرتے تھے اب وہ بات کم نظر آتی ہے ہر لحظہ رنگ و بوئے دیگر است۔

فرمایا: نیک آدمی کی روح بوقت وصال خوشی خوشی جاتی ہے۔

فرمایا: ادب سے چلنا، بیٹھنا اور بولنا ضروری ہے اس میں خیر و برکت ہوتی ہے مگر اب مسجدوں میں لوگ ادب کے ساتھ نہیں بیٹھتے حالانکہ مسجد ادب والی جگہ ہے ادب ہی لطف حق ہے۔

فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بار کافی مال آیا۔ آپ نے تمام کا تمام مال اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا۔ لونڈی نے عرض کی گھر کے لیے کچھ نہ رکھا۔ فرمایا پہلے کیوں نہ یاد کرایا۔ سبحان اللہ

فرمایا: حریص نہ بن جو قسمت میں لکھا ہے مل جائے گا۔

اول وہی آخر وہی دلا

ظاہر وہی باطن وہی دلا

بعد فراغت نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ اوپر تشریف لے گئے عصر کی نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود پڑھائی اور بعد میں اپنے گھر تشریف لے گئے۔

26 نومبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

شرقپور شریف آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بروقت تشریف لائے اور حمد و ثنا کے بعد

فرمایا: نبی کریم ﷺ کو جو دین عطا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی پسند کا دین ہے۔

فرمایا: ادب اعلیٰ مراتب کو پہنچا دیتا ہے بے ادب پر شامت پڑتی ہے۔ با ادب با نصیب۔ بے ادب بے نصیب۔

فرمایا: لغویات سے وجود خراب ہو جاتا ہے اور غیر مسلم بادشاہ سے ملک برباد ہو جاتا ہے۔

فرمایا: علماء، فقراء اور امراء تینوں گروہ دین کے محافظ و نگران ہیں۔ اگر امراء اچھے ہوں گے تو لوگوں کی معاشرت خراب نہ ہوگی۔ فقراء اچھے ہوں گے تو لوگوں کی خصلت اچھی ہوگی اور اگر علماء اچھے ہوں گے تو اسلامی قوانین کی پابندی ہوگی۔

فرمایا: جو دنیا کو زیادہ عزیز رکھتا ہے مرتے وقت اس کو زیادہ دکھ ہوگا۔ دنیا چھوٹنے کے غم میں زیادہ عذاب ہوگا۔ جو دنیا کو قید خانہ سمجھے اس کو بوقت موت خوشی اور راحت ہوگی۔

فرمایا: زندگی میں اپنے نفس سے حساب لیتے رہو تاکہ حساب دیتے وقت آسانی رہے۔

فرمایا: یہود و نصاریٰ سے محبت نہ رکھو ان کے طور طریقے نہ اپناؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہ مسلمانوں سے کبھی راضی نہ ہوں گے''۔ (سورہ بقرہ: 120)

17 / دسمبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

17 دسمبر 1926ء بروز جمعہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے حسب معمول حمد و ثناء کے بعد۔

فرمایا: جو کچھ بھی ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں ہے۔

آں ذات خداوند کہ مخفی است بعالم
پیدا و عیاں است بچشمان محمد

(سعدی شیرازی)

فرمایا: بیس سال پہلے جو برکتیں تھیں وہ اب لاہور اور قصور میں بھی نہیں۔ چاولوں میں اب وہ پہلے جیسی خوشبو نہیں رہی۔

فرمایا: آج کل پیر مطلب اور مرید بھوک ہے یعنی پیر سے مرادیں طلب کرتے ہیں اور پیر مرید سے کھانے کو چاہتے ہیں۔

فرمایا: دین میں استراحت نہ چاہیے اس میں رحمت نہیں ہوتی۔

فرمایا: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو پھر اس کی آنکھ کھلتی ہے لیکن اس وقت کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ابھی وقت ہے غافل ہو شاغل یاد مولیٰ میں
پکڑ اللہ کا پلہ پھر دنیا نہ آنا ہے
کسی مولیٰ کے پیارے سے ذرا یہ بات پوچھو
پھر دیکھنا اس میں کیا سِرِّ ربانا ہے

فرمایا: اگر دنیا کا مال اور اولاد خدا کی یاد سے باز رکھے تو یہ کام سخت نقصان دہ ہے۔

فرمایا: خداوند کریم نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ تیرے رب کی قسم جو تیرے فیصلہ پر راضی ہوگا میں بھی اس پر ہی خوش ہوں گا۔

فرمایا: کچہریوں میں جانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

فرمایا: انسان کا وجود ہی اس کا دشمن ہے۔

فرمایا: دین کی اشاعت میں ملامت اٹھانے والا اللہ کے نزدیک پیارا ہے۔

فرمایا: بدشکل نیکوکار خوش شکل بدکار شخص سے بدرجہا بہتر ہے۔

فرمایا: صانع کی قدرت کو دیکھ اس سے نصیحت اور عبرت پکڑ۔

فرمایا: خواہش نفسانی کے مطابق کھانا پینا اور پہننا وغیرہ اصل مقصد سے دور لے جاتا ہے۔

فرمایا: تو اللہ تعالیٰ پر قربان ہو جا وہ تجھ پر جنت نثار کر دے گا۔

24 دسمبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

بفضل خدا آپ کی مسجد میں شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ وقت مقررہ پر تشریف لائے حمد وثنا کے بعد،

فرمایا: اللہ کا واحد ہونا یعنی قل هو الله احد ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے بتایا ہے۔

فرمایا: بجز اطاعت رسول اللہ، اللہ کی محبت ثابت ہو سکتی ہے اور نہ ہی اللہ کی رضا کی امید رکھنی چاہیے۔

فرمایا: ہمہ افعال، اقوال اور معاملات اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوۓ اصولوں کے مطابق ہوں گے تو یہی عین عبادت ہوگی۔

فرمایا: فتنہ وفساد کے زمانہ میں اگر کوئی شخص سنت نبوی پر قائم رہے گا تو اسے سو شہداء کے برابر ثواب ملے گا۔

فرمایا: ممنوع افعال کی پیروی لوگ ایسے کرتے ہیں جیسے پانی نچلی سطح کی طرف جاتا ہے۔

فرمایا: سائل کے سوال کرنے سے پہلے ہی سوال پورا کر دینا چاہیے تا کہ سوال کرنے کی رسم ہی اٹھ جائے۔

فرمایا: تن آسانی اور آسائش طلبی بالآخر تباہی کا باعث ہوں گی۔

فرمایا: اب ظاہری شکلیں خلاف شریعت بننے لگ گئی ہیں۔

فرمایا: معمولی چیزیں یعنی جوتی، پگڑی وغیرہ اگر دستیاب نہ ہوں تو فکر اور تردد ہوتا ہے۔ ان کے بغیر بھی گزارہ مشکل ہے مگر دین سارے کا سارا چھوڑ کر بھی کسی کو فکر نہیں ہوتی۔ یہ سب قسمت کے مارے ہیں۔

فرمایا: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا، حضور پرنور ﷺ نے ہمیں ہر اعلیٰ سے اعلیٰ نصائح اور معمولی سے معمولی عیب کے بارے میں بھی آگاہ کر دیا ہے۔

فرمایا: مرنے کے بعد سوال ہوگا اچھا لباس پہن کر جسم کو سنوار کر آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی شکل فخریہ دیکھتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔ اے انسان کبھی تو نے اپنے دل کو بھی ایسے ہی آراستہ پیراستہ کیا تھا؟ کبھی موت کو بھی یاد کیا تھا؟ کبھی قبر کی فکر بھی کی تھی؟

فرمایا: حساب کے وقت کا بھی کبھی فکر کیا ہے۔ یعنی زندگی میں اپنے اعمال اور معاملات کو درست کرنے کی سعی کی ہے۔

فرمایا: انگریزی لباس میں جو برہنگی آگئی ہے اس سے گھر والے بھی شرم نہیں کرتے

فرمایا: اولاد کو نیک تعلیم دو غیروں کی تعلیم نہ دو۔

فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرنا چاہیے اس میں خیر و برکت ہے۔ عورتیں چکی پیس لیا کریں اور مرد چاول چھڑ لیا کریں۔ مشین وغیرہ پر کوئی نہ جائے۔

فرمایا: مایم پر گناہ تو دریائے رحمتی
جائے کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما
دیدۂ بینا ہو ہر اک موئے تن
محو تجلی رہے روح و بدن

31/دسمبر 1926ء بروز جمعۃ المبارک

شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ بروقت تشریف لائے۔ حمد وثنا کے بعد

فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو حضور نبی کریم ﷺ کا نور مبارک ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو کبھی کن نہ کہتے۔

گر نہ بودے ذات پاکت را وجود
کن نگفتے خالق ارض و سما

فرمایا: بنا ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے
نہ آدم نہ فرشتہ تھا نہ تھا ظاہر خدا پہلے

فرمایا: جو سنت نبوی پر قائم رہے گا بڑا درجہ پائے گا۔

فرمایا: جو اللہ کریم کو حاضر و ناظر نہ جانے وہ کافر ہے۔

فرمایا: تیرا بھی عجب حال ہے بظاہر تو تو مسلمانی کے دعوے کرتا ہے مگر اندر نفاق سے پر ہے۔

فرمایا: نیک آدمی سے اس طرح محبت کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں سے محبت کرتا ہے۔

فرمایا: نفسانی خواہشات کی اندھادھند پیروی کرنے والے حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔

فرمایا: زندگی میں سادگی چاہیے۔ پہلا زمانہ بڑا اچھا تھا۔ چکی کی جگہ مشین نے لے لی ہے۔ لکڑی کے کنویں حمد وثنا کرتے تھے ان کی جگہ لوہے نے لے لی۔ پیدل چلتے تھے ہر قدم پر اللہ کہتے تھے مگر اب موٹریں آگئی ہیں۔ افسوس ہم غور نہیں کرتے۔

فرمایا: کلمہ شریف ہی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا ہے اسی میں زندگی اور اسی میں حشر ہے۔ جس کو اس کے اسرار و رموز مل گئے وہی کامیاب ہوا۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ۔ نہیں کوئی معبود و مقصود میرا بجز اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

فرمایا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتا ہے۔

21 / جنوری 1927ء بروز جمعۃ المبارک

- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے حسب معمول حمد وثنا کے بعد:۔

فرمایا: قرآن شریف مسلمانوں کیلئے نعمت عظمیٰ ہے۔ یہ ہدایت رحمت اور شفا ہے۔

فرمایا: خلقت کے پیچھے نہ بھاگو، خالق کی طرف رجوع کرو، کلمہ شریف کے اقرار اور تصدیق تب ظاہر ہوگی جب کہ وجود پر اثر ظاہر ہو اور سنت نبوی کا نمونہ نظر آئے۔

فرمایا: اگر زبانی ہی ایمان لانا ہوتا تو کافر و منافق سب بخشے جاتے۔

فرمایا: ایک عادت بد کا ترک کرنا کئی سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جب کہ لوگ سونے چاندی اور عورتوں کو کعبہ تصور کر کے گمراہ ہوں گے۔

فرمایا: کسی کی عزت کا معیار اس کے مال و دولت کی فراوانی میں نہیں کیونکہ مال و زر تو کافروں کے پاس بھی بہت تھا۔

فرمایا: آج کل لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہیں مکر اور دغا کرتے پھرتے ہیں۔ یادرکھو! عادات پر ہی حشر ہوگا۔

یکم اپریل 1927ء بروز جمعۃ المبارک

شرقپور شریف حاضر ہوا۔ یہ جمعہ رمضان المبارک میں جمعۃ الوداع تھا۔ اجتماع کثیر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حمد وثنا کے بعد:۔

فرمایا: ایک روز حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت فرمایا کہ ایمان کس کا عجیب ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی فرشتوں کا، پھر عرض کی نبیوں کا، تیسری دفعہ عرض کی آپ کے صحابہ کا کیونکہ یہ آپ ﷺ کے درمیان ہیں۔ فرمایا ان میں سے کسی ایک کا ایمان بھی مکمل کے درجہ میں نہیں بلکہ زمانہ کے اخیر میں بسنے والے ایسے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کریں گے ان کو یہ درجہ نصیب ہوگا۔

فرمایا: جو اللہ کریم کے ذکر میں مشغول رہتا ہے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتا۔

ہے اول وہی آخر وہی دِلا — ہے ظاہر وہی باطن وہی دِلا

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل رمضان المبارک اور مسائل عید الفطر تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے۔

22/اپریل 1927ء بروز جمعۃ المبارک

شرقپور شریف پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ پہلے حسب دستور حمد وثنا عجب انداز اور ذوق وشوق سے بیان فرمائی بعد میں

فرمایا: قرآن شریف کو بغور پڑھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے حد تاکید فرمائی۔

فرمایا: نفس ہر دو اعمال نیک و بد کو پسند کرتا ہے مگر بدی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ نفس کو قابوں میں رکھے اور سرکش نہ ہونے دے ورنہ یہ اس کو درندے کی طرح چیر پھاڑ دے گا۔

فرمایا: سوتے وقت دن بھر کے اعمال کا حساب کر لینا چاہیے کہ آج کون سے نیک اور کون سے بد اعمال کیے پھر نیک کاموں پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے اور برے کاموں کے لیے توبہ استغفار کرنا چاہیے۔

فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

فرمایا: ہر نعمت اور ہر عضو کے متعلق حساب دینا پڑے گا۔

فرمایا: رزق حلال کھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب اللہ کریم رازق ہیں تو پھر حرام رزق کی تلاش کیوں کی جائے؟

فرمایا: تین جمعے متواتر چھوڑنے والے کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔

فرمایا: کسی کی عزت اس کی دنیا داری دیکھ کر نہیں کرنی چاہیے۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت صدق دل سے کرنی چاہیے۔

15 رمئی 1927ء

آج بروز اتوار 15 مئی 1927ء کو شرف قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بالا خانہ میں طلب فرمایا۔ کمال مہربانی فرمائی۔ آپ کی شفقت اور پیار سے ایک عجیب کیفیت طاری رہی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسم ذات اور درود شریف کی اجازت آپ کو دی جا چکی ہے اس میں استقامت اور غور چاہیے۔ درود شریف چاہو تو زیادہ کرلو۔ تفسیر قادری پڑھنے کی ہدایت بھی فرمائی۔

3/جون 1927ء بروز جمعة المبارک

شرف زیارت نصیب ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ حمد وثنا کے بعد:۔

فرمایا: قیامت کے دن ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائے گا۔

فرمایا: جس کی طرف رب اس کی طرف سب۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا کی ہر چیز کو آگاہ کر دیتے ہیں کہ فلاں میرا بندہ ہے اس کی تعظیم کرو۔

فرمایا: ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے کہ دین کی حفاظت اور نگرانی کرے۔

10/جون 1927ء بروز جمعة المبارک

خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا پتا ہمیں حضور نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے۔

فرمایا: انسان کو دل سے صابر اور زبان سے شاکر ہونا چاہیے۔

فرمایا: جب راحت ہو تو الحمدللہ پڑھے اور جب پریشانی ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھے۔

فرمایا: معراج شریف کے موقعہ پر حضور پرنور ﷺ نے آسمانوں میں ایک نورانی چہرے والے بندے کو دیکھ کر پوچھا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ وہ بندہ ہے جس کے دل میں ہر وقت اللہ، اللہ، اللہ اسم ذات جاری رہتا تھا۔

فرمایا: جو شخص زندگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا مرنے کے بعد خدا اس کو یاد رکھے گا۔ اولیائے کرام اور بزرگان دین کے مزارات اس بات کے گواہ ہیں کہ ان کے مزارات پر ہر ساعت لوگ ذکر واذکار کے لیے آتے جاتے ہیں۔

فرمایا: جو بندوں کی مجلس میں یاد کرے گا اللہ کریم اس کو فرشتوں کی مجلس میں یاد

کرے گا۔ جو تنہائی میں یاد کرے گا جو اطاعت کاملہ اور شوق تمام سے یاد کرے گا اللہ اس کو عرش بریں پر یاد کرے گا۔ جو مجاہدہ سے یاد کرے گا اللہ اسے مشاہدہ میں یاد کرے گا۔

فرمایا: الحب لله والبغض لله کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیے۔

فرمایا: سنت کی پابندی کے لیے قرآن شریف میں بڑی تاکید آئی ہے خواہ انسان جل جائے مگر تارک سنت نہ ہو۔

22/جولائی 1927ء بروز جمعۃ المبارک

حاضر خدمت اقدس ہوا۔ آج والد محترم (1) بھی ساتھ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حمد وثنا کے بعد

فرمایا: جہان والو! حضرت محمد ﷺ کا وجود مبارک عین رحمت ہے۔

شد وجودش رحمۃ للعالمین
مسجد اوشد ہمہ روئے زمین
سید الکونین ختم المرسلین
آخر آمد لیک فخر الاولین

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب بھید ہیں۔ ہوا کیا ہے؟ پانی کیا چیز ہے؟ بادل کیا ہیں؟ اور روح کیا چیز ہے؟ ان امور میں تدبر وتفکر چاہیے۔

31/جولائی 1927ء

آج مورخہ 31 جولائی 1927ء کو محض شرف قدم بوسی حاصل کرنے کی نیت سے در اقدس پر حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے پناہ شفقت کے ساتھ توجہ قلبی فرمائی۔ آپ کے پاس حاضر ہو کر یک گونہ مسرت وراحت نصیب ہوتی ہے جس کا اندازہ لگانا ممکنات میں سے نہیں ہے۔ تفسیر قادری کے متعلق تاکید فرمائی۔ عرض کی آج کل دستیاب نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہی مشکل بات ہے اگر ہمارے پاس زائد ہوتی تو تجھے دے دیتے۔

1۔ مؤلف کے دادا جان میاں خیر محمد مرحوم۔

اسی دوران ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی میرا بیٹا نہیں ''لبھد ا'' (ملتا) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''مینوں (مجھے) رب نہیں لبھد ا'' (ملتا)۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ بعد نماز ظہر پھر حاضر ہوا۔ فرمایا دل تمہارے پاس ہے زندگی کو غنیمت جانو اب اجازت ہے جا سکتے ہو۔

گر بر تن من زباں شود ہر مو
احسان ترا شمار نتوا نم کرو

''اگر جس کا ہر بال بن کر شکر ادا کرے تو پھر بھی تیرے احسانات کا حق ادا کرنا ناممکن ہے''۔

3/اکتوبر 1927ء

3/اکتوبر 1927ء کو محض آپ کی زیارت کے لیے خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کئی مرید حلقہ باندھے حاضر تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر بندہ کو بالا خانہ میں طلب فرمایا اور آپ نے کمال محبت فرمائی اور فرمایا طبیعت اچھی ہے زیادہ ہمت کی ضرورت ہے۔ الحمدللہ

اونچے ہیں تخیل سے محبت کے مقامات
آسکتی نہیں لکھنے میں کیفیت حالات

18/نومبر 1927ء بروز جمعۃ المبارک

18 نومبر 1927ء بروز جمعہ برائے ادائیگی نماز جمعہ و زیارت قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ بعد حمد و ثنا

فرمایا: تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ ❶ خوف، واتقوا اللّٰہ ❷ امید، لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ❸ محبت، والذین امنوا اشد حبا للّٰہ۔

فرمایا: ایمان امید اور خوف کے مابین ہوتا ہے۔

16/دسمبر 1927ء بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ وقت مقررہ پر تشریف لائے اور

بعد حمد و ثنا:۔

فرمایا: مخلوق کو پیدا کیا اسے موت و حیات دی اس لیے کہ آزمائش ہو جائے۔ کون اعمال حسنہ و صالح کرتا ہے اور کون بد اعمال کا مرتکب ہوتا ہے۔ خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبث پیدا نہیں کیا۔ اس کو طرح طرح سے آزمایا جائے گا۔

فرمایا: نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری دراصل اللہ تعالیٰ کی ہی فرمانبرداری ہے۔

فرمایا: کافر دل سے مانتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ منافق زبان سے کہتے تھے لیکن دل سے منکر تھے مگر مسلمان وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے تصدیق اور اقرار کرے کہ محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔

فرمایا: ہر حال میں چاہے گرمی ہو یا سردی۔ بیماری ہو یا تندرستی، سفر ہو یا حضر، سختی ہو یا نرمی اللہ کریم کو یاد کرتے رہنا چاہیے۔ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا و علی جنوبکم۔

فرمایا: کافروں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ انہوں نے پوچھا اللہ کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا لیس کمثلہ شیئی یعنی اس کی مثل مثال ہی کوئی نہیں ہے۔

فرمایا: حساب تو ذرہ ذرہ کا ہوگا چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اَحْسَنِ تَقْوِیْم کے درجہ میں پیدا فرمایا ہے اور خلافت کی خلعت پہنائی ہے اور لباس تقویٰ عطا فرمایا ہے اور ظاہری لباس زینت و زیبائش کے لیے بھی عطا فرمایا ہے۔

فرمایا: سچی توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔

فرمایا: اب وقت ہے مرنے سے پہلے نیک اعمال کر کے اللہ کریم کو راضی کر سکتے ہو۔

فرمایا: در لباس احمدی نور احد
واسطہ شد خلق را بہر رشد

فرمایا: آں ذات خداوند مخفی است بعالم
عیاں است بچشمان محمد

فرمایا: ہو اس کی ذات میں فنا کہ تو نہ رہے
تیری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

فرمایا: نماز فحش عادات وحرکات سے بچاتی ہے۔

فرمایا: ناامیدی بھی کفر ہے۔

فرمایا: مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو اپنے سے زیادہ عزیز رکھے۔

فرمایا: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

فرمایا: جب بادشاہ ظالم ہوگا تو انسانوں کے اعمال بگڑ جائیں گے پھر بارش نہیں آئے گی۔

فرمایا: کچھ پتا بھی ہے کہ اسلام کتنی مشکلات ومصائب کے بعد پھیلا ہے۔

فرمایا: حلال کا رزق نیکی کی طرف کشاں کشاں لے جاتا ہے اور حرام بدکاری کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔

فرمایا: جس نے تجھے پیدا کیا اسی کے ہو رہو۔

آں کہ ترا شناسد جاں راچہ کند فرزندوزن ومال راچہ کند

فرمایا: جس نے اس کو ایک بار پالیا پھر تا زیست نہ بھلایا۔

فرمایا: موت اچانک آئے گی۔ تیری تمام کی تمام امیدیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

فرمایا: اب تعلیم دینی مدارس کی بجائے دنیوی مدارس میں دی جانے لگی ہے جگہ جگہ مدرسے کھل گئے ہیں جو حکومت کی طرف سے محض دنیوی نمود ونمائش ہے۔ تعلیم سے علم دین مراد ہے جو ادب وآداب سکھاتا ہے مگر اب ادب کا جنازہ نکلا چاہتا ہے۔ کریما کے یہ

اشعار پڑھے۔

کریما بہ بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش وبس
نگہ دار مارا ز راہ خطا
خطا در گذار و صوابم نما

30/دسمبر 1927ء بروز جمعۃ المبارک

مولوی نواب الدین اور بندہ نے شرقپور شریف میں یہ جمعہ پڑھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حمد وثنا کے بعد:۔

فرمایا: اس اللہ کا پتا جو بے مثل ہے بے مثال ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ روحی وقلبی کا ارشاد ہے خیر الامور اوسطھا کو اپناؤ۔

فرمایا: بیوی اور اولاد ایک طرح سے رحمت ہیں اور ایک طرح سے زحمت ہیں۔ یعنی جب دین میں فائدہ ہو تو رحمت اور اگر دین سے روکے تو زحمت۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہوسکتا چاہے جسم کا ہر بال بال ہی شکر کیوں نہ ادا کرتا رہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی زمین وآسمان بنانے والا ہے اور پانی (منی کی ایک بوند) سے کتنی پیاری پیاری صورتیں تخلیق کرتا ہے۔

فلک یک نقطہ کلک کمال است
جہاں یک غنچۂ حسن جمال است

فرمایا: ہر دن نیا اور ہر رات نئی جانو یعنی زندگی کو غنیمت جان کر عبادت کرو۔ کیا خبر

اگلا دن یا اگلی رات آئے نہ آئے۔

فرمایا: جس چیز سے جتنی زیادہ محبت ہوتی ہے اس کی جدائی سے رنج بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔

فرمایا: حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ اور فرعون ملعون دونوں نے اپنے آپ کو رب کہا تھا مگر دونوں میں فرق تھا ایک جذب کی حالت میں کہتا تھا اور دوسرا تکبر کی حالت میں۔

فرمایا: بدوں اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے محبت بے معنی ہے۔

فرمایا: قرآن شریف رسمی پڑھنے کی بجائے ترجمہ کے ساتھ سوچ سمجھ کر اور غور و تدبر کر کے پڑھنے میں زیادہ نفع ہے۔

فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا آپ بھی ظاہر نہ کرتے۔

فرمایا: انسان کو بیماری اور مصیبت اتنی ہی پہنچتی ہے جتنی کہ انسانی طاقت اس کو برداشت کر سکے۔

فرمایا: لاہور والے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی عجیب ہستی ہیں۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

فرمایا: کسی کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے خواہ گھر کا کوئی فرد ہو یا باہر سے کوئی ہو۔ یہاں تک کہ گاؤں کے کسی سانسی (1) کو بھی دکھ نہیں پہنچانا چاہیے۔

فرمایا: مسلمانوں کی ہر طرح سے مدد کرنی چاہیے۔

بعد نماز جمعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر حسب معمول وعظ فرمایا اس وقت آپ کا خادم خاص جناب دین محمد صاحب مٹی کا ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا لیے کھڑا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانی بطریق سنت نوش جان فرمایا۔ ہدایت و رشد کا یہ سلسلہ پونے چار بجے تک قائم

1۔ دنیوی لحاظ سے ایک نیچ قوم۔

رہا۔ بعدازاں آپ مسجد کے اوپر تشریف لے گئے۔

8/جنوری 1928ء

آج بروز اتوار مورخہ 8 جنوری 1928ء بغرض زیارت وحصول فیض آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بصد عجز و نیاز حاضر ہوا۔ الحمدللہ زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ کچھ عقیدت مند پہلے بیٹھے تھے۔ آپ نے ایک سے فرمایا کلمہ شریف سناؤ۔ اس نے سنایا آپ نے فرمایا معنی بتاؤ عرض کی معنی نہیں آتے۔ پھر دوسرے سے پوچھا اس نے کلمہ شریف بھی سنایا اور معنی بھی سنائے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نہیں کوئی معبود یعنی عبادت کے لائق مگر صرف ایک اللہ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں۔ معنی سن کر آپ خوش ہوئے فرمایا شکر ہے تو نے کچھ تو بتا دیا۔ بعد میں آپ اوپر تشریف لے گئے۔ بعد نماز ظہر پھر حاضر ہوا آپ نے فرمایا جانا ہے یا رہنا ہے۔ عرض کی جانا ہے فرمایا اچھا جاؤ دیر ہو رہی ہے۔ یہی دل تیرے پاس ہے۔ موت سے پہلے کچھ کرنا ضروری ہے۔ اللہ کریم توفیق عطا فرمائیں۔ امید ہے پھر انشاء اللہ العزیز دوبارہ جلدی حاضری نصیب ہوگی۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر پادشاہوں کے خزینوں میں

28/جنوری 1928ء بروز جمعۃ المبارک

بہ ہمراہی جناب مولوی نواب الدین صاحب مڑھ بھنگواں بہ نیت ادائیگی نماز جمعہ روانہ ہوئے۔

نہ تخت و تاج میں نہ لشکروں و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

اس روز سرد ہوائیں چل رہی تھیں۔ بوندا باندی جاری تھی۔ عین روانگی کے وقت بارش تیز ہوگئی باوجود اس کے کہ موسم نہایت خراب تھا بظاہر سفر پر روانہ ہونا ناممکن تھا مگر ارادہ ہر دو

کا ہرگز متزلزل نہ ہوا۔

نہ مجھ کو جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

ان حالات میں بھی وقت سے ایک گھنٹہ پہلے مسجد شریف میں پہنچ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وقت مقررہ پر تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد:۔

فرمایا: اس وحدہ لاشریک کا پتا حضور نبی کریم ﷺ نے بذریعہ سورہ اخلاص دیا۔

فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری سنانے والے اور ڈر بتانے والے بن کر دنیا میں تشریف لائے۔

فرمایا: ایک ممنوع عادت کا ترک کر دینا کئی سال کی بے ریا عبادت سے افضل ہے۔

فرمایا: بیوہ، یتیم، ہمسایہ اور غریب کا خیال رکھنا چاہیے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا کہ تیری امت کے علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہمت رکھنے والے بنا دیے ہیں۔

فرمایا: دینی علم پڑھ کر دین کی ہدایت کرنی چاہیے لوگوں کو بری باتوں سے روکنا اور نیک باتوں پر عمل کرانا چاہیے۔

فرمایا: دنیا کا غم نہ کر بلکہ عقبیٰ کا غم کھا۔ دنیا غم خانہ ہے اور عقبیٰ جائے سرور۔

فرمایا:

دریں غم خانہ کثرت چرا باشم چرا باشم
کہ من در گلشن وحدت پریدن آرزو دارم

فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو کہ اپنی ہستی کو بالکل بھول جاؤ۔

12 رفروری 1928ء

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ کشش کے زیر اثر بے اختیار آپ کی قدم بوسی کے لیے شرقپور شریف حاضر ہوا۔

یار سجن دی پاک زمینے قدم رکھیں شرماویں
قدم قدم تے دل سجدے عشقوں کردا جاویں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار کے ساتھ ہی سکھ اور چین نصیب ہوا۔ خاکسار کی طرف پیار سے بھری نظر ڈالی۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ بس میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ عاصی کے دل پر ہاتھ مبارک رکھا تو یہ فوراً اس حالت میں منتقل ہو گیا جس حالت میں اسے ہونا چاہیے تھا۔

تحریر میں اسرار کی باتیں نہیں آتیں
اور قید میں احرار کی باتیں نہیں آتیں

فرمایا: جاسکتے ہو تو جاؤ ورنہ صبح چلے جانا۔ اجازت لے کر اسی وقت چلا پندرہ میل کا پیدل راستہ طے کرتا ہوا رات دس بجے بخیریت تمام گھر پہنچ گیا۔

17 رفروری 1928ء بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ کشاں کشاں شرق پور شریف پہنچا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دید کو دیدے ترس گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ سبحان اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا آنا بھی کیا آنا تھا قطار اندر قطار قدم بہ قدم کس شان سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد ہوتی تھی۔ کیفیت نوک قلم پر نہیں لائی جا سکتی بلکہ محسوس ہی کی جا سکتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پروانے جاں نثاری کے عالم میں محو تماشائے دیدار شیخ تھے۔ مسجد میں سکوت کامل تھا۔ یہ سب حالت محض آپ کی توجہ خاص کے سبب تھی۔ آپ اپنی جگہ پر تشریف فرما ہوئے۔ مؤذن نے دوسری اذان نہایت سوز و گداز سے پڑھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حمد و ثناء کے بعد:۔

فرمایا: جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ حضرت محمد ﷺ کی وساطت سے پہنچا ہے۔ اس لیے حضور کی اطاعت ہی میں اللہ کی اطاعت ہے اور اسی میں سب کی نجات ہے۔

فرمایا: پہلے گھر کی بڑی بوڑھیاں بال بچوں کا دیسی علاج کرتی تھیں اس میں شفا اور برکت تھی اب اگر کسی کی مرغی بیمار ہو جائے تو وہ بھی ہسپتال کو دوڑتا ہے۔

فرمایا: سوتے وقت پانچ مرتبہ اعوذ، پانچ مرتبہ بسم اللہ اور تین مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر سونا چاہیے۔

فرمایا: جو کھایا سو گوایا، جو جوڑا سو بوڑا جو دیا سو لیا۔

فرمایا: اپنی جان اپنے ہی جسم سے نکلتی ہے بیٹی کی جان ماں کے جسم سے نہیں نکلتی۔

فرمایا: ہمسایہ سے حتی الوسع نیک سلوک کرو اور کوئی قابل استعمال چیز مانگے تو انکار نہ کرو۔

فرمایا: اول تو قرض لینا ہی نہیں چاہیے اور اگر لے لو تو بخوشی ادا کرو۔

فرمایا: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ آخر زمانے میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہو جائیں گے۔

فرمایا: مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ہر قیمتی چیز سے بڑھ کر محبت کرنی چاہیے

فرمایا: جو دنیا میں قناعت کرے گا قیامت کے دن اس کو اجر عظیم ملے گا۔

فرمایا: جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے تھوڑے دیے ہوئے پر خوش رہے گا اللہ کریم قیامت کے دن اس کو اس کی تھوڑی نیکی پر ہی خوش ہوگا۔

فرمایا: سچ بات کہنے سے ہرگز نہ ڈر۔ جتنی عمر ازل سے لکھی جا چکی ہے اس سے کم و بیش نہیں ہوگی اسی طرح رزق کا بھی وہی ضامن ہے۔

فرمایا: انسان اپنے جسم کے بدلے اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوتا رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے جسم پر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔

فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں جب یہ برائیاں عام ہو جائیں گی تو عذاب نازل ہوگا۔

1. غنیمت کو مال جانیں گے۔
2. امانت میں خیانت کریں گے۔
3. زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھیں گے۔
4. ماں کے نافرمان ہوں گے۔

۵ عورتوں کے غلام ہوں گے۔
۶ دوست پر احسان جتائیں گے۔
۷ باپ سے گستاخی کریں گے۔
۸ شراب نوشی عام ہوگی۔
۹ مرد ریشم پہنیں گے۔
۱۰ گھر گھر گانے کا سامان ہوگا۔
۱۱ عورتیں سرکش ہوں گی۔
۱۲ جوان بدکردار ہوں گے۔
۱۳ بے حیائی عام ہوگی۔
۱۴ سونا چاندی دین وایمان ہوگا۔
۱۵ نیکی کی ہدایت کوئی نہ کرے گا۔
۱۶ بدی سے کوئی روکے گا نہیں۔
۱۷ قرآن شریف کو چھوڑ دیں گے۔
۱۸ وفا اور انس نہ رہے گی۔
۱۹ نیک بندوں کی کوئی پیش نہ چلے گی۔
۲۰ یہود ونصاری کے قدم بہ قدم چلیں گے۔
۲۱ لوگ پیٹ کے دھندوں میں رات دن غرق ہوں گے۔
۲۲ جس سے بھلائی کی جائے گی وہی فریب کاری کرے گا۔

فرمایا: ایمان اور اسلام مل کر دین بنا ہے۔ دین باطن کو صاف رکھتا ہے۔ اسلام ظاہری شکل کو درست رکھتا ہے اور افعال واقوال کی اصلاح کرتا ہے۔

فرمایا: بڑے بڑے نام رکھتے ہیں۔ حفیظ اللہ، کلیم اللہ مگر عمل دیکھو تو سب الٹ پلٹ ہیں۔

قرآن شریف کا ہر نقطہ، زیر، زبر، پیش اپنی اپنی جگہ پر جامع ہے۔ ایک زمانہ آئے گا کہ قرآن شریف رسمی طور پر پڑھا اور پڑھایا جائے گا۔ مرد وعورت پڑھنے والے زیادہ ہوں گے لیکن عمل نہیں ہوگا۔ مسجدیں زیادہ ہوں گی مگر نمازی کم ہوں گے۔ علمائے کے قدموں سے فتنے اٹھ کر جہاں میں پھیلیں گے۔

فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ نیکی سے روکے جاؤ گے اور بدی کو رواج دیا جائے گا۔ اس وقت بردبار بندہ بھی حیران رہ جائے گا۔

فرمایا: جمعہ کے دن شیاطین کثرت سے گردش کرتے ہیں اور جمعہ کی تیاری اور نماز

جمعہ پڑھنے سے روکنے کی بے حد کوشش کرتے ہیں۔

فرمایا: نبی کریم ﷺ کا دین اس قدر سچا ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے سب سچے دینوں کو بھی منسوخ کر دیا تو بھلا جھوٹے دینوں کی کیا حیثیت تھی۔

فرمایا: رسول اللہ ﷺ انسانوں کے علاوہ جنوں کے بھی رسول ہیں۔

فرمایا: آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضرت محمد ﷺ فرشتوں کے رسول تھے۔

فرمایا: گرنبودے ذات پاکت را وجود
کن نگفتے خالق ارض و سما

فرمایا: جو شخص صبح اٹھتے ہی دنیوی کاموں میں پڑ جائے گا اس سے خدا راضی نہیں ہوتا۔

فرمایا: خدایا! بہ رحمت ببیں سوئے ما
کہ فردا نہ گردد خجل روئے ما

فرمایا: کھانا کھاتے وقت یہ دیکھ کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔ ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیا کرو۔

فرمایا: ارشاد نبی کریم ﷺ ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ نیکی کر کے تصور کریں گے کہ بس مقبول ہوگئی۔ توبہ کے لیے کہیں گے کہ ابھی کافی عمر پڑی ہے۔

فرمایا: تمام پیغمبر علیہم السلام عادات درست کرنے کے لیے مبعوث ہوئے کیونکہ قیامت کے دن فیصلہ عادات پر ہوگا اس لیے عادت کو درست کرنا اشد ضروری ہے۔

23/مارچ 1928ء بروز جمعۃ المبارک

23 مارچ بمطابق 30 رمضان المبارک برائے ادائیگی جمعہ حاضر ہوا۔ یہ آخری جمعہ ماہ رمضان المبارک کا تھا۔ بدیں وجہ خلقت کا اجتماع کثیر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد:۔

فرمایا: وہ اللہ ہی ہے جس نے دین حق کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث

فرمایا۔حضور ﷺ کی خاطر ایجادات عالم ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ دین اسلام کو سب پر غالب رکھیں گے۔

فرمایا: اگر نبی کریم ﷺ راضی ہیں تو رب العالمین بھی راضی ہے۔

فرمایا: پچھلے زمانے کے چور بھی غیرت مند ہوتے تھے۔غریب اور ضعیف کو تنگ نہ کرتے تھے۔اپنے ہمسایہ اور گاؤں میں چوری نہ کرتے تھے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سوز و گداز اور درد بھرے دل کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔

فرمایا: ہر کام کے لیے محنت کی ضرورت ہوتی ہے بغیر محنت کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

فرمایا: خشک بیج کو اگانا پھر اس سے پھل اور پھول پیدا کرنا اسی مالک الملک کا کام ہے۔

فرمایا: دنیا ایک طرح تو بہت اچھی ہے چونکہ اسی دنیا میں تمام پیغمبر علیہم السلام تشریف لائے اور اسی میں سردار انبیاء حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔

فرمایا: پہلے رسالت بعد توحید۔اگر رسالت کے تابع نہ ہوگا تو توحید سے دور ہو جائے گا۔

فرمایا: اب پیری مریدی بھی ٹھگ بازی بن گئی ہے۔

فرمایا: شادی صرف دودھ کے پیالہ سے بھی ہو سکتی ہے پھر اتنی فضول خرچی کیوں؟

فرمایا: سرود سننا کوئی جائز تو نہیں۔سرود میں کیا ہوتا ہے۔ویسے ہی ہر ساعت کے ساتھ اللہ کو یاد رکھے اور دل میں نقش کر لے۔

فرمایا: بادشاہ اپنی جگہ مگر اسلام کو چھوڑ کر اس کی پیروی مت کرو کیونکہ تم یہود و نصاری ہو جاؤ گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔

فرمایا: انگریز کی ساختہ چیزوں سے پرہیز چاہیے۔دیسی اشیاء کی طرف رغبت پیدا کرو اس میں برکت ہوگی۔فی زمانہ لوگ بیرونی ممالک کی چیزوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور ملکی اشیاء کی قدر نہیں کی جاتی۔(اعلیٰ حضرت نے ملکی اشیاء کی اہمیت جتائی ہے)

فرمایا: تلوار ہاتھ میں ہوتو منکران سنت کی گردن ماردی جائے۔

فرمایا: نیک کام کرنے والے اور نیکی کی تلقین کرنے والے کو مرتبہ عظیم ملے گا۔

فرمایا: ترک دنیا سے یہ مراد نہیں کہ جنگل میں چلے جاؤ بلکہ ہتھ کار دے دل یار دے۔ ہر سانس کے ساتھ اس کی یاد ہو، اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ اللہ ہو۔

فرمایا: ارشاد نبوی ہے جو شخص نیک وسائل سے روزی کما کر بال بچوں کا پیٹ حلال طریقے سے پالتا ہے اس کو مثل خیرات کے ثواب ملے گا۔

فرمایا: صف بندی کا خیال رکھنا چاہیے اس بارے میں تاکیدی حکم ہے۔

فرمایا: ضرورت مند مسلمانوں کی ہر طرح سے امداد کرنی چاہیے تا کہ یہ غیر مسلمانوں کی طرف رجوع نہ کریں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بجے وعظ شریف شروع کیا اور اڑھائی گھنٹہ نہایت جوش سے مواعظ حسنہ بیان فرمائے۔ اتنی دیر وعظ فرمانا کچھ آسان کام نہیں۔ عام عالم اتنی دیر وعظ نہیں کرسکتا۔ یہ محض روحانی طاقت کا کمال تھا۔

6/اپریل 1928ء بروز جمعۃ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ وزیارت شیخ کامل شرقپوری شریف حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مکان شریف تشریف لے جا چکے تھے۔ لہٰذا آج کا جمعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیارے بھائی حضرت میاں غلام اللہ صاحب نے پڑھایا۔ آپ نے بھی کمال کر دیا۔ حاضرین کا خیال تھا کہ ابھی ابتدائی زمانہ ہے شاید کوئی بات نہ بنے مگر آپ نے کمال ہمت اور خداداد قابلیت کی وجہ سے نہایت پرتاثیر وعظ شریف فرما کر حاضرین کو گرویدہ کرلیا۔ حمد وثنا کے بعد سورہ کوثر کی تفسیر وتشریح نہایت عالمانہ اور مؤثر انداز سے بیان فرمائی۔ حاضرین پر آپ کا رعب وجلال طاری رہا۔

فرمایا: دنیوی معاملات میں سادگی اور دیانت داری ہونی چاہیے۔

فرمایا: ہمہ افعال واقوال شرع محمدی کے مطابق ہونے چاہئیں۔

فرمایا: مسلمانوں کو تجارت کی طرف دھیان دینا چاہیے انگریز تجارت کرتے کرتے ہندوستان کے مالک بن بیٹھے ہیں۔

فرمایا: تبلیغ اسلام میں کوشش کرنی چاہیے۔

فرمایا: نماز کی پابندی دل و جان سے چاہیے۔ نماز پڑھنی بھی کسی اللہ کے بندے سے سیکھنی چاہیے۔ نماز میں خشوع وخضوع بدرجہ اتم چاہیے۔

فرمایا: قربانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ کی راہ میں ہر شے قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا۔

فرمایا: ظاہر کا وضو تو کر لیا باطن کا وضو بھی کسی اللہ کے بندے سے کرنا سیکھ لو۔

فرمایا:

ہمہ انبیاء در پناہ تواند
مقیم در بارگاہ تواند
تو ماہ منیری ہمہ اختر اند
تو سلطان ملکی ہمہ چاکراند

فرمایا: جب مسلمانوں میں اخوت اور محبت کا جذبہ تھا تو اس وقت انہوں نے روم، سپین، ترکی، مصر اور دیگر بڑی بڑی سلطنتیں فتح کر لی تھیں۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔

فرمایا: مسلمان کا دین اور دنیا ایک ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

فرمایا: اسلام ہی ایک ایسی طاقت ہے جس کے سامنے باقی سب طاقتیں کمزور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اسلام میں پوری طرح سے داخل ہو جاؤ گے تو تم کو بادشاہی عطا کر دی جائے گی۔ یہی وجہ تھی کہ جب مسلمان اس ہدایت پر عمل پیرا تھے تو وہ فاتح اسلام کہلائے۔ بڑی بڑی طاقت ان کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔

فرمایا: عزت اور ذلت دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو نیک اعمال کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا اور جو اللہ کے رسول کو راضی رکھے گا اسے عزت ملے گی بصورت دیگر اس کے لیے ذلت ہے۔

فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی شان رب العالمین ہے۔ حضور کی شان رحمۃ اللعالمین ہے۔
اللہ تعالیٰ کی شان صفت الرؤف الرحیم ہے۔ حضور کی صفت بھی رؤف رحیم ہے۔
اللہ تعالیٰ کی صفت العلیٰ العظیم ہے۔ حضور کی صفت علیٰ خلق عظیم ہے۔

13/اپریل 1928ء بروز جمعۃ المبارک

بہ نیت ادائے نماز جمعہ و دیدار حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بصد ذوق وشوق شرقپور شریف حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت پروقار انداز سے تشریف لائے۔ حمد وثنا کے بعد:۔

فرمایا: اپنی خواہشات نفسانی کو روکنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ دراصل یہی جہاد اکبر ہے۔

فرمایا: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اچھا کھانا اور اچھا پہننا تکبر پیدا کرتا ہے۔ جس میں تکبر ہوگا ایمان نہ ہوگا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ اچھا کھانا اور پہننا چھوڑ دیا جائے۔ فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے مگر اپنی حیثیت سے بڑھ کر نہیں چاہیے۔

فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ! سب اذکار سے افضل ہے مگر افسوس یہ ہے کہ ہم سے ہوتا کچھ نہیں۔ مو بمو اثر ہونا چاہیے۔

فرمایا: اللہ کی قسم نہیں اٹھانی چاہیے۔

فرمایا: مخلوق کا سوالی نہ ہو خالق کی طرف رجوع ہو اور اسی سے سوال ہو۔

فرمایا: ہر چیز اپنے رب سے مانگ جو کچھ تری قسمت میں ہو گا مل کر ہی رہے گا۔

فرمایا: ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ رات کو اللہ کے حضور قیام کرنے کی جبرائیل علیہ السلام نے اتنی تاکید فرمائی کہ گمان ہوا کہ شاید سونا حرام ہو گیا ہے۔ عورتوں کے حقوق کے لیے اتنی تاکید فرمائی کہ گمان ہوا کہ شاید طلاق حرام قرار دے دی گئی ہے۔ مسواک کرنے کی

اتنی تاکید فرمائی گمان ہوا کہ شاید مسواک کے بغیر نماز جائز نہیں رہی۔

فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ڈر اور خوف کی وجہ سے سب نڈھال ہوں گے مگر بعض لوگوں کے چہروں سے نور برستا ہوگا لوگ حیران ہو کر گمان کریں گے کہ یہ تو پیغمبروں کا گروہ ہے مگر معلوم ہوگا کہ یہ گروہ تو اللہ کا ذکر اللہ، اللہ کرنے والوں کا ہے۔ اللہ کریم اپنے فضل سے دل کو پاک وصاف کریں۔ دنیا کی محبت اور میل کچیل دور فرمادیں تاکہ ہر طرح سے طبع پاک ہو جائے۔ نفسانی خواہشات اور لذات بدنی فانی ہو جائیں۔ یکسوئی اور محویت نصیب ہو جائے تاکہ اسم ذات دل میں منقش ہو کر انوار و اسرار الٰہی سے اندھیری کوٹھڑی روشن ہو جائے۔

فرمایا: سینہ کے اندر دل، نفس اور روح ہے اسی کے اندر حسد، کینہ، تکبر، امید اور بغض ہے۔ ان سب کو جلا کر راکھ کرنے والا کلمہ شریف ہے۔ رات کو سوتے وقت تین دفعہ کلمہ شریف اس طرح پڑھنا چاہیے لا الٰہ الا اللہ پھر لا الٰہ الا اللہ پھر کلمہ شریف پورا پڑھا جائے۔

فرمایا: جسمانی بیماری کے علاج کرنے والے طبیب تو کافی ہیں مگر دل کی بیماری کا علاج کرنے والا کوئی حکیم نہیں ملتا۔

فرمایا: جو درد دل کا مریض ہو اس کا علاج دیدار یار سے ہی ہو سکتا ہے۔

فرمایا: جب عظمت الٰہی دل میں موجود ہو تو پھر کس کی مجال ہے جو اسے ہراساں اور پریشان کر سکے۔

20/اپریل 1928ء

دن کے بارہ بجے کے قریب دل بہت اداس ہو گیا۔ یہی جی چاہتا تھا کہ اڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ جاؤں۔

بے تو آنم آرام جانم زندگانی مشکل است
بے تماشائے جمالت کامرانی مشکل است (1)

1۔ سیدنا عمر فاروق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ایسے (بقیہ آگے)

اسی وقت چک نمبر 17 سے روانہ ہو گیا۔ تقریباً چار بجے بعد دوپہر شرقپور شریف پہنچ گیا۔ آپ کی مسجد میں حاضر ہو کر سیدھا بیٹھک شریف میں پہنچا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جناب دین محمد صاحب نے فرمایا اوپر چلو۔ شرف زیارت نصیب ہوتے ہی یک گونہ سکون و اطمینان نصیب ہو گیا۔ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا چند پروانے پہلے ہی سے شمع کے نور سے مستفیض ہو رہے تھے ان کی اصلاح ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا چلو نماز پڑھیں۔ سب حضرات چل دیے۔ بندہ سب کے بعد اٹھا آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لائے محبت کی نظر سے دیکھا فرمایا طبیعت اچھی ہے اسی طرح خیال سے بیٹھنا چاہیے۔ فرمایا رہنا ہے یا جانا ہے۔ عرض کی رہنا ہے۔ بعد نماز عصر پھر زیارت نصیب ہوئی۔

اسی دن کا واقعہ ہے کہ ایک سفید پوش شخص جو کہ شہری معلوم ہوتا تھا اس کے بوٹ کالے رنگ کے تھے جو کہ اعلیٰ حضرت کو پسند نہ تھے۔ آپ نے اس کے بوٹ ایک کپڑے میں لپیٹ دیے اور اپنے پاس سے جوتی عطا کی کہ وہ اسے پہن لے۔

اس ضمن میں ایک حدیث شریف کا یہاں بیان کر دینا مناسب ہو گا۔

''تفسیر عزیزی اور روح البیان میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص پیلے رنگ کے جوتے پہنے انشاء اللہ اس کے غم دور ہوں گے اور وہ خوش و خرم رہے گا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جو کوئی لگاتار پیلے جوتے کے سات جوڑے پہنے وہ انشاء اللہ رنج سے نجات پائے۔ عبد اللہ ابن زبیر اور دیگر بزرگوں نے سیاہ رنگ کا جوتا منع فرمایا کیونکہ اس سے رنج و غم پیدا ہوتا ہے۔ خیال رہے سرخی اور زردی سیاہی اور سفیدی اور سبزی ان پانچ رنگوں کے جدا جدا خاصے ہیں۔ سرخی میں جمال ہے،

(بقیہ گزشتہ) لوگ بھی ہیں جو شہید نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن قرب الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتایئے وہ کون ہیں ان کے اعمال کیا ہیں تاکہ ہم ان لوگوں سے محبت کریں۔ فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں کہ ان میں کوئی رشتہ ہے اور نہ مالی منفعت، بخدا ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور نور کے ممبروں پر ان کو بٹھایا جائے گا دوسرے لوگ خوف زدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہ ہو گا۔

زردی میں خوشی، سبزی میں بزرگی، سفیدی میں خوبی وافضلیت اور سیاہی میں وحشت ورنج و غم'' (تفسیر عزیزی)۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر سیاہ چیز بری ہے بلکہ سیاہ جوتا بہتر نہیں۔

صبح کی نماز اور درود شریف سے فارغ ہو کر آپ کی بیٹھک میں پہنچا ایک حافظ صاحب اور ایک عالم صاحب پہلے موجود تھے۔ بندہ سے فرمایا کہ اوپر سے تفسیر قادری لے آؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پارہ ۵ سورۃ النساء کے ثلث میں سے چند آیات دکھائیں اور بندہ کو فرمایا کہ تم پڑھو اور باقی غور سے سنیں۔ اس دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہنے کا بہت وقت نصیب ہوا۔ جو دیکھا سو دیکھا بیان نہیں کر سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن و جمال، رعب و جلال، حسن انتظام ہر سو، ہر پہلو بدرجہ کمال تھا۔ ہر بات اور ہر اشارہ اپنی جگہ نہایت پر معنی تھا۔ اسرار ورموز اور کیفیات روحانی جو وارد ہو رہی تھیں ان کو بیان کرنا ناممکن ہے۔

گناہگار گناہوں سے بھرپور حاضر ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت محبت اور پیار سے سب کی کثافتیں دور فرما دیتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ہر روز شرف زیارت نصیب ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اپنے اپنے مقدر اور صفائی باطن کے مطابق فیض آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا احسان جو مجھ پر ہوا ایسا شاید ہی کسی اور پر ہوا ہوگا۔

گر برتن من زباں شود ہر مو
احسان ترا شمار نتوانم کرد
یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

فرمایا: کلمہ شریف میں لا الہ الا اللہ کو ایک ہی سانس میں دو مرتبہ کہے اور تیسری مرتبہ اسی سانس میں کلمہ تمام پڑھے۔

فرمایا: کئی آدمی موت سے ڈرتے ہیں اور کئی آدمی خوش ہوتے ہیں۔

فرمایا: دن گزرا رات آئی، رات گزری دن آیا اور یوں قبر کی طرف سفر جاری ہے۔

فرمایا: قرآن شریف حضور نبی کریم ﷺ کی صفت سے بھرا پڑا ہے۔

بندہ نے عرض کی تفسیر حسینی مل گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسے غور سے پڑھا کرو۔ (اس تفسیر کو ابا جان نے اڑھائی سال میں پڑھا اور جہاں کہیں حضور ﷺ کا نام آیا وہاں اپنی قلم سے صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اور مقام غور حاشیہ پر تحریر فرمایا۔ مؤلف)

سوا پانچ بجے فرمایا اب جاؤ السلام علیکم۔ بعد اجازت وہاں سے پندرہ میل کا فاصلہ پیدل طے کرتا ہوا مغرب کے وقت گاؤں میں پہنچ گیا اور نماز مغرب اپنی مسجد میں خود پڑھائی۔

4 رمئی 1928ء بروز جمعۃ المبارک

جناب ثاقب صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف کا رقعہ آیا کہ مع چند چیدہ طلباء شرقپور شریف پہنچو۔ بندہ شرقپور شریف بارہ بجے کے قریب پہنچ گیا۔ اس دن سخت دھوپ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ ایک عرب نوجوان قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ عجیب انداز تلاوت تھا دل وروح ایمان سے تازہ ہو گئے۔ نہایت وجد آفرین منظر تھا ایسا منظر قبل ازیں دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ بعد حمد وثنا:۔

فرمایا: نبی کریم ﷺ نے نماز جمعہ کی سخت تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ جہاد سے بھی زیادہ تاکید فرمائی ہے۔

فرمایا: رزق حلال کھانا چاہیے یہ نیکی کی طرف کشش کرے گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ جل شانہ نے دنیا کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔

فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے کسی فعل سے دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

فرمایا:
ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے
تری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے
اس قدر اس میں ڈوب جا اے صابر
کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ رہے

فرمایا: جو شخص اپنی خواہشوں کے تابع ہو جائے وہ انسان نہیں رہتا بلکہ مثل کتے کے ہو جاتا ہے۔

فرمایا: جو فساد کے زمانہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا قیامت کے دن آقائے نامدار اس کی خود شفاعت کریں گے۔

فرمایا: ایک ناجائز اور بدعادت کا ترک کر دینا کئی سال کی عبادت سے بہتر ہے مگر اس کی طرف توجہ اور دھیان نہیں۔

فرمایا: مسلمان کی یہ صفت ہے کہ وہ نیک کام کرنے کی تلقین کرتا ہے اور برے کاموں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے۔

فرمایا: یہود و نصاریٰ سے ظاہر اور باطن میں کوئی تعلق نہ رکھو یہ مسلمانوں کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے۔

وعظ شریف کرنے کے بعد اسی عربی سے فرمایا کہ جماعت کرائیں۔ انہوں نے جماعت کرائی بعد نماز جمعہ ایک مولوی صاحب خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مولوی فاضل کا امتحان دینا ہے۔ فیس مبلغ انیس روپے جمع کرادی ہے اب آپ سے اجازت طلب کرنے آیا ہوں۔ غالباً مقصد ملازمت کا حاصل کرنا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا اور کہا نصاریٰ بن جاؤ گے۔ اس نے عرض کی ایسا نہیں ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا زبانی پلاؤ نہیں پک سکتا۔ جب تم ان کے سکول میں ملازم ہو گے، ان سے تنخواہ لو گے، ان کا ادب کرو گے، ان کے پاس رہو گے، تو گویا ان کے طریقہ میں داخل ہو گئے پھر نصرانی تو ہو گئے اس لیے اس سے پرہیز کرو۔ اس نے اسی وقت توبہ کر لی۔

15/جون 1928ء بروز جمعۃ المبارک

15 جون 1928ء بروز جمعہ شرقپور شریف حاضر ہوا۔ قطب زماں کی دید کے لیے روح بے تاب تھی۔ ہر لحظہ آپ کی آمد آمد تھی۔ آنکھیں بے قرار تھیں کہ کب جمال یار نصیب ہوگا۔ انتظار کی گھڑیاں طویل سے طویل تر ہو رہی تھیں۔ بے چینی بڑھتی ہی جاتی تھی مگر

افسوس آج آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارک علیل تھی۔ اس خبر کے ملتے ہی آپ کے پروانے اس جدائی میں تڑپ اٹھے۔

آرزو عاشقاں دیدار ہے
دید جاناں کے جز انہیں کیا کام ہے
جنت ان کی وصال یار ہے
دوزخ ان کی فرقت یار ہے

آپ کی اجازت سے جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ چند احادیث بیان فرمائیں۔ جماعت کرائی اور یہ فرض پورا فرمایا۔ بعدازاں آپ کے برادر عزیز حضرت میاں غلام اللہ صاحب نے سورۃ فاتحہ کی ڈیڑھ گھنٹہ تک تفسیر وتشریح فرمائی۔

29/جون 1928ء بروز جمعۃ المبارک

بروز جمعہ بصد اشتیاق دیدار جناب اعلیٰ حضرت صاحب شرقپور شریف پہنچا۔ میرے ہمراہ عزیزم برکت علی اور مولوی نواب الدین بھی تھے۔ چونکہ اعلیٰ حضرت کی طبیعت بوجہ سخت گرمی علیل تھی لہٰذا یہ جمعہ بھی حاجی عبدالرحمٰن صاحب نے پڑھایا مگر دل سب کے اداس تھے۔ حیران و پریشان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی میں بے تاب تھے۔ وہ آنکھیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر ٹھنڈک حاصل کرتی تھیں آج محروم تھیں۔ بھلا یہ جدائی کیسے برداشت ہوگی۔ یا اللہ رحم فرما، کرم فرما ہمارے حضرت میاں صاحب کو جلدی صحت وشفا عطا فرما۔

بعد نماز جمعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ تک رسائی ہوئی مگر یار نہ ملا۔ شکر صد شکر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در مبارک کی زیارت تو نصیب ہوگئی۔ مولا کریم اپنے فضل سے پھر فیض بدستور جاری فرما اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صحت کاملہ جلد از جلد عطا فرما۔ آمین

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کئی ماہ سے علیل تھی۔ دراصل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کا کسی کو بھید نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جاں نثار سخت پریشان تھے چند احباب کی رائے کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کشمیر (سری نگر) لے جایا گیا۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جی نہ لگا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے آئے اور چوٹی کے اطباء وحکماء نے علاج کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر وہاں تو حالت ہی کچھ اور تھی۔ سب حکماء واطباء عاجز تھے۔

از سر بالین من بر خیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

یہ شعر امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ غزل کے باقی اشعار اس طرح ہیں:۔

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجب زنار نیست
از سر بالین من بر خیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست
ابررا بادیدۂ گریاں من نسبت مکن
نسبتت بارند کے بارد دل خونبار نیست
شاد باش اے دل کہ فردا برسر بازار عشق
مژدۂ قتل ست گرچہ وعدۂ دیدار نیست
خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے میکنم با خلق عالم کار نیست

مریض عشق کا کوئی علاج نہیں۔ اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ اللہ کا وصل حاصل ہو جائے۔ اس بھید کو کون جانے۔ اس سر کو وہی جانے جو جانے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سری نگر تشریف لے گئے تو ایک پروانہ جدائی کے غم میں پڑھ رہا تھا۔

نہ مقدوری ترا دیدار دیدن
ندارم طاقت ہجرت گزیدن
نمیدانم چہ سازم چارۂ ایں
ورائی در فراق تو تپیدن

2/ اگست 1928ء

آج مورخہ 2 اگست 1928ء کو پھر برائے دیدار اعلیٰ حضرت صاحب شرقپور شرف حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ماہ سے بیمار ہیں اور کشمیر سے واپس آنے کے بعد حالت کچھ زیادہ ہی خراب ہوگئی ہے۔ مگر اب بفضل خدا طبیعت روبصحت ہو رہی ہے۔ مگر ظاہر بینوں کو حالت تسلی بخش نظر نہیں آ رہی اور حکیم وطبیب بھی سب عاجز آ چکے ہیں۔ دراصل اولیاء اللہ کی حالتوں میں سے یہ بھی ایک حالت ہوتی ہے۔ کافی دیر پہلے کھانا پینا ختم ہو جاتا ہے اس وقت ان کی خوراک صرف دیدار الٰہی ہوتی ہے۔ دو تین روز سے حضرت میاں صاحب نے اب آنکھیں بند فرمائی ہوئی ہیں۔ نہ جانے اندر ہی اندر کیسے جلوے دیکھ رہے ہیں۔ جناب دین محمد صاحب اور آپ کے پروانے کثیر تعداد میں آپ کے پاس حیران و پریشان بیٹھے رہتے ہیں۔ بندۂ ناچیز جب حاضر خدمت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف پڑھی اور مطلب بھی بڑی زور بیانی سے فرمایا۔ پھر قرآن شریف کی آیات پڑھیں۔ ایک ماہ وصال سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خالص اردو میں کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ بخار کی حرارت نہایت تیز تھی۔ بعض اوقات درجہ حرارت 108 درجہ فارن ہیٹ سے بھی بڑھ جاتا تھا۔ اطبا کا متفقہ خیال اور تشخیص تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی جسمانی بیماری نہیں آپ عشق الٰہی کے مریض ہیں جس کا فہم وادراک ہم کور باطن نہیں کر سکتے۔ اس کیفیت کا ادراک آپ کی مثل کا کوئی اور ولی ہی کر سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف 61 سال سے زائد ہو چکی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی عمر سے بڑھ رہی ہے اور اس کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد احساس تھا اور فرماتے تھے کہ میری عمر حضور ﷺ کی عمر سے بڑھ گئی گویا وصال میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مطابقت کا شدت سے احساس تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ فنائے قلب حقیقی سے بڑھ چکا ہے۔ جب کہ اس مقام پر پہنچنے والے اپنے آپ کو معدوم جانتے ہیں ایسے بزرگ اپنے افعال واقوال کو یقین دل سے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں اور دنیوی حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ عوام کی عقل یہاں عاجز ہو جاتی ہے۔

5/اگست 1928ء

5/اگست کو پھر زیارت کے لیے شرقپور شریف حاضر ہوا۔ دل بڑا بے چین تھا۔ صبح ہی گھر سے روانہ ہو گیا اور نو بجے کے قریب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد شریف میں پہنچا۔ وہاں سے اسی وقت بیٹھک میں حاضر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کی صحت بے حد کمزور ہو چکی تھی۔ مادی خوراک بند ہو چکی تھی۔ زود ہضم خوراک دی جاتی تھی مگر طبع نازک برداشت نہیں کرتی تھی۔ دراصل یہ بھی بزرگوں کا ایک درجہ ہوتا ہے۔ تذکرہ اولیاء میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ موت سے قبل تو خوراک سے طاقت پہنچتی ہے اور بھوکے رہنے سے کمزوری ہوتی ہے مگر وصال خدا کے شوق میں ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ خوراک کھانے سے کمزوری بڑھتی ہے اور نہ کھانے سے پوری طاقت ہوتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خدا حافظ! اللہ کریم ہدایت کی توفیق دے اب جاؤ۔ اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے۔ اس وقت باہر سے آنے والے ہم تین اشخاص تھے۔ ایک بندہ ناچیز، ایک صاحب قصور سے اور تیسرے شیخوپورہ سے تھے جن کا نام عبداللہ تھا۔ حسب الارشاد ہم افسردگی کے عالم میں لوٹ آئے اور بندہ ڈھائی بجے بعد دوپہر چک نمبر 17 واپس پہنچ گیا۔ یا اللہ! بندہ عاجز کے شفیق و غمخوار رہبر دین و دنیا کا سایہ مجھ پر تا قیامت قائم و دائم فرما۔ آمین

7/اگست 1928 کو بعد نماز فجر والدہ محمد سعید (مؤلف) شوق زیارت کے لیے شرقپور شریف حاضر ہوئیں۔ واپس آکر بتایا کہ قدرے افاقہ ہے تو یہ خوش خبری سن کر خوشی ہوئی۔

18 اگست 1928ء کو پھر طبیعت بڑی اداس ہوئی اور اڑتا ہوا اپنے رہبر کامل کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ الحمد للہ شرف دیدار سے مشرف ہوا۔ بظاہر طبیعت روبصحت نظر آتی ہے مگر مرض کا پتہ کسی کو نہیں چل رہا۔ 19 اگست 1928ء بوقت شب حاضرین سے فرمایا تمہیں کعبہ و بیت المقدس نظر نہیں آتا۔ عرض کی جی نہیں۔ فرمایا تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک عالم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خیریت پوچھی فرمایا تب خیریت ہو گی۔ جب

نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں آجائے گا۔

20 اگست 1928ء بروز پیر ساڑھے گیارہ بجے رات حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے عالم قدس میں پہنچ گئی اور یوں آفتاب ولایت پینسٹھ برس دو ماہ کی عمر پا کر ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا۔

صورت از بے صورتی آمد بروں

بازشد انا للہ وانا الیہ راجعون

نماز جنازہ اگلے روز 21 اگست بوقت چار بجے سہ پہر ہوئی۔ بہت طویل انیس قطاریں تھیں۔ تقریباً نو دس ہزار کا اجتماع ہوگا۔ نماز جنازہ سے پہلے قبلہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالے کھڑے ہوئے اور فرمایا خاموشی سے میری بات سنو، متوجہ ہو جاؤ۔ جونہی آپ نے لفظ ''متوجہ'' فرمایا تو یک لخت سب کے دل یک سو ہو گئے۔ ایسا سکوت طاری ہو گیا کہ سانس کی آواز تک سنائی نہ دیتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ نماز جنازہ کے بعد سب بیلی نہایت اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ سب کو جی بھر کو دیدار کرائیں گے جو بیلی یہاں تشریف لا چکے ہیں ان کی ضرور زیارت کرائی جائے گی۔ یہ آخری حق خدمت ہمارے ذمہ ہے۔ چنانچہ آپ کا حسن انتظام قابل تحسین تھا۔ سب نے خوب جی بھر کر آپ رحمۃ اللہ کا دیدار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک ایسا عالم نورانی طاری تھا جو محض دل والے ہی محسوس کر سکتے تھے۔ نماز جنازہ حضرت میاں صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب آف مکان شریف والوں نے پڑھائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق بوقت شام قبرستان ڈاہراں والا میں آخری آرام گاہ میں منتقل کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

از وجود خود را باز جنت ساختی

زیں جہاں رفتی و مارا در الم انداختی

آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر بیمار، لاغر اور کمزور رہے۔ سب کچھ بوجہ کثرت ریاضت تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے خلیق اور مہربان تھے۔ ہر ایک مرید یہی کہتا کہ جتنی محبت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو

اس کے ساتھ ہے اور کسی کے ساتھ نہیں۔ آپ نہایت سخی اور والدین سے بڑھ کر غم خوار تھے۔ آپ ہمہ صفات حسنہ میں اکمل تھے۔ بوقت وصال آپ کی عمر 65 سال سے زائد تھی۔ (1)

بعد وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار فیض رسان عالم اور منبع روحانیت وطمانیت ہے۔ مشیت ایزدی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جا نہیں۔ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ ضرور چکھنا پڑے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی ہم جیسی موت نہیں ہوتی وہ تو محض جہان فانی سے جہان ابدی میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کو بھی ہم گناہگاروں جیسی موت آتی تو مخلوق خدا کبھی بھی ان کے مزارات پر حاضری نہ دیتی اور شاہان وقت کبھی بھی سلطنت کے استحکام اور اطمینان وسکون حاصل کرنے کے لیے ان کے مزارات پر حاضری نہ دیتے۔ مردہ تو وہ ہیں جن کی قبروں پر ویرانی طاری ہے۔ ان کی قبروں پر کبھی کوئی فاتحہ خوانی نہیں ہوتی اور آہستہ آہستہ ان کا نام ونشان تک مٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی موت کا راز عام انسان کے فہم وادراک سے بالاتر ہے۔ وہ چاہے کتنے ہی سکالر، فلاسفر یا سائنس دان کیوں نہ ہوں وہ اولیاء اللہ کی ابدی حیات کا راز اور بھید ہرگز نہیں پا سکتے۔ جب خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے "بل احیاء و لکن لا تشعرون" تو انسان کی کیا طاقت اور بساط ہے کہ اس مسئلہ پر خواہ مخواہ بحث کرتا پھرے۔ حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاں دی جیوے ہو

1۔ آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ والد گرامی نے لکھا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف بوقت وصال 65 سال 2 ماہ تھی۔ اگر 1928-08-20 میں سے 65 سال 2 ماہ تفریق کریں تو جون 1863ء تاریخ پیدائش بنتی ہے۔ مگر ماہ جون کے دن اور تاریخ کا پھر بھی تعین نہیں ہو سکا۔ شاید 1857ء کی جنگ آزادی کے تقریباً چھ برس بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی۔

حصہ چھارم

1

سوز دل

حکیم علی احمد نیر واسطی لاہور

(میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کا جنازہ دیکھ کر)

شان و شوکت سے یہ کس دولہا کی آتی ہے برات
تھرتھراتے ہیں فرشتے کانپتی ہے کائنات

ہر زبردست اس کی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمد کا بہادر شیر ہے

آج اٹھی ہے یہ کس عاشق کی میت دھوم سے
وصل ہے کس کا خدائے قادر و قیوم سے

کس جنید وقت کی میت چلی آتی ہے
پارسائی میں فرشتوں کو بھی شرماتی ہے

لوگ کہتے ہیں ہوا شیر محمد کا وصال
اٹھ گئے گویا ابوذرؓ ہوگئے رخصت بلالؓ

اب یہ شکلیں پھر نہ دکھلائے گی دنیا دیکھ لو
مصطفیٰ کے عاشقوں کی شکل زیبا دیکھ لو

ملت مرحوم کے ماتم میں اب روئے گا کون
دامنوں سے داغ ہائے معصیت دھوئے گا کون

اے زمین شرقپور! شیر الٰہی کی کچھار
دفن ہوتا ہے تری مٹی میں شیر کردگار

ہے دعا نیر کی برسے تجھ پہ بدلی نور کی
ہو ہمیشہ تجھ پہ نور افشاں تجلی طور کی

2

تاثرات غم در فراق حضرت شیر ربانی رحمہ اللہ

(ماخوذ از بیاض حضرت میاں خدا بخش)

کیا شوق بیاں کروں آپ کی زیارت کا
کیا ذوق بیاں کروں آپ کے دیدار کا
کجا رفت اے دل زمان محترم
کہ مے دید دیدۂ آں روقطب امم
کجا رفت مقصود و مطلوب من
کجا رفت قبلہ و کعبۂ من
کجا رفت ہادی اسلوب من

3

ابیات

میں جاناں دل میرا جانے راز مونہوں کی کھولاں
کلیجہ ٹکڑے تے دل بریاں چشموں ہنجوں ڈوہلا
جس دن دی اوہ نوری صورت اکھیوں اوہلے ہوئی
رج نہ کھاوا ہونٹ نہ ہسے آج موئی کل موئی
ہن کس کارن حیاتی نالے میری اکھیں دی روشنائی
جس صورت نوں ویکھ دیاں سن جداوہ نظر نہ آئی
روضے اتے جیہڑا جاوے فیض گھٹا نہ آوے
اسیں موئے او زندہ سوہنی صورت دس نہ آئے

معمولات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

جمعۃ المبارک کے لئے تیاری

اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعۃ المبارک کی تیاری جمعرات ہی کے دن سے شروع فرمادیتے تھے۔ جمعۃ کے دن زائرین کا بے پناہ ہجوم ہوتا تھا۔ اس دن بوجہ مصروفیات خاص خاص آدمی ہی مل سکتے تھے صبح ۹ بجے سے لنگر شروع ہو جاتا اور یہ سلسلہ دن کے بارہ بجے تک قائم رہتا۔ آپ غسل فرماتے سنتیں گھر پر ادا فرماتے عین وقت مقررہ پر مسجد میں تشریف لاتے۔ اس وقت تک سب حاضرین بھی سنتیں ادا کر چکے ہوتے سب حاضرین مسجد میں دوزانو دم بخود پوری توجہ اور انہماک سے بیٹھے ہوتے آپ رحمۃ اللہ علیہ محراب کی طرف سیدھے تشریف نہیں لاتے تھے بلکہ دائیں ہاتھ سے ہوکر مصلے پر تشریف لے جاتے اگلی صفوں میں سب نمازی متشرع ہوتے آپ رحمۃ اللہ علیہ اول آداب خطبہ بیان فرماتے پھر خطبہ مبارک اور پھر وعظ فرماتے۔ سبحان اللہ! وہ کیا بابرکت وقت ہوتا تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ سب حاضرین بحرِ توحید میں غوطہ زن ہیں۔ آپ پورے جوش اور رعب سے وعظ فرماتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک لشکر جرار کا سپہ سالار احکامات جاری فرما رہا ہے۔ وعظ مبارک نہایت مختصر کلمات مگر معنوں کے لحاظ سے نہایت جامع ہوتا۔ چار رکعت سنت بعد الجمعہ ادا فرمانے کے ساتھ ظہر تمام روزمرہ کے مطابق ادا فرماتے مراقبہ فرما کر دعا مانگتے۔ پھر مزید وعظ بیان فرماتے اس طرح تقریباً چار گھنٹے مجموعی طور پر حاضرین کے لئے بیان فرماتے۔

نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیانی وقفہ کا معمول

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عین نماز مغرب کے وقت اپنی مسجد میں تشریف لاتے مغرب کی نماز عموماً کسی اور صاحب کو پڑھانے کے لئے فرماتے ادائیگی فرض کے بعد باقی نماز مسجد کے اوپر چھت پر جا کر پڑھتے نوافل اوابین بھی وہیں ادا فرماتے۔ پھر عشاء تک مراقبہ فرماتے۔ اس وقت توجہ بہت زیادہ فرماتے۔ سبحان اللہ! وہ وقت بھی عجیب تھا شنید میں اور دید

میں بڑا فرق ہے جو بیان سے باہر ہے اپنے وظائف بھی بہت پڑھتے اوائل میں تو اوراد فتحیہ اسی وقت تمام پڑھتے پھر اس کا وقت مقرر کر لیا تھا اور بھی بہت کچھ پڑھتے۔ سورۃ فاتحہ بھی پڑھتے۔قصیدہ غوثیہ پڑھتے۔یہ بھی پڑھتے۔شیأللہ یا شیخ حضرت سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی المدد۔

بعد ازاں یہ شعر پڑھتے۔

اے نور پاک کبریا وے وصف ذات مصطفیٰ
صلی علیٰ ۔صلی علیٰ یا خواجہ شاہ نقشبند
صدیق و فاروق، عثمان و علی شیر خدا
ازچار یارت مرحبایا خواجہ نقشبند
اے نقشبند عالم نقشم مرابہ بند
نقشم چناں بند کہ گویند نقشبند
شیأللہ چوں گدائے مستمند
مدد خواہم از تو یا خواجہ شاہ نقشبند

اور یہ شعر بھی پڑھتے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاراں پیر کامل کاملاں را راہنما

ایک دفعہ "مظہر نور خدا" پڑھتے ایک دفعہ "مظہر ذات خدا" پڑھتے۔ پھر دعا مانگتے بعد دعا کلمہ شریف اس طرح پڑھتے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ،لَا اِلٰہَ اَلَّا اللّٰہُ اَحمد رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پھر رات کا کھانا آجاتا۔ دستر خوان بچھ جاتا۔ ہاتھ دھلائے جاتے اور سنت طریقے سے کھانا کھلایا جاتا۔

اس وقت تین چار بلیاں بھی آجاتیں ان کے لئے پیالوں میں دودھ ڈال کر رکھ دیتے کھانے کے بعد مسنون دعا فرماتے دستر خوان اٹھانے سے پہلے کسی کو اٹھنے کی اجازت نہ تھی

پھر سب کو فرماتے نماز پڑھو۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی کو بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ آپ سنتیں اوپر ہی ادا فرماتے نیچے درود شریف پڑھنے کے لئے چادر بچھ جاتی اور شمارے (کھجور کی گٹھلیاں) ڈال دیئے جاتے۔ ایک گوشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کے لئے خالی چھوڑ دیا جاتا۔ آپ تشریف لا کر درود شریف پڑھتے۔ دوزانو نہ بیٹھنے والوں یا ننگے سروالوں کو سخت تنبیہ ہوتی بعد ختم درود شریف یہ دعا مانگتے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعِنَا وَحَبِیْبِنَا وَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ علیٰ سَیِّدنا اِبراھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّد نَا ابْراھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِید وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدنَاوَمَولٰنا وَشَفِیْعِنَا وَحَبِیْبِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَا جِہٖ وَ ذُرِّیّٰتِہٖ کَمَا بارَکت عَلٰی سَیِّدنَا ابْراھِیمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

کبھی اس درود کی بجائے یہ درود پڑھتے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا وَمَوْلٰنَا وَشَفِیْعنَا وَحَبِیبنا وَ نَبِیِّنا مُحَمَّدٍ سَابِقٌ نُوْرُہٗ وَآخِرٌ ظُھُوْرُہٗ وَرَحمۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَجُوْدُہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

پھر یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ بِجَا ہِ نَبِیِّکَ الْمُصطفٰی وَرَسُوْ لِکَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْ قُلُوْبَنَا (تین بار) مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُّبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاھَدَتِکَ (تین بار) وَ مُحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَا عَلٰی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَام۔

بعد یہ اشعار پڑھتے۔

خدایا بدہ شوق ذات رسول بدرد محمدؐ مرا کن قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار ہمہ عمر در وصل احمد گزار

حیاتی مماتی ہمہ وقت ما عطا کن وصال مرا مصطفیٰ
نداریم غیر از تو فریاد رس توئی عاصیاں را خطابخش بس
نگہدار مارا زراہ خطا (یا اللہ) خطا در گزار و صوابم نما

کبھی یہاں مندرجہ ذیل اشعار زیادہ فرما لیتے۔

اے خدا صدقہ کبریا کا صدقہ اس نور مصطفائی کا
سیدھے رستے چلائیو ہم کو پیچ و خم سے بچائیو ہم کو
جب دم واپسیں ہو یا اللہ لب پہ ہو لا الٰہ الاَّ اللہ
ظاہر و باطن ہو برائے خدا نہ چاہیں خدا سے سوائے خدا
دیدۂ بینا ہو ہر اک موئے تن محو تجلی رہے روح و بدن
اے مرے مولیٰ میرے والی ولی مجھے کر عطا بہ طفیل نبی
اور جو ہیں مسلمان بھائی میرے فضل سے انہیں اپنے یہ رتبہ دے
مائیم پر گناہ تو دریائے رحمتی جائے کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما

یا رب از سودائے خود دل ریش دار زندہ را مردہ بعشق خویش دار
آں چناں با خود بگرداں آشنا تا نگردم یک زمان از تو جدا
الٰہی عاصیم استغفر اللہ توئی فریاد رس الحمدللہ
نداریم ہیچ گو نہ توشۂ راہ بجز لا تقنطو من رحمۃ اللہ
الٰہی عاقبت محمود گرداں بحق خواجگان نقشبنداں

خیال غیراز من دور گرداں مرا درعشق خود رنجور گرداں
بعشق خود گرم کن سینہ ما بروں کن کبرو حسد و کینۂ ما
باجھ ترے معبود نہ کوئی تو ہیں ہک خدایا اللہ اکبر شان تیرا ہر شے تھیں اعلیٰ پایا

باجھ ترے توفیق نہ ہمت کراں جو نیکی کائی
باجھ ترے توفیق نہ طاقت کراں جو ترک برائی

یہ دعا بھی آپ پڑھتے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَامِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً. اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَابُ (اس دعا کو اکثر تین بار پڑھتے)

یہ دعا بھی پڑھتے

اَللّٰهُمَّ غْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِاَسَاتِذَنَا وَلِمشا ئخِنَا وَلِاَصْحَا بِنَا وَلِاَحْبَا بِنَا وَلِقَا ئِلِنَا وَلِمَنْ لَّهٗ حَقٌّ عَلَيْنَا وَالجَمِيْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَقِنَا عَذَابَ النَّار وَقِنَا عَذَابَ النَّار وَقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ وَقِنَاعَذَابَ يَوْمِ الْقِيَامَةِوَاحْشُرنَا مَعَ الْمُتَقِيْنَ وَالْاَبْرَارِ.

یہ درود شریف بھی دعا میں شامل فرمایئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَ نَبِيِّکَ وَ حَبِيْبِکَ وَّصَلِّ عَلیٰ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلاَئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ.

بعد از دعا عشاء کی جماعت آپ رحمۃ اللہ علیہ خود ہی کراتے جب مکبر تکبیر کہنے لگتا تو آپ عجب انداز سے مقتدیوں کی طرف رخ مبارک فرما کر متوجہ ہو جاتے جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه۔ پڑھا جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ قبلہ رو ہو جاتے جب اللہ اکبر کہتے تو اک عجیب سماں بندھ جاتا اور جب سورۃ فاتحہ تلاوت فرماتے تو کیف و سرور کا ایک عالم طاری ہو جاتا ہر ایک مقتدی پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہر ایک کی یہی تمنا ہوتی کہ وہ حالت رات بھر ویسے ہی طاری رہے اور نماز کا وہ سلسلہ نہ ٹوٹے۔ نماز سے فارغ ہو کر کچھ دیر مراقبہ فرمانے کے بعد دعا مانگتے۔ کچھ ضروری ہدایت مریدین کو فرماتے پھر کتوں کے

لئے روٹی کے ٹکڑے لے کر رومال میں لپیٹ لیتے ایک چھڑی پکڑ کر گھر کی طرف روانہ ہوتے۔ مسجد کے دروازہ سے جب باہر آتے تو منتظر کتوں کو روٹی ڈالتے ہوئے بیٹھک میں تشریف لے جاتے۔ اس وقت رات کے تقریباً گیارہ بج جاتے جو لوگ بیٹھک میں منتظر ہوتے ان کو آدھا پون گھنٹہ توجہ دیتے پھر اندرون خانہ تشریف لے جاتے آپ کی والدہ ماجدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دودھ نوش جان کرواتیں اور مستورات جو گھر میں اللہ سیکھنے آتیں ان کے حالات سے آپ کو آگاہ فرماتیں پھر آپ مستورات کو پردے ہی میں توجہ دیتے۔ یہ سلسلہ بھی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہتا بعد ازاں دو بتیاں روشن فرما کر مطالعہ میں مصروف ہو جاتے بعض اوقات صبح کا وظیفہ اسی وقت شروع فرما دیتے۔ تہجد ادا فرما دیتے اور یوں اگلی صبح شروع ہو جاتی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پہلا جمعہ مڑھ بھنگواں میں پڑھا گیا

جناب قبلہ مولوی برکت علی صاحب آپ رحمہ اللہ کے مقربین میں سے تھے خطبہ شریف شروع کرنے سے پہلے زار و قطار رونا شروع کر دیتے انہوں نے ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان عرض کی کہ آج مجھے طاقت نہیں کہ کچھ بیان کر سکوں کیونکہ جس ہستی نے مجھے اس مسجد کی خدمت کے لئے مامور فرمایا تھا وہ ہم سے جدا ہو چکی ہے وہ ماہتاب اب چھپ گیا ہے۔ آج ہم بے یار و مددگار ہیں ہمارے ہمدرد و غم خوار اور مونس ہم سے جدا ہو چکے ہیں مگر آپ رحمہ اللہ کا فیض بدستور جاری ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت یہ چشمہ فیض جاری و ساری رہے گا۔ بعد نماز جمعہ جب جناب مولانا صاحب اپنے حجرہ میں بیٹھے تو اعلیٰ حضرت کے متعلق کچھ واقعات بیان فرماتے چند ایک ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

1. آپ اعلیٰ درجہ کے سوار تھے۔ اس ضمن میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔
2. اکثر گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے کنویں پر جاتے۔ راہ میں اگر کوئی کمزور یا ضعیف

آدمی مل جاتا تو اسے سوار کرا لیتے اور خود لگام تھام لیتے۔

❸ بچپن ہی میں آپ بکثرت درود شریف پڑھا کرتے۔

❹ مکان شریف میں ایک شخص نے پچاسی روپے کی رقم حاضر خدمت کی رقم دیکھتے ہی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا پھر تھوڑے وقفہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ روپے قبول فرمائے اور باقی واپس لوٹا دیئے۔ اس شخص نے عرض کی کہ یہ ساری رقم آپ ہی کے لئے ہدیہ ہے قبول فرمالیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قریب کی مسجد میں صفیں ڈال دو پھر بھی اگر بچ جائے تو نابیناؤں ضعیفوں اور بیواؤں میں تقسیم کر دو مگر خفیہ طور پر کسی کو خبر نہ ہو۔

❺ مکان شریف میں ایک شخص نے تہیہ کیا کہ وہ کچھ مسائل آپ سے ضرور پوچھے گا جب حاضر ہوا تو بولنے کی جرات نہ پاتا تھا کئی بار ایسا ہی ہوا جب ساتھیوں نے حال پوچھا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔ ''واقعی یہ عالی سرکار ہے''۔

❻ ایک شخص بڑی مدت سے کسی پیر کامل کی تلاش میں تھا اور چاہتا تھا کہ پیر لاثانی ہو اس کے گاؤں میں ایک عربی تشریف لائے تو ان کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا انہوں نے ایک عمل کرنے کو کہا اور بتایا کہ پیر کامل خواب میں نظر آجائے گا۔ عمل کرنے پر خواب میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کا حلیہ مبارک نام اور جگہ منکشف ہوئی۔ جب وہ شرق پور شریف حاضر ہوا تو آپ رحمہ اللہ کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا کہ خواب میں نظر آنے والی ہستی وہی تھی۔

❼ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لینے کی نیت سے حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

الغرض یہ پاک مجلس کافی دیر تک قائم رہی اور جناب مولانا برکت علی روتے بھی جاتے اور آپ کی یادوں کو تازہ بھی کرتے جاتے تھے۔

حالات سفر مکان شریف

پہلا سفر

۳/مارچ ۱۹۳۰ء بمطابق ۱۲/شوال ۱۳۴۹ھ کو مکان شریف جانے کی تیاری ہوئی یہ آرزو تھی کہ مکان شریف حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کروں اور یہ بھی خیال آیا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر مکان شریف تشریف لے جایا کرتے تھے حسب پروگرام بندہ مڑھ بھنگواں پہنچا وہاں جناب مولوی نواب الدین صاحب۔ جناب مولوی برکت علی صاحب اور جناب شاہ جی تیار تھے۔ بارش ہو رہی تھی مگر ارادہ سب کا پکا تھا دوپہر کے قریب چاروں اللہ کا نام لے کر روانہ ہو گئے ظہر کی نماز برج اٹاری جا کر پڑھی۔ آٹھ میل کا پیدل سفر آنکھ جھپکتے طے ہو گیا جناب مولانا برکت علی کو قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب کے ہمراہ سفر کرنے کی سعادت نصیب ہو چکی تھی وہ طریقہ سفر سے واقف تھے اس لئے ان کو امیر مقرر کر دیا گیا اٹاری سے روانہ ہو کر بادشاہی مسجد میں نماز عصر ادا کی مغرب کی نماز اسٹیشن کے قریب ایک مسجد میں ادا کی رات کے دس بجے ریل پر سوار ہو کر امرتسر جا پہنچے۔ عشاء کی نماز اسٹیشن کے قریب والی مسجد میں پڑھی علی الصبح ریل پر سوار ہوئے اور نماز فجر گاڑی میں ہی پڑھی۔ اسٹیشن رتڑ چھتڑ المعروف مکان شریف جا اترے۔ بارش پھر شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر مسافر خانہ میں انتظار کیا مگر تاب انتظار کہاں تھی بارش ہی میں سوئے مکان شریف روانہ ہو گئے۔ روضہ مبارک دور ہی سے نظر آ گیا جن کی طبع سعید ہوتی ہے ان کے دلوں میں روضہ مبارک دیکھتے ہی فیض جاری ہو جاتا ہے ظہر کی نماز سے پہلے منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بنائے ہوئے مکان میں ٹھہرے اجازت لے کر روضہ مبارک میں داخل ہوئے بس کیف و سرور حاصل ہوا اور جو حالات وارد ہوئے سو ہوئے عیاں کرنے کا یارا نہیں۔ پھر حضرت شاہ حسین قدس سرہ العزیز خداوند کریم ان پر زیادہ سے زیادہ رحمت فرمائیں بھورے والی سرکار کے روضہ مبارک میں حاضری نصیب ہوئی۔ وہاں جو کچھ دیکھا

تحریر سے باہر ہے۔ الحمدللہ! اللہ کریم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے ایسے ذی شان بزرگ پیدا فرمائے جن کے ذریعے مخلوق خدا رہتی دنیا تک فیوض و برکات حاصل کرتی رہے گی۔

دوسرا سفر

۲۱رشوال ۱۳۵۱ھ بروز بدھ وار جناب مولوی برکت علی صاحب اور جناب مولوی نواب الدین صاحب مڑھ بھگواں والوں کے ہمراہ روانہ سفر برائے مکان شریف ہوئے رات کو لاہور پہنچ گئے مسجد وزیر خاں کے قریب ایک مسجد میں رات گزاری اگلی صبح بعد نماز فجر بذریعہ لاری امرتسر پہنچے اسٹیشن کے قریب کھانا کھا رہے تھے تو پتہ چلا کہ حضرت قبلہ ثانی صاحب تشریف لا رہے ہیں شرف زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۳رشوال کو بارہ بجے والی گاڑی پر سوار ہو کر مکان شریف کی طرف روانہ ہوئے ظہر کی نماز مکان شریف میں جا کر ادا کی صاحبزاگان اور بزرگان کے دیدار سے مشرف ہوئے پھر اجازت لے کو روضۂ مبارک حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں جانا نصیب ہوا۔ الحمدللہ! بعد اس کے حضرت سید شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ ولمعروف بھورے والی سرکار کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ اس قدر زور سے فیض آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک سے آ رہا تھا کہ بندہ سے تو چلنا ہی مشکل ہو گیا تھا۔

یا اللہ! یہ فیوض و برکات کا سلسلہ تا ابد ایسے ہی قائم و دائم رہے اور طالبان صادق کی روح و قلب کو مستفیض فرماتے رہیں۔ عجب نظارہ تھا دیدۂ دل رکھنے والے خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔ رات ۲ بجے تک وعظ و نصیحت کی محفل جاری رہی اس کے بعد ختم شریف پڑھا گیا کھانا کھلایا گیا۔ صبح نو بجے پھر محفل وعظ منعقد ہوئی ڈیڑھ بجے کے قریب ختم شریف آخری ہوا نماز جمعہ بھی وہیں پڑھی گئی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ نماز جمعہ کے بعد ایک اور عالم تشریف لائے تقریباً سوا گھنٹہ تک انہوں نے نہایت موثر انداز سے واعظ فرمایا۔ ۱۴رشوال کو واپسی

ہوئی۔ رتڑ چھتڑ کے اسٹیشن پر نماز عصر باجماعت پڑھی گئی۔ حاضرین میں اکثریت شرق پر شریف والوں کی تھی اور دوسرے نمبر پر لاہور سے کچھ لوگ تھے مغرب کی نماز بھی باجماعت امرتسر اسٹیشن آنے سے پہلے پڑھی گئی وہاں گاڑیوں کا کراس تھا۔ نماز عشاء باجماعت لاہور پڑھی گئی۔ ۱۵ رشوال کی صبح مسجد وزیر خاں پہنچے جنات مولانا مولوی دیدار علی صاحب کا درس سورۃ نساء پر ایک گھنٹہ تک سنا وہاں سے روانہ ہو کر نماز عصر اپنے گاؤں آ پڑھی۔ الحمد لله رب العلمین۔

1

والد گرامی کی بیاض سے اخذ کردہ

اسم ذات کا ایک شہکار

(MASTERPIECE)

ا

حروف

اللہ جل شانہٗ	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴	۴

ایک جنس کے حروف

(دو حروف) ل، ل	(دو حروف) م،م

نقاط

کوئی نہیں	کوئی نہیں

دو حروف کے بعد تشدید

ال	م ح

2

نماز کے متعلق شعر

سر نوشت واژگوں را راست می سازد نماز
نقش معکوس نگین از سجدہ می گردد درست

مشکل الفاظ کے معانی

سرنوشت (قسمت، تقدیر، حکم ازلی، خط پیشانی) واژگوں (الٹا، منحوس، نقش، صورت، تصویر، لکھا ہوا) معکوس (الٹا۔ ٹیڑھا) نگین (رنگ نگینہ، جواہر)

مطلب: انسان جب نہایت عجز وانکساری سے بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ حالت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آتی ہے کہ اس کی تمام الٹی تقدیریں جو پیشانی پر لکھی جا چکی ہوتی ہیں وہ اس طرح سیدھی ہو جاتی ہیں جس طرح مہر کے حروف دیکھنے میں الٹے نظر آتے ہیں۔ مگر کاغذ پر لگتے ہیں تو سیدھے پڑھے جا سکتے ہیں۔

التحیات کے بیان میں

حضرت خواجہ عالم ﷺ فرماتے ہیں جب مجھے معراج شریف کے موقعہ پر دیدار خداوندی نصیب ہو تو سب سے پہلے مجھے حمد وثناء خداوندی جل سلطانہ کا حکم ہوا اور اس کے ساتھ ہی حمد وثناء کونے کے یہ الفاظ مجھ پر القاء کیے گئے "اَلتحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ثناء ومدح کو جمع کر دیا ہے خواہ طاعات بدنی ہوں خواہ عبادات قولی وفعلی اور خواہ خیرات واحسانات مالی ان سب کو ذات پاک باری تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے کہتے ہیں کہ یہ تینوں کلمات جوامع الکلمات میں سے ہیں یعنی نیک اعمال میں سے خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی ہوں یا مالی، کوئی چیز ان سے خارج نہیں رہ سکتی جب حضرت رسالت پناہ شہنشاہ ذی جاہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعریف خداوندی جل سلطانہٗ میں معروض کی تو بارگاہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے تحفہ اسلام ذات اقدس حبیب رب العٰلمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار بایں الفاظ کیا گیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

اَیُّهَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَ کَاتُه، حضور فخر دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلام کا جواب بایں الفاظ بارگاہ قدسیہ میں پیش کیا "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصَّا لِحِیْنَ" جب ملائکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالی اور رفیع الشان مرتبہ دیکھا تو سب نے یک بارگی یک زبان ہو کر عالم ملکوت و جبروت بایں الفاظ نغمہ سرائی کی "اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدًا عبدہ و رسولہ"۔

حضور رسول اکرم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں تین تحفے پیش کیے "تحیات، صلوٰت، طیبات"۔ بالعوان کے اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں نقد عطا فرمائیں "سلامتی، نبوت، رحمت، اور برکت"۔

منقول ہے کہ جب حضرت سرور عالم ﷺ معراج سے واپس ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب ﷺ جو کوئی سفر سے واپس جاتا ہے اپنے دوستوں کے واسطے کچھ نہ کچھ تحفہ لے کر جاتا ہے۔ آپ اپنی امت کے لیے کیا تحفہ لے کر جائیں گے۔ آپ ﷺ نے عرض کی جو رب کریم عطا کرے۔ ارشاد ہوا التحیات میں جو کچھ ہم نے کہا اور جو کچھ تم نے کہا اور ملائکہ نے کہا ان تمام کلمات کو بطور تحفہ اپنی امت کے لیے لے جاؤ تا کہ ہر نماز میں وہ پڑھ کر دولت و سعادت ابدی سے مشرف ہوں۔

شرقپوری سرکار رحمۃ اللہ علیہ التحیات کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے جو نمازی صبر و سکون اور پورے اطمینان سے التحیات پڑھتے ان پر راضی ہوتے۔ آج کل اکثر نمازی اس کی افادت سے بے خبر ہیں اور وہ اس قدر جلدی میں پڑھتے ہیں کہ تعجب ہوتا ہے کہ وہ تمام یک زبان ہو کر عالم ملکوت و جبروت بایں الفاظ نغمہ سرائی کی "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُ ہ' وَرَسُوْلُهٗ۔

حضور رسول اکرم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں تین تحفے پیش کئے "تحیات" صلوٰت۔ طبیعات" بالعوض ان کے اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں نقد عطا فرمائی "سلامتی۔ نبوت، رحمت اور برکت"

منقول ہے کہ جب حضرت سرور عالم ﷺ معراج سے واپس ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب جو کوئی سفر سے واپس جاتا ہے اپنے دوستوں کے واسطے کچھ نہ کچھ تحفہ لے کر جاتا ہے آپ اپنی امت کے لئے کیا تحفہ لے کر جائیں گے آپ نے عرض کی جو رب کریم عطا کرے ارشاد ہوا۔ التحیات میں کچھ ہم نے کہا اور جو کچھ تم نے اور ملائکہ نے کہا ان تمام کلمات کو بطور تحفہ اپنی امت کے لئے لے جاؤ تا کہ ہر نماز میں وہ پڑھ کر دولت و سعادت ابدی سے مشرف ہوں۔

شرقپوری سرکار رحمۃ اللہ علیہ التحیات کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے جو نمازی صبر و سکون اور پورے اطمینان سے التحیات پڑھتے ان پر راضی ہوتے آج کل اکثر نمازی اس کی افادیت سے بے خبر ہیں اور اس قدر جلدی میں پڑھتے ہیں کہ تعجب ہوتا ہے کہ وہ تمام التحیات اتنی جلدی کیسے پڑھ لیتے ہیں اپنے بیلیوں کو چاہئے کہ وہ التحیات کو پورے دھیان اور توجہ سے پڑھیں۔

مکتوبات شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ والد گرامی کی بیاض میں کچھ خطوط ایسے نقل کئے ہیں جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وقتاً فوقتاً اپنے خلفاء اور مریدوں کے نام لکھے تھے ہوسکتا ہے یہ پہلے قارئین کرام کی نظر سے نہ گزرے ہوں اس لئے یہ تحفہ بھی ناظرین کی نذر کر رہا ہوں۔

بنام جناب مولوی برکت علی صاحب مرحوم مڑھ بھنگواں

رب العالمین ہر مسلمان مرد عورت پر اپنے فضل سے رحم فرمائیں اور انجام بخیر فرمائیں۔ امین۔ نوازش نامہ حضور صدور رہوا۔ از حد مشکور کہ اس عاجز کو آپ نے یاد فرمایا الحمد للہ!۔

آپ کا نوازش نامہ دیکھ کر از حد شکر مولا کریم کیا کیونکہ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر باران رحمت کرنا چاہتے ہیں تو طلب کا بیج اس کے ارض قلب میں دست قدرت سے گاڑ دیتے ہیں تا کہ طلب کا پودا بلا کی حرارت اور امید کی شبنم سے نشوونما پا کر محبت کے چس سے بار آور ہو جس سے بڑھ کر کوئی عزیز القدر چیز اور مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسا وصل ہے جسے فصل نہیں ہے اور ایسا فصل ہے کہ کوئی اور وصل ممکن ہی نہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک پودا جوں جوں نشو نما پاتا ہے اس کی جڑ جو طلب غذا اور منبع نشو و نما ہے قوی اور بڑھتی جاتی ہے اس لئے وہ کبھی سیر نہیں ہوتی۔

مولا کریم رحم فرمائیں۔ نیز از حد تاکید ہے کہ بعد فراغت درود شریف عاجز کے لئے دعا فرمائیں۔

درون جائے جاں است بے خبر
از تو جہاں پُر شد جہاں است بے خبر

دنیا یوم چند آخر با خداوند

۱۲/ مارچ ۱۹۲۸ء

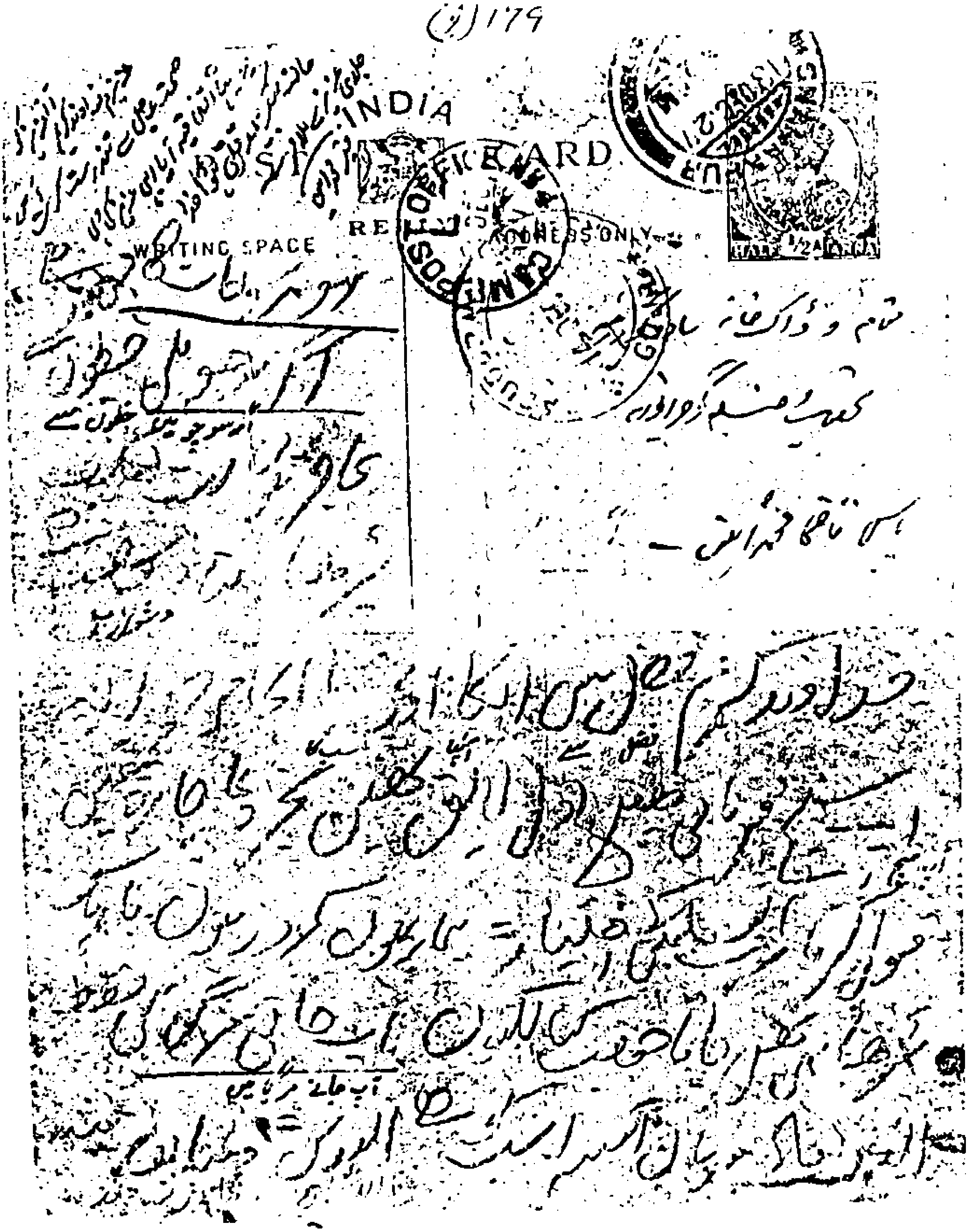
بنام جناب قاضی محمد امین صاحب گوجرانوالہ

خداوند کریم فضل سے آپ کا اور سب کا انجام بخیر کریں۔ آپ سچ فرماتے ہیں۔ اول لائق نہیں۔ بجز دعا چارہ نہیں قبول کرنا رب العالمین کے اختیار۔ بیمار ہوں، کمزور ہوں، باریک پڑھا ہی نہیں جاتا جواب کیا لکھوں۔ آپ جانے مر گیا میں۔ فقط اللہ تعالیٰ مہربان آسرا سب کو ہے۔

اللہ بس۔ دنیا یوم چند

13/ دسمبر 1927ء

نوٹ:۔ میاں صاحب کا اصل خط میرے پاس محفوظ ہے۔ عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔


INDIA
POST CARD
WRITING SPACE
ADDRESS ONLY
HALF 1/2 ANNA

بنام جناب مولوی علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(19 اگست 1927ء)

اللہ حافظ

اللہ کریم کی جو رحمت بال بال پر بے شمار ہو رہی ہے ضرور دیکھیں اور شکر کریں۔ دنیا یوم چند آخر کار با خداوند۔ قرآن شریف کی منزل غور سے عمل اور ترقی محبت خداوند کریم کے لئے پڑھیں۔ خداوند کریم سے خداوند کو ہی چاہیں۔ آنکھیں کھولیں کہ آدمی کس غفلت میں پڑا بے قرار ہو کر رات بسر سمجھو۔ مسلمان مرد عورت کے لئے دعا ہر حال ترقی بہتر ہے۔

ہر حال عمر گزرتی ہے اور حال کم اور شوق بھی زیادہ دن بدن ہونا چاہئے کیونکہ مالک الملک کو ملنا ہے۔

کل فانی = پیارا صاحب لاثانی

بنام مولوی برکت علی صاحب مڑھ بھنگواں ضلع شیخوپورہ
(8 جولائی 1927ء)

اللہ حافظ

اللہ کریم کی جو رحمت بال بال پر بے شمار ہو رہی ہے ضرور دیکھیں اور شکر کریں دنیا یوم چند آخر کار با خداوند۔ قرآن شریف کی منزل غور سے عمل اور ترقی محبت خداوند کریم کے لئے پڑھیں۔

خداوند کریم فضل سے رحم فرما کر انجام بخیر فرمائیں۔ غریب کو کچھ خیال مدت کا تھا۔ گو لائق نہیں۔ مگر عزیز نے کچھ خیال نہیں کیا۔ بڑی بات تو عمل ہے جو آج کل تہہ دل سے عنقا ہے۔ دین کی طرف خیال کم بلکہ وہ بھی نہیں حب دنیا راس کل۔

حسبی اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیہِ توکّلتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ العظیم۔

بعد نماز گیارہ بار اور سوتے وقت اکیس بار یہ وجود بے سود خود بے علم ہے مگر آپ غور و فکر

منزل قرآن شریف روزمرہ اگرچہ کم ہی ہو کیا کریں۔

ذیل کے خطوط حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب کیلیانوالی سرکار اور حضرت کرماں والی سرکار کے ہیں۔ جو بغرض حصول فیض و برکت پیش کئے جا رہے ہیں۔

بنام جناب مولوی برکت علی صاحب مڑھ بھگواں ضلع شیخوپورہ

رب العالمین ہر مسلمان مرد عورت پر فضل سے رحم فرما کر انجام بخیر فرمائیں۔ نوازش نامہ حضور شرف صدور لایا۔ الحمدللہ بے حد تعریف واحد کے لئے ہے۔ جس کو واحد کہنے کے لئے زبان نہیں جو بال بال پر بے شمار غایت عنایت سے بے طلب فضل فرما رہے ہیں۔ از حد عاجز ہوں کسی لائق نہیں۔

دنیا یوم چند آخر کار با خداوند۔ اللہ جل شانہ۔

شجرہ طیبہ

از

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تا

تازبدۃ العارفین حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

جس کو

حضرت ثانی صاحب میاں غلام اللہ مدظلہ العالی نے شائع کیا

1370ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامدًا و مُصلّیاً

زیر نظر شجرہ طیبہ میں ہمارے آقا و مولا سید الاولین و آخرین حضور سرور کائنات فخر موجودات، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ساتھ تابعین کرام شرع متین اس جماعت بابرکات کے اراکین بھی رونق افروز ہیں جنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو مستحکم اور شریعت مطہرہ کے پرچم کو بلند کیا یہی وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہے جس کے اراکین دربار رسالت میں عالی مقام رکھتے ہیں حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد ہالہ کئے ہیں اس بزم قدسیہ صفات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جان نثار اور یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جلوہ گر ہیں غلام بے دام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہیں۔ شیخ العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود ہیں۔ عاشق ربانی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر ہیں۔ امام طریقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بھی ملتے ہیں۔ سرتاج سلسلہ خواجگان نقشبند حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی نظر آتے ہیں، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک ہیں۔ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ ابوالبرکات حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود ہیں خضر صورت حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی حاضر ہیں۔ اور شیر یزدانی۔ جنید زمانی حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بزم میں شریک ہیں۔

حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں بلاد پاک و ہند میں آپ کے ہزاروں معتقدین موجود ہیں۔ تاہم حضرت ممدوح کے مختصر حالات ذیل میں تبرکاً ہدیہ قارئیں ہیں۔

حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ 1282ھ میں شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

پنجاب میں پیدا ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی بچپن ہی سے کھیل کود سے نفرت کرتے تھے۔ اور علیحدگی کو پسند فرماتے تھے۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے تین چار سال کے قلیل عرصہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک اور دیگر کتابیں پڑھ لیں اور لکھنے میں بھی اچھی مہارت حاصل کرلی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خط نہایت پاکیزہ تھا۔ امیر طریقت حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت تھے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ خداوند کریم مجھ سے سوال کریں گے کہ دنیا سے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ ''شیر محمد'' کو لایا ہوں۔

حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کا منہ بولتا نمونہ تھے۔ شہرت اور نمونہ کو ناپسند فرماتے تھے سیدھے سادے دین کی نہایت سیدھے انداز میں تلقین فرماتے کہ بڑے بڑے مغرب زدہ اور بھولے بھٹکے مسلمان راہ راست پر آجاتے۔ اظہار کرامت سے ہمیشہ گریز کرتے اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بکثرت کرامتیں ظہور میں آئی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اشاعت دین کا بے حد شوق تھا، فارسی زبان کی نایاب علمی کتابوں کے تراجم اپنی گرہ سے شائع فرمائے شرق پور شریف، اور اس کے گردونواح میں کئی ایک مساجد تعمیر کرائیں، ایثار وسخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو پاس ہوتا راہ مولا میں لٹا دیتے۔ سینکڑوں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستر خوان پر پلتے، کسر نفسی اور تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ ملنے والوں سے ''السلام علیکم'' کہنے کی خود پہل کرتے، کوئی تعظیماً کھڑا ہوتا تو منع فرمادیتے۔

نحیف الجثہ تھے۔ جب چلتے تو نگاہیں نیچی رکھتے۔ انکساری اور عاجزی سے پیش آتے، مگر جہاں دین کی خلاف ورزی پاتے تو غصہ میں بھی آجاتے۔ الحب للہ اور البغض للہ'' کی عمدہ مثال تھے دنیوی امور میں بھی شریعت کو ملحوظ رکھتے، ملنے والوں سے بھی اس پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے۔ تین ربیع الاول 1327ھ بروز پیر دوشنبہ بعمر تقریباً پینسٹھ سال اس دار فانی سے عالم بقاء کو سدھار گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس شرقپور شریف میں یکم دو اور تین ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے اس مبارک اجتماع میں سادگی اور

پاکیزگی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ زائرین دور دور سے آتے ہیں اور روحانی کیف لوٹتے ہیں جو ایک مرتبہ اس پاکیزہ مجلس میں شامل ہوتا ہے بار بار اس سعادت کی تمنا کرتا ہے۔

اولیا را دردروں ہم نغمہاست
طالبان را زاں حیات بے بہاست

احقر العباد (میاں) غلام اللہ عفی عنہ

نوٹ:۔ عرس مبارک میں شرکت کرنے والے حضرات کو معلوم ہوا کہ صفر المظفر کو انتیس کا شمار کریں تا کہ وہ مقررتاریخوں پر حاضر ہو سکیں۔

افضل الذکر

لا اله الا الله محمد ارسول الله

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شجرہ منثورہ

حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرۃ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین سید نا شفیعنا وسیالتنا فی الدارین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مدینہ منورہ

1. الٰہی بحرمت حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 23 جمادی الثانی 13ھ

مدینہ طیبہ

2. الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ ر رجب 23ھ (مدائن)
3. الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 24 جمادی الاول 101ھ مدائن۔
4. الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ 15 رجب 138ھ مدینہ منورہ۔
5. الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ 14 شعبان 261ھ بسطام۔
6. الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمہ اللہ 10 محرم 225ھ خرقان۔
7. الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمہ اللہ 4 ربیع الاول 477ھ طوس۔
8. الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمہ اللہ 27 رجب 535ھ مرد۔
9. الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ 12 ربیع الاول 575ھ غجدوان۔

١٠ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوکرئی رحمۃ اللہ علیہ یکم شوال 616ھ یوکر قریب بخارا۔

١١ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ 715ھ انجیر فغنی۔

١٢ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ 28 ذیقعد 721ھ خوارزم علاقہ بخارا۔

١٣ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سماسی رحمۃ اللہ علیہ 10 جمادی الثانی 755ھ سماس قریب بخارا۔

١٤ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ 8 جمادی الاول 772ھ سوخار قریب بخارا۔

١٥ الٰہی بحرمت اما الطریقۃ والشریعت حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ 3 ربیع الاول 791ھ قصر عارفان بخارا۔

١٦ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمہ اللہ 20 رجب 803ھ نوحقانیاں

١٧ الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ 5 صفر 851ء بلغنور۔

١٨ الٰہی بحرمت حضرت چراغ خاندان خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ 29 ربیع الاول 815ھ سمرقند۔

١٩ الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد ولی رحمہ اللہ یکم ربیع الاول 939 موضع وحش۔

٢٠ الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ 29 محرم 907ھ اسقرار مضافات ماوراء النہر۔

٢١ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد ادکنگی رحمۃ اللہ علیہ 22 شعبان 1008ھ ایکنگ قریب شہر سبزوار۔

٢٢ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الباقی باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ 25 جمادی الثانی 192ھ دہلی شریف۔

۲۳ الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ 28 صفر 1034ھ سرہند شریف۔

۲۴ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ 9 ربیع الاول 1079ھ سرہند شریف

۲۵ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الاحد رحمہ اللہ 27 ذی الحجہ 2126ھ سرہند شریف

۲۶ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمہ اللہ 28 جمادی الثانی 1070ھ سرہند

۲۷ الٰہی بحرمت حضرت محمد حنیف پارسا رحمۃ اللہ علیہ یکم صفر 1032ھ بامیاں از توابع کابل۔

۲۸ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۹ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ذکی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۰ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زمان رحمہ اللہ 4 ذیقعد 1188ھ ملک سندھ توباری

۳۱ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی احمد رحمہ اللہ 1233ھ موضع بوسیدی علاقہ سندھ

۳۲ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ 7 صفر 1224ھ زتر چھتر مکان شریف پنجاب۔

۳۳ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام علی رحمۃ اللہ علیہ 13 شوال 1283ھ رتر چھتر مکان شریف پنجاب۔

۳۴ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام علی رحمۃ اللہ علیہ 13 شوال 1283ھ رتر چھتر مکان شریف پنجاب۔

۳۵ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ 9 ذیقعد 1331ھ کوٹلہ پنجو بیگ پنجاب۔

۳۶ الٰہی بحرمت حضرت غوث زماں قطب دوراں سیدنا و مرشد مولانا حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری 3 ربیع الاول 1247ھ شرقپور شریف پنجاب۔

۳۷ الٰہی بحرمت حضرت قطب دوراں سید اسماعیل شاہ بخاری کرمانوالہ (اوکاڑہ)۔

اولیاء اللہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی نظر میں

اولیاء اللہ مخلوق سے نہیں ڈرتے وہ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں اس کی حفاظت اور حکومت میں امن سے رہتے ہیں انہیں اپنے دشمنوں کی کچھ پروا نہیں وہ جانتے ہیں کہ عنقریب وہ اپنے دشمنوں کو کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں اور کٹی ہوئی زبانوں کے ساتھ دیکھیں گے۔ وہ جانتے ہیں اور ان پر ثابت ہو چکا ہے کہ مخلوق عاجز اور فانی ہے لوگوں کے اختیار میں کچھ نہیں نہ نفع نہ نقصان، نہ حکومت، نہ تمنا، نہ موت، نہ زندگی، حکومت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہی قادر مطلق ہے۔ وہی دینے والا اور بخشش روک لینے والا ہے وہی زندگی عطا کرتا اور موت بھیجتا ہے۔

اولیاء اللہ شرک کے بوجھ سے آزاد ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ برگزیدہ اور ممتاز ہیں وہ اس کی رحمت، الطاف اور عنایات سے طمانیت و خوشی حاصل کرتے ہیں پہلے انہوں نے بہ تکلف زہد کیا۔ اب زہد ان کی عادت بن چکا ہے۔ اور وہ مکمل زہد ہو چکے ہیں۔

بیٹا! تو ہم نفس اور حرص و ہوس میں ڈوبا ہوا ہے عورتوں اور لڑکیوں کے پاس بیٹھتا ہے اور پھر کہتا ہے مجھے ان کی کچھ پرواہ نہیں۔ آگ کے پاس بیٹھتا ہے اور اس پر ایندھن ڈالتا ہے تیرے دین اور ایمان کا گھر ضرور ان کے آگے سے بھڑکے گا۔

جو بیٹھو گے تم آگ کے پاس جا کر
تو اٹھو گے اک روز کپڑے جلا کر

''تو سانپوں سے کھیلتا ہے، حالانکہ انہیں رام کرنے کا منتر نہیں جانتا۔ تو خود اندھا ہے دوسروں کی آنکھیں کیسے روشن کرے گا تو خود حاصل ہے۔ دوسروں کو کیا دین کی تعلیم دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اور ان کی قدرت اور اس کے قرب اور مخلوق کے ساتھ اس کے معاملات سے بے خبر ہے۔ تو دوسروں کو اللہ تعالیٰ تک کیسے لے جائے گا''۔

لوگو! میری بات سنو اور اسے مانو۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا اور اللہ تعالیٰ کے رسول پاک ﷺ کا نائب ہوں۔ میں احکام دین کے بارہ میں کسی کا لحاظ نہیں

کرتا۔ میں صرف اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کے سامنے جواب دہ ہوں۔

سن لو! یہ عارضی ہے اور فانی ہے۔ یہ آفات ومصائب کا گھر ہے یہاں ہر شخص کے قریب درندے منہ کھولے کھڑے ہیں۔ غافلو! قبر کا منہ کھلا ہے۔ موت کا اژدہا اپنا پھن لہرا رہا ہے اور تمہارے گرد اپنا چکر تنگ کر رہا ہے۔ سلطان قدر کے ہاتھ میں تلوار ہے اور وہ امر کا منتظر تمہارے اوپر کھڑا ہے۔

سبب کے مشترک الاسباب اور مسبب الاسباب سے غافل اگر تو نے توکل کے رزق کا مزا چکھا ہوتا ہے تو مخلوق کے پیچھے نہ بھاگتا۔ حصول رزق کے صرف دو طریقے ہیں۔ شریعت کی موافقت کے ساتھ کسب سے رزق حاصل کرے تو توکل سے۔

تجھ پر افسوس! اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کرتا اور لوگوں سے مانگتا ہے کیا اس نے تیرے رزق کا ذمہ نہیں لے رکھا۔ لوگو کی باتوں سے دھوکا نہ کھا نہ ان سے نفع نقصان دیکھ۔ دنیا جو کچھ دیتی ہے۔ وہ سانپ اور بچھو ہیں۔ وہ زہر قاتل ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات سے ہاتھ اٹھالو اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔

اولیا اللہ سے ملنے کے فوائد

حدیث کی روشنی میں (مؤلف)

❶ ایک شخص نے اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں میں کسی نیک بندے کی ملاقات کرنے کے لئے سفر کیا اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا۔ اس نے پوچھا تو کہاں جاتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ فلاں گاؤں میں ایک نیک بندہ رہتا ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں فرشتے نے کہا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے جس کے بدلے میں تو جا رہا ہے اس نے کہا نہیں میں تو فقط اللہ کے لئے جا رہا ہوں فرشتے نے کہا میں اللہ کا قاصد ہوں تجھ کو بشارت دینے آیا ہوں جس طرح تو اس بندے سے محض اللہ کے لئے محبت رکھتا ہے اللہ بھی تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ (مسلم شریف)

❷ جب کوئی شخص کسی مسلمان کی عیادت کو جاتا ہے یا کسی نیک بندے کی ملاقات

کے لئے چلتا ہے تو ایک پکارنے والا آواز لگاتا ہے تو بھی اچھا ہے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہے تو نے اپنا گھر جنت میں بنالیا۔ (ترمذی شریف)

۴ جو لوگ میرے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں آپس میں اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ باہمی ملاقات کرتے ہیں میرے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے میرے محبت واجب ہوگئی۔ (حدیث شریف)

۵ جو لوگ آپس میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے جائیں گے۔ ان لوگوں کے بلند مرتبے کو دیکھ کر صدیق اور شہدا رشک کریں گے۔

ذکر پاس انفاس ارّہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو بزور تمام اوپر سانس کے ساتھ کھینچ کر مغز میں لے جائیں دم کو بند رکھیں جب بہت زیادہ گھٹ جائے تو محمد رسول اللہ کے ساتھ دم کو آہستہ آہستہ چھوڑیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ معلوم تک نہ ہو اس دوران سر جھکا ہوا ہو اور نظر ناف پر رکھے پاس انفاس میں دم کو آہستہ آہستہ چھوڑنے کا صوفیائے کرام ''آرا'' کہتے ہیں۔ دونوں سانسوں کے درمیان وقفہ کو ہی اصل مقام حاصل ہے اس کو ہی مقام آب حیات کہتے ہیں اور مجمع البحرین بھی اسے کہتے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو تلقین کیا تھا اور پانی میں کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اسی لئے پاس انفاس کے عمل سے لدنی شروع ہو جاتا ہے جو خالصتاً ملائکہ عالم امر سے سالک کی روح پر القا کرتے ہیں اس کے فوائد بھی کافی ہیں۔ مثلاً عمر دراز ہوتی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے اس کے علاوہ خیر و برکت اور رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔

دراصل یہ عمل ایک روحانی علاج ہے۔ علاج کے ساتھ پرہیز بھی ضروری ہے ورنہ حالت سابقہ سے بھی گیا گذرا ہو جائے گا۔ بنیادی شرط ترک سماع رزق حلال نماز با جماعت کی پابندی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا اہتمام حواس خمسہ پر سیر حاصل تصرف ہو۔

اس ذکر کو سلطان الاذکار کہا جاتا ہے اور عارفان خدا کا ذکر ہے اور یہ ذکر دیگر تمام اذکار سے سادہ آسان اور قابل عمل ہے۔

اس میں صرف ایک ہی ضرب ہے اس میں غذا کی کوئی پابندی نہیں ہر شے کھائی جاسکتی ہے، جو رزق حلال سے حاصل شدہ ہو مگر یہ ضروری ہے کہ معدہ خالی ہو، شکم سیری کی حالت میں نقصان ہوتا ہے۔ ملفوظات مہریہ قدس سرہ العزیز کا ملفوظ نمبر ۱۲۲۔ قارئین کے استفادہ کے لئے یہاں درج کیا جا رہا ہے:

''فرمایا کہ ایک فقیر نے ایک خط بھیجا ہے کہ ذکر پاک انفاس سے میرے بدن میں

بیماری پیدا ہوگئی ہے اس کا جواب مشتمل بر علاج اس کی طرف تحریر کر دیا گیا ہے بیشک ذکر پاس انفاس صفائی باطن میں عجب اثر رکھتا ہے۔ ابتدا امر میں تو ذاکر کو اس کے شغل میں مجاہدہ کرنا پڑتا ہے لیکن اجراء کے بعد ذکر خود بخود قلب ذاکر پر ایسا استیلا پالیتا ہے کہ اس کو نہیں چھوڑتا۔ مثلاً اگر کسی وقت ذاکر اپنے ضعف اور ناتوانی کے باعث ذکر چھوڑنا بھی چاہے تو ذکر اس کو نہیں چھوڑے گا۔ ایسی حالت میں مرض کے پیدا ہو جانے کا امکان ہوتا ہے۔ مگر یہی ذکر وظیفہ مردان حق کی جان ہے۔

نفس کی آمد ہ شد ہے نماز اہل حیات
جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو

نفی واثبات

جب سانس اندر لے جائے تو لَا اِلٰہ کہے یہ نفی ہوگی اور جب سانس باہر نکالے تو اِلَّا اللہ کہے یہ اثبات ہوگا۔

اللہ جل جلالہ

''اسم ذات اللہ سے محبت''

خواجگان نقشبند کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ اسم ذات اللہ اللہ لکھ کر خوب مشق فرمایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہ معمول تھا کہ رب العالمین کے نام نامی اسم گرامی اللہ اور اسم مبارک محمد ﷺ اکثر قلمبند فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ خوش نویس تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان ہر دو اسمائے گرامی کے بے حد عاشق وشیدائی تھے اور یہ دونوں نام انہیں دنیا و جہان کی ہر شے سے زیادہ محبوب تھے۔ اسی طرح میرے ابا جان بھی اپنے شیخ کامل کی اتباع فرمایا کرتے تھے۔ والد گرامی بھی اسم ذات اللہ لکھنے کی اکثر مشق فرمایا کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے'' اللہ کے بہترین نام ہیں تم انہی ناموں کے ذریعہ سے اسے پکارا کرو اور ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ دو جو اسمائے خداوندی کے منکر ہیں۔ عنقریب ان لوگوں کو ان کے عمل کی سزا دی جائے گی''۔ مقصود ربانی یہ ہے کہ جب بھی تم خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ہاتھ پھیلاؤ تو تم اسے اسی کے ناموں سے پکارو۔ اپنے فرضی اور مصنوعی ناموں سے اسے یاد نہ کرو۔

اللہ جل جلالہ اسم ذات، اسم اعظم، ذات واجب الوجود معبود حقیقی کا نام ہے۔ اللہ اس پاک ہستی کا نام ہے جو تمام صفات کاملہ کی جامع اور تمام نقائص اور عیوب سے منزہ ہے۔ عربی میں یہ لفظ ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کے لیے نہیں بولا جاتا۔ اللہ ہی ہے جو سالکوں کو راہ دکھاتا ہے، طالبوں کو ملاتا ہے اللہ ہی ہے کہ سب ولی، شہید، سب صدیق، سب فرشتے، سب نبی، سب رسول اس کے بندہ ہیں اس کے حکم کے سامنے سرافگندہ ہیں۔ اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان سب کا بھروسہ اور سہارا اور اعتماد توکل اللہ ہی کی

ذات پاک پر ہوا کرتا ہے۔ اللہ ہی وہ اسم ذات ہے جو جملہ صفات کو اپنے اندر موجود رکھتا ہے اللہ ہی ہے جس نے ہمارے آقا مولیٰ سیدنا محمد ﷺ کو رحمۃ اللعالمین بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ جن کے ساتھ ہمیں دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ننانوے (۹۹) ہیں جو شخص ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سو (۱۰۰) نام کلام اللہ میں مذکور ہیں ان میں ننانوے نام لوگوں پر ظاہر ہیں اور ایک نام پوشیدہ ہے اور وہی اسم اعظم ہے۔ اس کو راز میں رکھنے کا اصل سبب یہ ہے کہ اگر عوام کو اسم اعظم معلوم ہو جاتا تو وہ اسی میں مشغول رہتے اس کے علاوہ قرآن پاک اور دیگر عبادات کو ترک کر دیتے اور یوں اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندے بن جاتے۔

اللہ کے اعداد بحساب ابجد چھیاسٹھ (٦٦) ہیں ایک تسبیح یا اللہ چھیاسٹھ دانوں والی کا روزانہ ورد تمام جائز مسائل کے حل کے لیے کافی ہے۔ یہ ورد وضو کی حالت میں کرنا چاہیے اس کے علاوہ اللہ کے ناموں کو استعمال کرنے کے اور کئی طریقے بھی ہیں مثلاً

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ روحانی علوم میں بھی ماہر تھے آپ نے ان لوگوں کے لیے جن کو فلکی اثرات نے بے دست و پا بنا رکھا ہو ایک نہایت عمدہ نسخہ تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے نام کے اعداد بحساب ابجد نکالیے پھر اللہ تعالیٰ کے (۹۹) صفاتی ناموں میں سے ایک ایسا یا ایسے ایک سے زائد نام انتخاب کیجئے جن کے حروف کی عددی قیمت کی میزان آپ کے نام کے حروف کی عددی قیمت کی میزان کے برابر ہو۔ ان اسماء کا ورد اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف بعد نماز فجر اتنی ہی تعداد میں جتنی تعداد آپ کے نام کے حروف کی عددی قیمت ہو کریں تو اس سے اثرات غم دور ہوں گے اور رزق میں وسعت ہوگی۔ یاد رہے اسماء حسنیٰ سے پہلے یا اللہ کا اضافہ ضروری ہے اس کی مثال یوں ہے۔

میرا نام محمد سعید ہے اس کی عددی قیمت اس طرح ہوگی۔

م	ح	م	د		س	ع	ی	د	
۴۰	۸	۴۰	۴	+	۶۰	۷۰	۱۰	۴	=۲۳۶

اب مجھے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایسا ایک یا ایک سے زائد نام جن کے حروف کی عددی قیمت ۲۳۶ ہو تلاش کرنا ہے۔ تلاش کرنے پر کوئی واحد نام ایسا نہ ملا جس کی عددی قیمت ۲۳۶ ہو ہاں البتہ دو صفاتی نام ایسے ملے ہیں جن کی عددی قیمت کا مجموعہ ۲۳۶ بنتا ہے اور وہ عدد ہیں "الوکیل" (۶۶) عدد اور "القدوس" (۱۷۰) عدد = (۲۳۶)۔ اب اسی ترتیب یعنی "یا وکیل یا قدوس" پڑھنا ہے مگر ان سے پہلے "یا اللہ" ضرور شامل کرنا ہے۔ کتاب ہذا میں اسماء الحسنیٰ کا سلسلہ وار چارٹ دیا گیا ہے۔ چھوٹے نمبر شمار والا اسم مبارک پہلے اور بڑے نمبر شمار والا بعد میں پڑھنا ہے گویا مکمل وظیفہ یوں ہوگا: "یا اللہ یا وکیل یا قدوس" یہ تینوں نام اکٹھے ایک دانہ تسبیح پر پڑھتے ہیں اول و آخر درود شریف ۳، ۵، ۷، ۹، یا ۱۱ دفعہ دن میں صرف ایک بار یا یہ وظیفہ ہے۔ ان ناموں اور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام اَلْقُدُّوسُ، اَلْوَکِیْلُ کی بجائے یَا قُدُّوس یَا وَکِیْل پڑھنا ہے۔

قارئین کی سہولت کے لیے اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) اسمائے حسنیٰ کی عددی قیمت کا چارٹ اور اردو عربی حروف کی عددی قیمت کا چارٹ دونوں علیحدہ علیحدہ کتاب میں درج کر دیے گئے ہیں۔

اب جب کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں کی عددی قیمت کا تذکرہ یہاں چل ہی نکلا ہے تو پھر ایک عجیب و غریب بات اسماء النبی ﷺ کی اور وہ بھی سکھوں کے گرونانک کی زبانی قائین کی دلچسپی کے لیے یہاں ہو جانی چاہیے۔ گورونانک فرماتے ہیں۔

ہر عدد کو چوگن کر لو دو (۲) اس میں دو بڑھا۔

پورے جوڑ کو پنچ گن کر لو۔ بیس (۲۰) سے اس میں بھاگ لگا دے۔

باقی بچے کو نو (۹) گن کر لو، دو (۲) کو اس میں دو بڑھا۔

گورونانک یوں کہے ہر شے میں محمد (۹۲) کو پائے۔

مثلاً میرا نام محمد سعید ہے میرے نام کا عددی مجموعہ ۲۳۶ ہے مذکورہ فارمولا کے مطابق

بات کچھ یوں بنے گی۔

۴ گن:	۹۴۴=۴x۲۳۶
دو بڑھاؤ:	۹۴۶
پورے جوڑ کا پانچ گن:	۴۷۳۰=۵x۹۴۶
بیس سے بھاگ (تقسیم):	۴۷۳۰/۲۰
	۲۳۶-۱۰
باقی بچے کا ۹ گنا:	۹۰=۹x۱۰
دو بڑھاؤ:	۹۲=۲+۹۰

میرے نہایت مہربان دوست جناب عطا محمد صاحب پٹواری نہر موڑ کھنڈا ضلع شیخوپورہ فرماتے ہیں کہ بقول جناب شیخ القرآن علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی یہ فارمولا کسی مسلمان بزرگ کا ایجاد کردہ ہے نام فی الحال وہ بتا نہیں سکے اگر اگلی اشاعت تک پتہ چل گیا تو شائع کرا دیا جائے گا۔ مزید تشریح آخری صفحات میں ملاحظہ ہو۔

۹۲ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسم مبارک کے حروف م ح م د کا عددی مجموعہ ہے میں نے اللہ کے تقریباً سبھی ناموں پر یہ فارمولا آزمایا ہے اور جواب ۹۲ محمد ﷺ پایا ہے۔

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

ریاضی کے نقطہ نظر سے قرآنی معجزے کو سمجھنے کے لیے کمپیوٹر کی شہادت کا کچھ ذکر یہاں کر دینا قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث بنے گا آج جب کہ کمپیوٹر ایجاد ہو چکا ہے تو سائین اور ریاضی میں انقلاب آ گیا ہے چنانچہ کمپیوٹر سے سوال کیا گیا ہے کہ انسان قرآن جیسی کتاب کی تصنیف کرنا چاہے تو کتنی مرتبہ کوشش کرنے سے یہ بات ممکن ہو سکتی ہے؟ کمپیوٹر نے جواب دیا کہ

۶۲۶۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

۲۴ صفر

اتنے انسان اور اتنی ہی بار کوشش کرنے کے باوجود اس جیسی کتاب لکھ نہیں سکتے۔ قرآنی معجزے کو سمجھنے کے لیے ایک سے انیس تک گنتی جاننا بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ ۱۹ کا ہندسہ قرآن مجید میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ چوتھی وحی میں قرآن پاک کے ۷۴ ویں (سورۃ مدثر کی ابتدائی ۳۰ آیات آپ کو دے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام تیسویں آیت پر رک گئے جو ذیل میں درج ہے۔

علیہا تسعۃ عشرہ۔

''اس پر انیس ہیں''

مذکورہ آیت پر رک کر سورۃ اقراء کی بقایا ۱۴ آیات حضور اکرم ﷺ کو دے جاتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا کہ ایسا کیوں ہوا؟ قرآن مجید کی اس آیت ''اس پر انیس ہیں'' کا مطلب کیا ہے مفسرین نے اس کے مختلف معنی لیے ہیں کسی نے کہا کہ دوزخ کے ذکر کے بعد یہ آیت آئی ہے اس لیے اس کا مطلب وہ ۱۹ فرشتے ہیں جو دوزخ پر مامور ہیں کسی نے کہا یہ اسلام کے ۱۹ اساسی اصول ہیں لیکن ہر ایک نے لکھا کہ اصل حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے اب دیکھیے کمپیوٹر کیا کہتا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے پہلی وحی میں سورۃ العلق اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کی پانچ آیات آنحضرت ﷺ کو پڑھوائیں۔ چوتھی وحی میں سورۂ مدثر (نمبر ۷۴) کی تیس آیات دیں اور پھر رک گئے اور سورۂ اقراء کی باقی ۱۴ آیات حضور اکرم ﷺ کو پڑھوائیں اس طرح سورۂ اقراء کی ۱۹ آیات مکمل ہو گئیں یعنی سورۂ مدثر میں علیہا تسعۃ عشر کہنے کے فوراً بعد انیس آیات اقراء مکمل ہو گئی۔

۱۹ کے اس ہندسہ میں حیرت انگیز باتیں ہیں کچھ آپ بھی پڑھ لیں۔

❶ سورہ اقراء (العلق) کی پہلی پانچ آیات میں ۱۹ الفاظ اور ۷۶ حروف ہیں جو ۱۹ پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔

❷ قرآن مجید میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں یہ ہندسہ بھی ۱۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

❸ ۱۱۴ سورتوں کو الٹا گنیں یعنی ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، تو ٹھیک ۱۹ ویں نمبر پر سورۂ اقراء (۹۶) آتا ہے۔

❹ قرآن کریم کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوتا ہے۔ جس میں ۱۹ حروف ہیں اس آیت کا ہر لفظ جتنی دفعہ قرآن پاک میں آیا ہے وہ ۱۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے ایسا ہونا محض اتفاقی بات نہیں ہے اسم ۱۹ مرتبہ آیا ہے۔ اللہ ۲۶۹۸ مرتبہ، الرحمٰن ۵۷، الرحیم ۱۱۴ مرتبہ، جو سب ۱۹ پر برابر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ بسم اللہ سورہ النمل میں دو مرتبہ اور سورہ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو تعداد ۱۱۵ ہو جاتی ہے جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی۔

❺ قرآن مجید کی ۲۹ سورتوں کے شروع میں جو حروف مقطعات آئے ہیں اور یہ حروف جتنی بھی دفعہ ان سورتوں میں آئے ہیں ان کا مجموعہ ۱۹ سے تقسیم ہو جاتا ہے۔

❻ ۱۹ کا ہندسہ ایک اور نو سے مرکب ہے ایک کا عدد اللہ تعالیٰ کی وحدت کا آئینہ دار ہے اور ۹ کا عدد اس کی مخفی صفات کا علمبردار ہے۔

چنانچہ ۱۹ کا عدد جو ایک اور نو کا مجموعہ ہے اس کی صفات ظاہر و باطن پر محیط ہیں حسابی نقطہ نظر سے ایک سے پہلے کوئی ہندسہ نہیں اور نو کے بعد بھی کوئی مفرد ہندسہ نہیں۔ یعنی ۱۹ کا ہندسہ ابتدا اور انتہا پر حاوی ہے اور غالباً اسی کے لیے قرآن کے حسابی نظام کی اساس اسی ہندسہ سے پر رکھی گئی ہے۔

اس کے علاوہ ۱۹ کے ہندسہ میں اور بے شمار حیرت انگیز حسابی راز ہیں جو پھر کسی موقعہ پر عرض کروں گا یہاں اس قرآنی آیت پر یہ بات ختم کرتا ہوں۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

''کہہ دو اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس کتاب جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں''۔ (بنی اسرائیل: ۸۸)

اسم ذات اللہ کی عجیب وغریب جامعیت

آج کا زمانہ کمپیوٹر کا زمانہ ہے جس کا تعلق ریاضی سے ہے سائنس میں سچائی کا آخری معیار ریاضی ہے۔ لفظ اللہ کی عجیب وغریب جامعیت کے متعلق علم حساب کا ایک فارمولا پیش کیا جارہا ہے جس پر عمل کرنے سے ہر چیز کے وہی مقررہ اعدا حاصل ہوں گے جو لفظ اللہ کے اعداد ہیں۔ موجودات عالم کی ہر ذات اور ہر چیز پر حاوی ہے اس کا تعلق چاہے کسی عالم سے ہو اللہ کے نام مبارک کی عددی قیمت ۶۶ ہے قاعدہ، کلیہ درج ذیل ہے۔

1. کسی لفظ کی عددی قیمت نکال کر جمع کر لی جائے۔
2. ''۲'' سے ضرب دو۔
3. حاصل ضرب میں ایک جمع کر دو۔
4. حاصل جمع کو ''۳'' سے ضرب دو۔
5. حاصل ضرب کو ۶ پر تقسیم کرو۔
6. باقی بچے کو ۲۲ سے ضرب دو۔

جواب ۶۶ آئے گا جو اللہ کے اعداد ہیں ''ہمہ از اوست ہے'' کہ ہر چیز اور ہر ذرہ جل جلالہ ہی کی تخلیق ہے۔ مثلاً

محمد ﷺ، عددی قیمت	=۹۲
۲ سے ضرب	=۱۸۴
۱ جمع کیا	=۱۸۵
۳ سے ضرب دو	=۵۵۵
۶ سے تقسیم کرو	=۹۲-۳
۲۲ سے ضرب دو	۳×۲۲=۶۶

باقی بچے کو ۲۲ سے ضرب دی تو ۶۶ جواب آیا یہی نام اسم ذات اللہ ہے۔ جس طرح موجودات عالم کی ہر شے میں اللہ بس رہا ہے اسی طرح حقیقت محمدیہ کائنات کی ہر شے میں جلوہ گر ہے۔ علم حساب کے اس فارمولا کی آزمائش کر کے لطف اندوز ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کے مابین تعلق کا اندازہ درج ذیل شعر سے کریں۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

حق تعالیٰ شانہ جل شانہ جل جلالہ عم نوالہ قرآن پاک کے پارہ ۶ رکوع ۶ آیت ۱۵ میں ارشاد فرماتے ہیں:

قد جاءَ کم من اللہ نور و کِتٰبٌ مبینٌ۔

''بے شک تمہارے پاس اللہ کا نور اور ایک واضح کتاب آ چکی ہے''۔

اہل سنت کے امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور اکرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدسہ اس نور کی چمک ہے اور فرشتے انہیں انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی اس سلسلہ میں تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت عبد النبی شامی نقشبندی قدس سرہ العزیز ''مجموعہ الاسرار'' کے مکتوب نمبر ۵۶ میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرضداشت میں تحریر فرماتے ہیں ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے جس نے اپنا بھید انسان کی حقیقت کے ساتھ ظاہر کیا اور اس پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے جو اللہ کے نور سے ہے اور جس کے نور سے اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں کو پیدا کیا اے لوگو! اس ذات پر صلوٰۃ و سلام پڑھو''۔

سلطان الفقر محمد باہو قدس سرہٗ العزیز اپنی تصنیف لطیف رسالہ ''روحی شریف'' میں ارشاد فرماتے ہیں۔ جان لو! کہ جب نور احدی کے جملہ وتنہائی سے کثرت کے مظاہر کے ارادہ فرمایا تو اس گرم بازاری کے لئے حسن کے جلوہ مصطفیٰ کو ذریعہ بنایا اس شمع جمال نور

احمدی ﷺ پر کونین پروانہ وار جل مٹے (عاشق ہوئے) (نور ذات نے) نقاب میم احمدی پہن کر صورت احمدی ﷺ اختیار کی اور کثرت جذبات وارادہ سے سات بار اپنی ذات میں جنبش کھائی جس سے سات ارواح فقراء باصفاء فنافی اللہ بقاء باللہ تصور ذات میں محو سرتاپا مغز بلا پوست آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال قبل بحر جمال میں متفرق شجر مرادۃ الیقین پر پیدا ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک بجز ذات حق کسی کو نہیں دیکھا اور ماسوائے اللہ کبھی نہیں سنا انہیں حریم کبریا کے مندر میں دائمی وصال لازوال حاصل ہے وہ کبھی نوری جسد اختیار کر کے تقدیس وتنزیہ میں کوشاں ہوئے ہیں۔ گاہ قطرہ بحر میں اور گاہ بحر قطرہ میں (ان کی مثال ہے) اور فیض عطا کی چادر یعنی جب فقر اختتام کو پہنچتا ہے اللہ ہی ہوتا ہے ان کے اوپر ہے پس انہیں حیات ابدی اور عزت سرمدی کا تاج حاصل ہے یہ فقر خاص لایحتاج ہے اپنے رب سے یا اس کے غیر سے وہ معزز ومکرم ہیں۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اور ان کو قیام قیامت کی بھی خبر نہیں۔ ان کے قدم جملہ اولیاء غوث وقطب کے سر پر ہیں اگر ان کو یکتائی کے باعث خدا کہیے بجا ہے۔ اگر (شریعت کی رو) بندہ خدا جانے روا ہے، جس نے جانا اسی نے جانا اس کا مقام حریم ذات کبریا ہے۔ وہ حق سے ما سوائے الحق کوئی چیز طلب نہیں کرتے اور کمینی دنیا اور اخروی نعمتوں حوروں قصور اور بہشت کو ایک نظر بھی نہیں دیکھتے اور وہ ایک جلوۂ نور جس سے موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے اور کوہ نور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ ہر لحہ اور آنکھ جھپکتے میں ایسے ستر ہزار جذبات انوار ذات کے جلوے ان پر ہوتے ہیں۔ وہ دم نہیں مارتے اور نہ آہ کھینچتے ہیں، بلکہ اور لائیے کا نعرہ مارتے ہیں۔ وہ سلطان الفقاء اور کونین کے سردار ہیں۔ ایک روح خاتون قیامت (فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا) کی اور ایک روح خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کی اور ایک روح شیخ حقیقت الحق نور مطلق مشہور اعلیٰ الحق حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک روح انوار سر السرمد حضرت پیر رزاق فرزند حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہٗ العزیز کی اور ایک روح باہویت کی آنکھوں کے چشمہ سراسرار ذات باہو بندہ فقر باہو قدس سرہ العزیز اور

دوا ارواح دیگر اولیاء اللہ کی ہیں جن کی برکت سے دارین کو قیام ہے جب تک یہ دو رروحیں آشیانہ وحدت سے مظاہر ہیں کثرت سے محو پرواز نہ ہولیں قیام قیامت نہ ہوگی۔ان کو نگاہ نور وحدت اور عزت کی کیمیا ہے جس پر بھی ان کی نگاہ پڑتی ہے۔نور مطلق بنا دیتی ہے آپ ابیات باہو میں فرماتے ہیں کہ:۔

عقل فکر دی جا نہ کائی جتھے وحدت سر سبحانی ہو
اوتھے ملاں پنڈت جوشی اوتھے علم قرآن ہو ناں
جد احمد احد دکھائی دتا تاں کل ہووے فانی ہو
علم تمام کیتو نے حاصل باہو کتاباں ٹھپ آسمانی ہو

ترجمہ:۔ ❶ جہاں وحدت سر سبحانہ تعالیٰ (کا مقام ہے) وہاں عقل اور فکر کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ وحدت سر ذات علم وفضل عقل وفکر اور حواس خمسہ کی حدود کے آگے گزر جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

❷ وحدت سر ذات سبحانہ تعالیٰ ایسا مقام ہے کہ وہاں نہ ملاں (کی گنجائش ہے اور) نہ ہی وہاں پنڈت اور رمل دان (کی ضرورت ہے) اور نہ ہی وہاں علم قرآنی (تفسیر مسئلہ مسائل انہی درکار ہے) کیونکہ حصول مقام کے بعد منزل اور رسوم راہ درکار نہیں رہتے

❸ راہ سلوک میں جب نور احمد ﷺ عین (نور ذات) احد جل شانہ دکھائی دیتا ہے تو سالک کے حواس خمسہ آرزو و ارادہ علم وفضل سب کچھ ذات حق میں فانی ہو جاتا ہے۔

❹ اے باہو ایسے عارفان ذات نے کتب آسمانی (کی انتہا پا کر اور انہیں) بند کر کے علم تمام (یعنی علم العلم) حاصل کر لیا۔

فخر الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے نام مبارک کے اعداد دنیا اور آخرت کی ہر چیز انسان، حیوانات، جمادات و نباتات میں ہی نہیں، بلکہ لوح محفوظ قرآن پاک کا ارض و سما، سورج اور چاند ستاروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔اس ضمن میں سکھ مت کے بانی بابا گورو نانک نے ایک رباعی عطا فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ ہر شے میں محمد ﷺ کا جلوہ نظر آئے گا۔

وہ رباعی قارئین کرام کے لئے پیش کی جاتی ہے۔

کیا شان احمدی ﷺ کا چمن میں ظہور ہے

ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

اس ضمن میں حضرت باوا گورونانک صاحب کے ارشاد کے مطابق تشریح:۔

نام لو ہر بست کا کریو چوگن واؤ

(ب) (د) (س)

پنج ملا کے دس گن کیجیو بیس بھوگ لگاؤ

(چ)(ح)

جو بچے سو نوگن کیجیو دو ہور رلاؤ

نانک ہر ایک بست سے محمد نام بناؤ

ترجمہ:۔کسی کے نام کے اعداد نکال کر چار سے ضرب دو پھر پانچ ملا کر دس سے ضرب دے کر بیس سے تقسیم کر دیں اور جو باقی بچے اس کو نو سے ضرب دے کر دو بڑھا دیں تو اس طرح حضور ﷺ کے اسم گرامی کے اعداد و مبارک ظہور پذیر ہوں گے۔

مندرجہ بالا رباعی کا تفصیلاً ذیل میں ان اعداد کے نسبت تجزیہ کیا جاتا ہے جن کے بارے میں باوا گونانک صاحب نے ذکر کیا ہے۔

(الف)۔چار سے ضرب دینے کا مطلب۔آپ ﷺ کے چار بڑے صحابہ کرام ہیں جنہوں نے قرآن پاک کی اشاعت کی اور اس کو پھیلایا۔یعنی

1. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
2. حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
3. حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
4. حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثنا کے بعد قرآن پاک کا آغاز حروف مقطعات ''الف۔لام۔میم'' سے ہوتا ہے۔

الف سے مراد ''اللہ'' لام سے مراد ''قرآن پاک'' کے ۳۰ سپارے اور میم سے مراد حضور ﷺ کی چالیس سالہ زندگی'' کی طرف اشارہ ہے۔ جب سے آپ ﷺ پر قرآن پاک کا نزول ہوا۔ لام اور میم کے اعداد یکجا کرنے سے ۷۰ بن جاتے ہیں جو لفظ ''ع'' میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ عدد ۷۰ صحابہ کرام کی طرف اشارہ کرتا ہے جن کے اسماء گرامی لفظ ''ع'' سے شروع ہوتے ہیں۔

(ب)۔ عدد 5 جمع کرنے کا مطلب یہ ہے یعنی

1. آنحضرت ﷺ۔
2. حضرت علی رضی اللہ عنہ۔
3. خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔
4. حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔
5. حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔

(د) عدد ۱۰ سے ضرب دینے کا مطلب عشرہ مبشرہ ہے

1. حضرت ابوبکر صدیق
2. حضرت عمر فاروق
3. حضرت عثمان غنی
4. حضرت علی
5. حضرت طلحہ
6. حضرت زبیر
7. حضرت عبدالرحمٰن بن عوف
8. حضرت سعد بن ابی وقاص
9. حضرت سعید بن زید
10. حضرت ابوعبیدہ بن الجراح

(رضوان اللہ علیہم اجمعین)

(س) عدد ۲۰ سے بھوگ لگانے کا مطلب: یہ ہے یعنی

1. آنحضرت محمد ﷺ
2. حضرت ابوبکر صدیق
3. حضرت عمر فاروق
4. حضرت عثمان غنی
5. حضرت علی المرتضیٰ
6. حضرت امام حسن

- ۷ حضرت امام حسین
- ۸ حضرت امام زین العابدین
- ۹ حضرت امام باقر
- ۱۰ حضرت امام جعفر
- ۱۱ حضرت امام موسیٰ کاظم
- ۱۲ حضرت امام رضا
- ۱۳ حضرت امام تقی
- ۱۴ حضرت امام نقی
- ۱۵ حضرت اما حسن عسکری
- ۱۶ حضرت امام مہدی
- ۱۷ حضرت امام ابوحنیفہ
- ۱۸ حضرت امام مالک
- ۱۹ حضرت امام شافعی
- ۲۰ حضرت امام احمد بن حنبل

(ج) عدد ۹ سے ضرب دینے کا مطلب یہ ہے یعنی

- ۱ اللہ تعالیٰ جلہ شانہ
- ۲ رسول اللہ ﷺ
- ۳ حضرت ابوبکر صدیق
- ۴ حضرت عمر فاروق
- ۵ حضرت عثمان غنی
- ۶ حضرت علی المرتضیٰ
- ۷ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرہ
- ۸ حضرت امام حسن
- ۹ حضرت امام حسین

(ح) عدد ۲ ملانے کا مطلب

(۱)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ

(۲)۔ سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ

فخر الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے اسم مبارک کے اعداد ۹۲ ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

م۔ 40

ح۔ 08

م۔ 40

د۔ 08

92

ایک کارآمد نسخہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کائنات میں ان گنت مخفی قوتیں انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ کوئی خوش ہے تو کوئی غم زدہ ہے، کوئی تندرست ہے تو کوء دائم المریض ہے، کوئی تنگ دست ہے تو کوئی فراخ دست ہے۔ اسی طرح سے سیاروں سے نکلنے والی لہریں انسانی زندگی پر کئی طرح کے اثرات ڈالتی ہیں۔ کہیں شقاوت ہے تو کہیں سعادت ہے کہیں نحوست ہے تو کہیں خیر و برکت ہے۔ جو سعد سیارگان کے زیر اثر پیدا ہوئے ان کی خوشیوں بھری زندگی ہوگی اس کے برعکس جو نحس سیارگان کے زیر اثر پیدا ہوئے ان کی زندگی دکھ بھری اور ناکامیوں کی زندگی ہوگی۔ گو بظاہر وہ کتنے ہی مال دار کیوں نہ ہوں مگر حقیقی سکون و اطمینان اور مسرت و شادمانی سے محروم ہوں گے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روحانی علوم میں ماہر تھے انہوں نے ایسے لوگوں کے لئے جنہیں فلکی اثرات نے بے دست و پا بنا رکھا ہو۔ ہر طرح کی بظاہر آسودگی کے باوجود بیمار اور متفکر رہتے ہوں۔ ان کے لئے ایک نہایت ہی عمدہ اور کارآمد نسخہ تجویز فرمایا ہے۔ کمپیوٹر اور علم حساب کی رو سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ موجودات عالم کی ہر ذات اور ہر چیز میں ''اللہ'' اور ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارک موجود ہیں جن کا ورد اور وظیفہ ایک خاص طریقہ سے کیا جاوے تو اسماء مبارک کی برکات و فیوض سے بدبختی اور نحوست کے اثرات زائل ہو کر صحت و تندرستی، خوشی اور مسرت کی نعمت نصیب ہو سکتی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طب جسمانی اور طب روحانی'' میں انسانی زندگی پر سیارگان کے اثرات کے متعلق تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

''اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی پیدائش میں فرشتوں سے فخر کرتا ہے۔ انسان کی پیدائش کے سات ادوار ہیں۔ ان کا قرآن کریم میں بالوضاحت ذکر ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ﴿۱۲﴾

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۱۳﴾

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ
عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ
اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۴﴾

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾

ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآىِٕقَ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ
غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷﴾

گویا پہلے وہ سلالہ ہوتا ہے پھر نطفی، بعدازاں علقہ، پھر مضغہ، پھر ہڈیاں بنتی ہیں۔ پھر گوشت و چمڑا، اوران کے بعد ایک اور خلقت پیدا ہوتی ہے اوران سات اقسام میں سے ہرایک قسم سات ستاروں میں سے ایک سیارہ کے مقابل ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ پہلے مہینہ میں زحل خادم ہوتا ہے اور دوسرے میں مشتری۔ علیٰ ہذا القیاس ساتویں ماہ میں قمر کی باری آتی ہے اور تمام آلات واعضاء کامل وتمام ہوجاتے ہیں اوراس کے شروع میں اسے نور شمس پہنچتا ہے پس اس کے ہاتھ اور پاؤں لمبے ہوتے ہیں اور تمام حواس ظاہر ہوجاتے ہیں تو قوت قمر سے زندہ رہتا ہے۔ پھر آٹھویں مہینے میں زحل کی نوبت آتی ہے۔ اور چونکہ اس کا حال اخفا ہے پس اگر بچہ پیدا ہوجائے تو تھوڑا عرصۃ ہی زندہ رہتا ہے۔ نویں مہینے وہ قوت مشتری سے پیدا ہوتا ہے پس اس اندھیرے میں اس پر فلک القمر کے نو چکر آتے ہیں پھر رحم اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے فضا میں ڈال دیتا ہے تو اسے دنیا کی ہوا لگتی ہے اور پھر ستارے روح حیوانی کی پرورش میں مشغول ہوجاتے ہیں اور ملائکہ نفس کی تربیت میں لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ طفولیت کے زمانے کو قطع کرتا ہوا جوان بن جاتا ہے۔ پھر ادھیڑ۔ پھر بوڑھا اور پھر فرتوت (کبڑا) ہوکر مرجاتا ہے۔ اور موت صرف بدن کے لئے ہوتی ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ تم میں ہر ایک کی پیدائش اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک رہتی ہے۔ اس کے بعد وہ علقہ بنتا ہے اور پھر مضغہ۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو چار باتیں فرما کر بھیجتا ہے یعنی فرماتا ہے کہ اس کا رزق، عمل، عمر اور بد بخت اور نیک بخت ہونا لکھ لیتا ہے اور پھر اس میں روح پھونک دیتا ہے اور بے شک تم میں سے کوئی اہل جنت کے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس میں اور جنت میں صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے، مگر اس پر تقدیر کا لکھا سبقت کر جاتا ہے اور اس کا خاتمہ دوزخیوں کے کاموں پر ہوتا ہے پس وہ اس میں جا داخل ہوتا ہے اور تم میں سے ایک دوزخیوں کے کام کرتا ہے، حتیٰ کہ اس میں اور دوزخ میں صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر اس کا خاتمہ اگر اہل جنت کے کاموں پر ہوتا ہے تو وہ اس میں جا داخل ہوتا ہے۔

اگر کسی نے اپنا صحیح برج اور ستارہ دریافت کرنا اور اس کے خواص اور اثرات کے متعلق جاننا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنا نام جو بوقت پیدائش رکھا گیا ہو اور اپنی والدہ کا درست نام لکھ بھیجے یا فون پر بتا دے۔ بندہ اس پر برج اور ستارے کا صحیح نام بتا دے گا۔ اگر کسی نے نحس سیارے کے بداثرات دور کرنے یا ویسے ہی حصول برکت و کشائش رزق کے لئے اسماء الحسنٰی کا وظیفہ پوچھنا ہو تو بھی بندہ بفضلہٖ تعالیٰ بتا دے گا۔ اس صورت میں اپنا وہ نام جو اس کی پیدائش کے موقع پر رکھا گیا ہو بتائے تاکہ اس کے نام کی عددی قیمت نکال کر اللہ پاک کے ۱۹۹ اسماء الحسنٰی میں سے کسی ایسے نام کا انتخاب کیا جائے جس کی عددی قیمت سائل کے نام کی عددی قیمت کے برابر ہو اگر وہ اپنے نام کے برابر نکلنے والے اسم مبارک کو اتنی ہی بار اول و آخر درود شریف ۳، ۵، ۷، ۹ یا ۱۱ دفعہ پڑھے جتنے اس کے نام کے عدد ہوں گے تو ان شاء اللہ ہر طرح کی پریشانی، رنج و غم، مصیبت، بیماری، اور نحوست دور ہو جائے گی۔ یہ ''MATHEMATICAL'' (ریاضیاتی) وظیفہ ہے جو یقیناً مؤثر ہوگا۔

کتاب ہذا میں حروف ابجد کی عددی قیمت کا چارٹ دے دیا گیا ہے۔ اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر بہتر ہوگا مجھ سے اجازت لے لی جائے تاکہ کسی غلطی کا امکان نہ رہے۔ اسی طرح اگر کسی نے یہ معلوم کرنا ہو کہ آیا بیٹے، بیٹی کی شادی کامیاب رہے گی تو

لڑکے اور لڑکی کا نام اور ان کی والدہ کا نام بتادے تاکہ علم الاعداد کی رو سے دیکھا جا سکے کہ دونوں میاں بیوی کے مزاجوں میں ہم آہنگی رہے گی یا تلخی ہی رہے گی۔

علم الاعداد کی رو سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے ستارے آپس میں ملتے ہیں یا نہیں ان کی ازدواجی زندگی کیسی رہے گی۔ یاد رہے یہ کوئی حتمی بات نہیں ہوتی، محض حساب سے اندازہ کیا جاتا ہے علم غیب تو ہر حال اللہ پاک ہی کے لئے مختص ہے۔

حروف ابجد کی عددی قیمت

بمعہ اشارات

ابجد	ہوز	حطی
ا ب ج د	ہ و ز	ح ط ی
۴۳۲۱	۷۶۵	۱۰۹۸
کلمن	سعفص	قرشت
ک ل م ن	س ع ف ص	ق ر ش ت
۵۰۴۰۳۰۲۰	۹۰۸۰۷۰۶۰	۴۰۰۳۰۰۲۰۰۱۰۰
ثخذ	ضظغ	
ث خ ذ	ض ظ غ	
۷۰۰۶۰۰۵۰۰	۱۰۰۰۹۰۰۸۰۰	

اشارات:۔

1. علم الاعداد میں تمام حروف کی مندرجہ بالا قیمتیں شمار کی جاتی ہیں۔
2. مد اور ہمزہ کا کوئی عدد شمار نہیں کیا جاتا۔
3. اللہ، الٰہی، رحمٰن اور اسی طرح کے دوسرے الفاظ میں بعض حروف پر جو چھوٹا الف

ہوتا ہے اس کا کوئی عدد شمار نہیں کیا جاتا۔

4. پ کے عدد ب کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔
5. ٹ کے عدد ت کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔
6. ڈ کے عدد د کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔
7. چ کے عدد ج کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔
8. ژ کے عدد ز کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔
9. ڑ کے عدد ر کے مساوی لیے جاتے ہیں۔
10. گ کے عدد ک کے مساوی شمار ہوتے ہیں۔

ان اشارات کے مطابق تمام حروف ابجد اور ان کی قیمتوں کو درج ذیل جدول میں دیا گیا ہے۔

عددی قیمت مخلوط حروف (عربی اردو)

حروف تہجی	عددی قیمت	حروف تہجی	عددی قیمت
ا	۱	ڑ	۲۰۰
ب، بھ	۲	ز	۷
پ	۲	ژ	۷
ت	۴۰۰	س	۶۰
ٹ	۴۰۰	ش	۳۰۰
ث	۵۰۰	ص	۹۰
ج	۳	ض	۸۰۰
چ، چھ	۳	ط	۹
ح	۸	ظ	۹۰۰
خ	۶۰۰	ع	۷۰
د	۴	غ	۱۰۰۰
ڈ	۴	ف	۸۰
ذ	۷۰۰	ق	۱۰۰
ر، ڑ	۲۰۰	ک	۲۰
گ	۲۰	ہ	۵
ل	۳۰	ء	۱ مکتوبی
م	۴۰	ی	۱۰
ن	۵۰	ے	۱۰
و	۶		

اسماء الحسنٰی

اسم اعظم معلوم کرنے کا طریقہ

ترجمہ: (سورہ بنی اسرائیل 110:17)

"آپ ﷺ فرمایئے یا اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو اور جس نام سے اسے پکارو اس کے سارے نام ہی اچھے ہیں"۔

آپ کا اسم اعظم: کیا آپ کو اسم اعظم کی جستجو ہے؟

١ ہر انسان کا اسم اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء الحسنٰی میں مقید ہے جیسا کہ علم الاعداد کی روشنی سے ثابت ہوتا ہے۔ حروف ابجد کا نقشہ موجود ہے جہاں سے آپ اپنے پیدائشی نام کے مطابق اعداد حاصل کریں پھر ان اعداد کے مطابق صفحات نمبر ١١٧٦ تا ١١٧٨ سے اسماء الحسنٰی میں سے کوئی ایسا ایک یا زائد اسمائے پاک اخذ کریں جن کے اعداد کا میزان آپ کے اعداد کے مطابق ہو۔ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ اسماء الحسنٰی جمالی ہوں کیونکہ جمالی اسمائے پاک پڑھنے سے فوائد جلد حاصل ہوتے ہیں۔

٢ اسم اعظم کی بابت بزرگوں نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کا لب لباب ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ ہر اسم باری تعالیٰ اسم اعظم ہے۔ لوامع النجوم میں لکھا ہے کہ ایک ہزار نام اللہ تعالیٰ کے وہ ہیں جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار نام وہ ہیں جو مسلمانوں کی زبان پر جاری ہیں جن میں سے تین سو توریت میں، تین سو زبور میں، تین سو انجیل میں اور ایک سو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

٣ اسمائے باری تعالیٰ کی یہ کثرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر اسم باری تعالیٰ اسم اعظم ہے اور ہر اسم کسی کی ذات سے منسوب ہو کر اس کے لیے اسم اعظم کا کام دیتا ہے۔

چنانچہ اگر آپ اپنے لیے اسم اعظم معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے حسب ذیل طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

۴ اپنے نام کے اعداد نکالیے اور پھر اسماء الحسنٰی کی فہرست سے اتنے ہی اعداد کا ایک اسم لیجیے جن کے اعداد کا مجموعہ آپ کے نام کے اعداد کے مساوی ہو۔

مثلاً فرض کیجیے کہ آپ کا نام اقبال احمد ہے۔ اسماء الحسنٰی کی فہرست میں کوئی ایک اسم باری تعالیٰ ایسا نہیں جس کے اعداد ۱۸۷ ہوں۔ البتہ سبحان (۱۲۱) اللہ (٦٦) کے اعداد کو جمع کیا جائے تو ۱۸۷ حاصل ہوتے ہیں اس لحاظ سے سبحان اور اللہ کے اسماء اسم اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۵ اب آپ ان اسماء باری تعالیٰ کو ۱۸۷ بار ورد میں رکھیں گے تو اس اسم کی تلاوت آپ کے لیے اسم اعظم کا کام دے گی۔ ورد کی صورت اس طرح سے ہوگی۔

یَا اَللّٰہُ یَا سُبْحَانُ

یادر ہے چھوٹے نمبر شمار کو پہلے اور بڑے کو بعد میں پڑھیں۔

۶ اسی طرح مثال کے طور پر فرض کیجیے کہ ایک خاتون کا نام فاطمہ ہے۔ اور وہ اپنے نام کے حوالے سے اپنی ذات کے لیے اسم اعظم معلوم کرنے کی خواہش مند ہے۔

فاطمہ کے اعداد = ف ا ط م ہ

۸۰ ۱ ۹ ۴۰ ۵ = ۱۳۵

اسماء الحسنٰی کی فہرست میں ایک اسم باری تعالیٰ ایسا نہیں جس کے اعداد ۱۳۵ ہوں البتہ وہاب اور سلام کے اعداد کو جمع کیا جائے تو ۱۳۵ حاصل ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے فاطمہ کے ورد کے لیے وہاب اور سبحان کے اسماء باری اسم اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ورد کی صورت یہ ہوگی۔

یَا وَهَابُ یَا سُبْحَانُ

۷ اس طریقے کے مطابق ہر شخص اپنے نام کے حوالے سے اپنی ذات کے لیے اسم اعظم کا استخراج کر سکتا ہے۔ یادر ہے کہ اسم اعظم سے پہلے یا اللہ اسم ذات پڑھنا لازمی ہے۔

۱ سنن ترمذی کی حدیث پاک کے یہ الفاظ ہیں۔

اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْماً مَنْ اَحْصٰهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

ترجمہ: ''اللہ کے ۹۹ نام ہیں جس نے ان کو گھیر لیا۔ وہ جنت میں داخل ہوا''۔

اللہ کے فرمانے سے ثابت ہوا کہ اسم پاک اللہ کے سوا۹۹ نام اور بھی ہیں جو اسی اسم ذات کی طرف مضاف ہیں مضاف بایں معنی یہ قرین قیاس ہے کہ ۹۹ کا شمار اسم اللہ کے علاوہ ہوا اور یہ اسم اپنی شمولیت کے بعد شمار کو پورا ۱۰۰ بنا دیتا ہو۔ یہی معنی رائج ہیں۔ تاہم میں نے اسم ذات اللہ کے ساتھ ۱۰۰ سے زائد اللہ پاک صفاتی نام بھی دے دیے ہیں یوں کل تعداد ۱۶۱ کے قریب بنتی ہے۔

اسمائے باری تعالیٰ

بہ ترتیب اعداد

۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
نمبر شمار	اسماء الحسنٰی	عددی قیمت	نمبر شمار	اسماء الحسنٰی	عددی قیمت	نمبر شمار	اسماء الحسنٰی	عددی قیمت
۱	هُواَ	۱۱	۱۷	مَجِیْدُ	۵۷	۳۳	مَالِکُ	۹۱
۲	اَحَدُ	۱۳	۱۸	بَاطِنُ	۶۲	۳۴	عَزِیْزُ	۹۴
۳	وَاجِدُ	۱۴	۱۹	حَمِیْدُ	۶۲	۳۵	وَافِیُ	۹۷
۴	وَهَّابُ	۱۴	۲۰	دَیَّانُ	۶۵	۳۶	حَفِیُ	۹۸
۵	حَیُّ	۱۸	۲۱	اَللّٰهُ	۶۶	۳۷	مَحْمُوْدُ	۹۸
۶	وَاحِدُ	۱۹	۲۲	وَکِیْلُ	۶۶	۳۸	مَلِیْکُ	۱۰۰
۷	وَدُوْدُ	۲۰	۲۳	حَکَمُ	۶۸	۳۹	مُبِیْنُ	۱۰۲
۸	هَادِیُ	۲۰	۲۴	مُحِیُّ	۵۸	۴۰	عَدْلُ	۱۰۴
۹	وَحِیْدُ	۲۸	۲۵	حَاکِمُ	۶۹	۴۱	عَادِلُ	۱۰۵
۱۰	اِلٰهُ	۳۶	۲۶	یٰسٓ	۷۰	۴۲	حَقُّ	۱۰۸
۱۱	اَوَّلُ	۳۷	۲۷	بَاسِطُ	۷۲	۴۳	حَنَّانُ	۱۰۹
۱۲	زَکِیُّ	۳۷	۲۸	جَلِیْلُ	۷۳	۴۴	عَلِیُّ	۱۱۰
۱۳	دَائِمُ	۴۵	۲۹	دَلِیْلُ	۷۴	۴۵	اَعْلٰی	۱۱۱
۱۴	وَلِیُّ	۴۶	۳۰	سُبُّوْحُ	۷۶	۴۶	کَافِیُ	۱۱۱
۱۵	وَالِیُ	۴۷	۳۱	حَکِیْمُ	۷۸	۴۷	بَاقِیُ	۱۱۳
۱۶	مَاجِدُ	۴۸	۳۲	حَسِیْبُ	۸۰	۴۸	جَامِعُ	۱۱۴

۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
۴۹	حَامِدُ	۵۳	۷۰	بَدِيْعُ	۸۶	۹۱	قَوِیُّ	۱۱۶
۵۰	مُجِيْبُ	۵۵	۷۱	حَلِيْمُ	۸۸	۹۲	مُعِزُّ	۱۱۷
۵۱	مُبْدِئُ	۵۶	۷۲	مَلِكُ	۹۰	۹۳	سُبْحَانُ	۱۲۱
۵۲	مُعِيْدُ	۱۲۴	۷۳	سَمِيْعُ	۱۸۰	۹۴	فَاطِرُ	۲۹۰
۵۳	مُعِيْزُ	۱۲۷	۷۴	مُقَدِّمُ	۱۸۴	۹۵	رَحْمٰنُ	۲۹۸
۵۴	لَطِيْفُ	۱۲۹	۷۵	صِدْقُ	۱۹۴	۹۶	صَبُوْرُ	۲۹۸
۵۵	مُعْطِیُ	۱۲۹	۷۶	مُنْعِمُ	۲۰۰	۹۷	بَصِيْرُ	۳۰۲
۵۶	مُعِيْنُ	۱۷۰	۷۷	مُسَبِّبُ الْاَسْبَابُ	۲۰۱	۹۸	قَادِرُ	۳۰۵
۵۷	سَلَامُ	۱۳۱	۷۸	نَافِعُ	۲۰۱	۹۹	قَهَّارُ	۳۰۶
۵۸	صَمَدُ	۱۳۴	۷۹	بَرُّ	۲۰۲	۱۰۰	رَازِقُ	۳۰۸
۵۹	مُؤْمِنُ	۱۳۶	۸۰	رَبُّ	۲۰۲	۱۰۱	رَزَّاقُ	۳۰۸
۶۰	وَاسِعُ	۱۳۷	۸۱	جَبَّارُ	۲۰۶	۱۰۲	شَاهِدُ	۳۱۰
۶۱	عَالِمُ	۱۴۱	۸۲	مُقْسِطُ	۲۰۹	۱۰۳	رَقِيْبُ	۳۱۲
۶۲	قَائِمُ	۱۴۱	۸۳	مَالِكَ الْمُلْكُ	۲۱۲	۱۰۴	قَرِيْبُ	۳۱۲
۶۳	مَنَّانُ	۱۴۱	۸۴	بَارِئُ	۲۱۳	۱۰۵	قَدِيْرُ	۳۱۵
۶۴	مُهَيْمِنُ	۱۴۵	۸۵	اَكْبَرُ	۲۲۳	۱۰۶	شَدِيْدُ	۳۱۸
۶۵	مُحْصِیُ	۱۴۸	۸۶	كَبِيْرُ	۲۳۲	۱۰۷	شَهِيْدُ	۳۱۹
۶۶	سُلْطَانُ	۱۵۰	۸۷	اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنُ	۲۳۹	۱۰۸	مُصَوِّرُ	۳۳۶
۶۷	عَلِيْمُ	۱۵۰	۸۸	مُرِيْدُ	۲۵۴	۱۰۹	سَرِيْعُ	۳۴۰
۶۸	دَافِعُ	۱۵۵	۸۹	نُوْرُ	۲۵۶	۱۱۰	نَصِيْرُ	۳۵۰
۶۹	عَفُوُّ	۱۵۶	۹۰	بُرْهَانُ	۲۵۸	۱۱۱	رَافِعُ	۳۵۱

۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲	۳
۱۱۲	قَیُّوْمُ	۱۵۶	۱۲۹	رَحِیْمُ	۲۵۸	۱۴۶	رَفِیْعُ	۳۶۰
۱۱۳	نَقِیُّ	۱۶۰	۱۳۰	اَکْرَمُ	۲۱۶	۱۴۷	تَوَّابُ	۴۰۹
۱۱۴	مَانِعُ	۱۶۱	۱۳۱	کَرِیْمُ	۲۷۰	۱۴۸	فَتَّاحُ	۴۸۹
۱۱۵	قُدُّوْسُ	۱۷۰	۱۳۲	رَؤُفُ	۲۸۶	۱۴۹	مُمِیْتُ	۴۹۰
۱۱۶	مَتِیْنُ	۵۰۰	۱۳۳	مُتَکَبِّرُ	۶۶۲	۱۵۰	حَفِیْظُ	۹۹۸
۱۱۷	تَقِیُّ	۵۱۰	۱۳۴	وَارِثُ	۷۰۷	۱۵۱	ضَارُّ	۱۰۰۱
۱۱۸	مُحْتَسِبُ	۵۱۲	۱۳۵	خَالِقُ	۷۳۱	۱۵۲	عَظِیْمُ	۱۰۲۰
۱۱۹	رَشِیْدُ	۵۱۴	۱۳۶	خَلَّاقُ	۷۳۱	۱۵۳	غَالِبُ	۱۰۳۳
۱۲۰	شَاکِرُ	۵۲۱	۱۳۷	مُقْتَدِرُ	۷۴۴	۱۵۴	غَنِیُّ	۱۰۴۰
۱۲۱	شَکُوْرُ	۵۲۶	۱۳۸	مُذِلُّ	۷۷۰	۱۵۵	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام	۱۱۰۰
۱۲۲	مُقِیْتُ	۵۵۰	۱۳۹	آخِرُ	۸۰۱	۱۵۶	مُغْنِیُ	۱۱۰۰
۱۲۳	مُتَعَالِیُ	۵۵۱	۱۴۰	خَبِیْرُ	۸۱۲	۱۵۷	ظَاهِرُ	۱۱۰۶
۱۲۴	مُسْتَبِیْنُ	۵۶۲	۱۴۱	مَخْفِیُ	۸۳۰	۱۵۸	غَافِرُ	۱۲۸۱
۱۲۵	بَاعِثُ	۵۷۳	۱۴۲	مُؤَخِّرُ	۸۴۶	۱۵۹	غَفَّارُ	۱۲۸۱
۱۲۶	مُسْتَعَانُ	۶۲۱	۱۴۳	ثَابِتُ	۹۰۳	۱۶۰	غَفُوْرُ	۱۲۸۶
۱۲۷	مُنْتَقِمُ	۶۳۰	۱۴۴	قَابِضُ	۹۰۳	۱۶۱	خَافِضُ	۱۲۸۱
۱۲۸	سَتَّارُ	۶۶۱	۱۴۵	حَافِظُ	۹۸۹			

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۹۹ ناموں کی فہرست اور عددی قیمت

نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	عددی قیمت	معنی	نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	عددی قیمت	معنی
۱	مُحَمَّدٌ	۹۲	سراپا تعریف کرنیوالے	۱۸	هَادٍ	۱۰	راستہ دکھانیوالے
۲	اَحْمَدٌ	۵۳	حمد کرنے والے	۱۹	طٰهٰ	۱۴	بدر کامل
۳	مَحْمُوْدٌ	۹۸	حمد کیے گئے	۲۰	یٰسٓ	۷۰	دو جہاں کے سردار
۴	قَاسِمٌ	۲۰۱	تقسیم کرنیوالے	۲۱	طٰسٓ	۶۹	طٰس
۵	مَاحٍ	۴۹	کفر مٹانے والے	۲۲	مُزَمِّلٌ	۱۱۷	کالی کملی والے
۶	حَاشِرٌ	۵۰۱	اکٹھا کرنیوالے	۲۳	مُدَثِّرٌ	۷۴۴	چادر اوڑھنے والے
۷	عاقبٌ	۱۷۳	آخر میں آنیوالے	۲۴	رَسُوْلٌ	۲۹۶	پیغام پہنچانیوالے
۸	فَاتِحٌ	۴۸۹	کھولنے والے	۲۵	نَبِیٌّ	۶۲	غیب کی خبر دینوالے
۹	خَاتِمٌ	۱۰۴۱	ختم کرنیوالے	۲۶	جَامِعٌ	۱۱۴	تمام خوبیوں والے
۱۰	دَاعٍ	۷۵	بلانے والے	۲۷	کَامِلٌ	۱۹	تمام کمالات والے
۱۱	رَشِیْدٌ	۵۱۴	ہدایت دینے والے	۲۸	شَفِیْعٌ	۴۶۰	شفاعت کرنیوالے
۱۲	سِرَاجٌ	۲۶۴	چراغ	۲۹	خَلِیْلٌ	۶۷۰	خدا کے دوست
۱۳	مُنِیْرٌ	۳۰۰	منور	۳۰	کَلِیْمٌ	۱۰۰	کلام کرنیوالے
۱۴	بَشِیْرٌ	۵۱۲	خوشخبری دینے والے	۳۱	حَبِیْبٌ	۲۲	محبت کرنیوالے
۱۵	مُبَشِّرٌ	۵۴۲	بشارت دینے والے	۳۲	مُصْطَفٰی	۲۲۹	پسند کیے ہوئے
۱۶	نَذِیْرٌ	۲۶۷	ڈرسنانے والے	۳۳	مُرْتَضٰی	۱۴۵۰	پسندیدہ
۱۷	مَنْصُوْرٌ	۳۸۶	جسکی مدد کی گئی	۳۴	مُجْتَبٰی	۴۵۵	چنے ہوئے

۳۵	مُخْتَارٌ	۱۲۴۱	اختیار والے	۵۷	مُصَدِّقٌ	۲۳۴	تصدیق کرنیوالے
۳۶	وَلِیٌّ	۴۶	دوست	۵۸	نَاطِقٌ	۱۶۰	کلام فرمانے والے
۳۷	نَصِیْرٌ	۳۵۰	مددگار	۵۹	صَاحِبٌ	۱۰۱	ساتھی
۳۸	نَاصِرٌ	۳۴۱	مدد کرنیوالے	۶۰	مَکِّیٌّ	۷۰	مکے والے
۳۹	مَنْصُوْرٌ	۳۸۶	مدد کیے گئے	۶۱	مَدَنِیٌّ	۱۰۴	مدینے والے
۴۰	قَائِمٌ	۱۴۲	استقامت والے	۶۲	هَاشِمِیٌّ	۳۵۶	ھاشمی
۴۱	حَافِظٌ	۹۸۹	حفاظت کرنیوالے	۶۳	قُرَیْشِیٌّ	۶۱۰	قریشی
۴۲	شَاهِدٌ	۳۱۰	سب پر گواہ	۶۴	عَرَبِیٌّ	۲۸۲	عربی
۴۳	شَهِیْدٌ	۳۱۹	گواہی دینے والے	۶۵	اُمِّیٌّ	۵۱	ہر شے کی اصل
۴۴	عَادِلٌ	۱۰۵	عدل کرنیوالے	۶۶	عَزِیْزٌ	۹۴	محبوب
۴۵	حَکِیْمٌ	۷۸	حکمت والے	۶۷	حَرِیْصٌ	۳۰۸	بہتری کے خواہاں
۴۶	نُوْرٌ	۲۵۶	خدا کے نور	۶۸	رَؤُفٌ	۲۸۶	نرمی والے
۴۷	حُجَّةٌ	۴۱۱	خدا کی حجت	۶۹	رَحِیْمٌ	۲۵۸	مہربان
۴۸	بُرْهَانٌ	۲۵۸	خدا کی دلیل	۷۰	یَتِیْمٌ	۴۶۰	یتیم
۴۹	مُؤْمِنٌ	۱۳۶	ایمان والے	۷۱	حَلِیْمٌ	۸۸	حلم والے
۵۰	مُطِیْعٌ	۱۵۹	اطاعت والے	۷۲	غَنِیٌّ	۱۰۶۰	غنی
۵۱	مُطَاعٌ	۱۲۰	اطاعت کیے گئے	۷۳	جَوَّادٌ	۱۴	بن مانگے عطا کرنیوالے
۵۲	ذَاکِرٌ	۹۲۱	اللہ کو یاد کرنیوالے	۷۴	عَالِمٌ	۱۴۱	عالم
۵۳	وَاعِظٌ	۹۷۷	وعظ فرمانے والے	۷۵	عَلِیْمٌ	۱۵۰	بے حد علم والے
۵۴	نَصِیْحٌ	۱۵۸	نصیحت کرنیوالے	۷۶	طَاهِرٌ	۲۱۵	پاک
۵۵	اَمِیْنٌ	۱۰۱	امانتدار	۷۷	مُطَهَّرٌ	۶۵۴	پاک کیے ہوئے
۵۶	صَادِقٌ	۱۹۵	سچ بولنے والے	۷۸	طَیِّبٌ	۲۱	صاف ستھرے

۷۹	مُبَلِّغٌ	۱۰۷۲	پیغام پہنچانے والے	۹۰	رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن	۸۴۹	سارے عالم کے لیے رحمت
۸۰	خَطِیْبٌ	۶۲۱	خطابت والے	۹۱	مُحَرِّمٌ	۲۸۸	حرام فرمانے والے
۸۱	فَصِیْحٌ	۱۸۸	فصاحت والے	۹۲	مُحَلِّلٌ	۱۰۸	حلال فرمانے والے
۸۲	سَیِّدُ الْاَنْبِیَا	۱۳۸	نبیوں کے سردار	۹۳	کَافٍ	۱۰۱	گھیرنے والے
۸۳	اِمَامٌ	۸۲	سب کے رہبر	۹۴	عَبْدٌ	۷۶	خدا کے بندے
۸۴	حَقٌّ	۱۰۸	سراپا حق	۹۵	شَکُوْرٌ	۵۳۶	شکرگزار
۸۵	سَابِقٌ	۱۶۳	پہل فرمانے والے	۹۶	اَوْلٰی	۴۷	نزدیک
۸۶	اَوَّلٌ	۳۷	سب سے اول	۹۷	قَرِیْبٌ	۳۱۲	قریب
۸۷	اٰخِرٌ	۸۰۱	سب سے آخر	۹۸	عَفُوٌّ	۱۵۶	درگزر فرمانے والے
۸۸	ظَاهِرٌ	۱۱۰۶	سب پر ظاہر	۹۹	کَرِیْمٌ	۲۷۰	کرم کرنے والے
۸۹	بَاطِنٌ	۶۲	سب سے مخفی				

تخلیق آدم علیہ السلام

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

آیت نمبر ۱۴ سورۂ احقاف کا ترجمہ ملاحظہ ہو

''اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اپنے شکم میں اٹھائے رکھا اس کو اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنا اس کو بڑی تکلیف سے اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک تیس مہینے لگ گئے یہاں تک کہ وہ اپنی پوری قوت کہ پہنچا اور چالیس برس کا ہوگیا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے والہانہ توفیق عطا فرما کر میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند فرمائے اور صلاح اور (رشد) کو میرے لئے میری اولاد میں راسخ فرمادے۔ بے شک میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں''۔

امام فخر الدین رازی مفسر و مایۂ ناز فلسفی اس آیت کے ضمن میں ان تبدیلیوں کا ذکر فرماتے ہیں جن میں سے جنین کو دوران حمل گزرنا پڑتا ہے امام لکھتے ہیں کہ جب منی مادر رحم میں پہنچتی ہے تو وہاں کی حرارت کی وجہ سے اس ہیئت میں گوناں گوں تبدیلیاں رونما ہونے لگتی ہیں۔ چھٹے دن وہ جھاگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے پھر اس میں خون کے تین نقطے ظاہر ہوتے ہیں۔ درمیانی نقطہ بعد میں جا کر دل بنتا ہے اوپر والا دماغ اور دائیں طرف والا جگر۔ پھر سرخ رنگ کے دھاگے ظاہر ہوتے ہیں جو ان کو آپس میں ملاتے ہیں یہ عمل تین دن میں ہوتا ہے نو دن کے بعد یہ سارا مادہ خون میں بدلنے لگتا ہے اور چھ روز کی مدت میں وہ لوتھڑا بن جاتا ہے پندرہ روز کے بعد یہ لوتھڑا گوشت کی شکل اختیار کرنے لگتا ہے بارہ دن کی مدت میں تینوں اعضاء متمیز ہونے لگتے ہیں۔ اور مغز کا گودا پھیلنے لگتا ہے ستائیس دن کے بعد پانچواں مرحلہ شروع ہوتا ہے سر کندھوں سے الگ ہونے لگتا ہے۔ پسلیاں، بازو اور

پیٹ اپنی ابتدائی شکل اختیار کرتے ہیں اس تبدیلی میں نو دن لگتے ہیں۔ چھٹا مرحلہ جو چار دن کا ہوتا ہے اس میں مختلف اعضاء اپنی مخصوص شکلیں اختیار کر لیتے ہیں اس طرح چالیس دن کے عرصہ میں حضرت انسان کا ابتدائی ڈھانچہ تیار ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ عرصہ پینتالیس دن کا بھی ہوتا ہے اور اس کی کم از کم مدت تیس دن ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ان طبی تحقیقات نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کی تصدیق کر دی کہ ماں کے شکم میں تمہاری آفرینش چالیس دن میں پوری ہوتی ہے۔ باقی عرصہ اس ڈھانچہ کو کامل و مکمل کرنے اور اس کی نوک پلک سنوارنے میں صرف ہوتا ہے۔ سبحان اللہ! یقیناً ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جو رحموں میں تصویر بناتی ہے جیسے چاہتی ہے۔

اگر کسی نے اپنا صحیح ستارہ اور برج جاننا ہو اور اس کے خواص واثرات سے آگاہ ہونا ہو تو وہ اپنا نام بوقت پیدائش اور اپنی والدہ کا نام بتا دیں علم الاعداد کی رو سے اس کا ستارہ اور برج نکال دونگا۔ اس طرح سے نکالا ہوا ستارہ اور برج غلط نہیں ہو سکتا جب کہ تاریخ پیدائش کے حوالہ سے دریافت کیا گیا ستارہ درست نہیں ہوتا۔ پھر ہر ستارے کی دو صورتیں ہوتی ہیں سعد اور نحس جو اس ستارہ کی گردش سے وابستہ ہوتی ہیں نحس ستارے کے بد اثرات دور کرنے کے لئے حصول برکت اور کشائش رزق کے لئے بزرگان دین اور ماہرین علم جفر نے اسماء الحسنٰی کے وظیفہ کے ذریعہ نحوست دور کرنے کا ایک طریقہ بتایا ہے جو مجھ سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ شادی کی کامیابی اور ستاروں کی موافقت کا حال جاننے کے لئے لڑکے اور اس کی والدہ کا نام لڑکی اور اس کی والدہ کا نام بتا دیا جائے تو علم الاعداد کی رو سے پتا لگایا جا سکتا کہ ازدواجی زندگی کیسے گزرے گی۔ اگر تلخ ہونے کا اندیشہ ہو تو نکاح سے قبل نام میں تھوڑی بہت تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت

قبلہ علیٰ حضرت میاں صاحب شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ خود مطالعہ کے بے حد شیدائی تھے اور اہل علم مریدین کو بھی مطالعہ کی تاکید فرمایا کرتے۔

1. وہ گھر ویرانے سے بر تر ہے جس میں اچھی کتابیں نہ ہوں۔
2. مطالعہ غم اور اداسی کا بہترین علاج ہے (شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ)
3. جس شخص کو اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں وہ انسانیت کے درجے سے گرا ہوا ہے۔
4. دل زندہ اور بیدار رکھنے کے لئے اچھی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

(امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

5. انیس کنج تنہائی کتاب است
فروغ صبح دانائی کتاب است

6. مطالعہ ایک مسرت بے مضرت ہے۔
7. گندے مضامین کی کتابیں لکھنے سے باز آؤ۔ قوم کے بچوں پر رحم کرو۔ انہیں گڑ میں زہر ملا کر مت دو۔ کیونکہ بچے ہر ایک رنگ کو قبول کر لیتے ہیں۔ لوح سادہ برائے نقش آمادہ۔
8. بری تصنیف کے برابر کوئی گناہ نہیں۔ برا معلم صرف ایک مدرسہ کو بگاڑ سکتا ہے مگر بری کتاب ایک عالم کو تباہ کر دیتی ہے۔
9. برا مضمون عمدہ عبارت میں ایسا ہے جیسا درخت بے ثمر، گنجان اور خوشنما پتوں میں برخلاف اس کے مفید مضمون خواہ معمولی الفاظ و سادہ عبارت میں ادا کیا جائے۔ وہ اخلاقی اصلاح کے لئے ایک مستند دستور العمل کا کام دیتا ہے۔
10. جو شخص فحش کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اس سے تو وہ اچھا ہے جس کو مطالعہ کا شوق

ہی نہیں۔

⓫ جو شخص تفریح طبع کے لئے کتابیں پڑھتا ہے وہ تعلیم یافتہ دماغی عیاش ہے جو اپنی دولت علمی اور گراں بہا وقت کے موتی دل خوش کن مزے میں لٹا رہا ہے۔

⓬ طرح طرح کی عام کتابیں پڑھ لینے سے معلومات تو بے شک بڑھ جاتی ہیں مگر مذاق بگڑ جاتا ہے۔ خیالات پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ حق بات پر دل نہیں جمتا۔ عمل کی طاقت گھٹ جاتی ہے۔ ایسی ہی بے سرو پا واقفیت کی نسبت کہا گیا ہے۔ علم حجاب اکبر ہے۔

⓭ کوئی کتاب جب پڑھو تو آخر میں چند نتیجے اخذ کرلو ورنہ سرسری طور سے پڑھ جانا ایسا ہے جیسا کہ غذا کو بغیر چبائے ہوئے نگل جانا۔ لہٰذا پڑھو تو سمجھ سے پڑھو۔

⓮ کئی لوگ مرتے دم تک ان خراب خیالات کے لئے نوحہ گر رہتے ہیں جو فحش کتابوں سے ان کے دلوں پر جم گئے۔

⓯ بعض کتابیں صرف چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں بعض نگل جانے کے لائق اور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں جن کو چبانے اور ہضم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خون صالح پیدا ہو سکے۔ یعنی ان سے اچھے نتائج حاصل ہوں۔

⓰ دس اچھی کتابیں پڑھ کر تب کہیں آپ ایک سیڑھی اوپر چڑھیں گے۔

⓱ اس کے برعکس صرف ایک گندی کتاب پڑھ کر آپ دس سیڑھیاں نیچے گر جائیں گے۔

⓲ یاد رکھو جو کتاب کئی بار پڑھنے کے لائق نہیں وہ ایک دفعہ بھی پڑھنے کے لائق نہیں

⓳ چند اوراق کا مجموعہ جسے کتاب کہا جاتا ہے کیا چیز ہے؟ شبانہ روز کی محنت شاقہ، دیدہ ریزی اور جگر کاری سے یہ چند اوراق لکھے گئے ہیں۔ ان کے مصنفین نے کس قدر خون جگر پیا ہوگا۔ کتنی میٹھی نیندیں حرام کی ہوں گی؟ دماغ اور آنکھوں کا کس قدر تیل نکالا ہوگا تاکہ تم پڑھو اور مستفیض ہو ان کی اس قدر محنتوں اور مشقتوں کو رایگاں کرنا اور علم کے اس خزانے کو جو ان کتابوں میں بند ہے۔ لاپرواہی کے ساتھ نظر انداز کر دینا اگر ان نیک

روحوں اور عالی دماغ شخصیتوں پر جنہوں نے ان کتابوں کو لکھنے کی تکلیف تمہارے واسطے گوارا کی۔ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ حقیقتاً اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔کیا تعجب کی بات نہیں ہے کہ پتھروں اور دھاتوں کو تو ہم بڑی احتیاط سے صندوقوں اور الماریوں میں بند رکھیں اور ان سچے موتیوں اور جواہروں کو بے تکلف جہاں چاہیں پھینک دیں، جہاں وہ کچھ عرصہ میں دیمک کی خوراک بن جائیں جن کے اوراق بعد میں ردی کی طرح ذلیل کاموں میں صرف کئے جائیں۔کیا ہمارے دل سے ان بڑے بڑے بزرگوں، فاضلوں اور محققوں کی عزت کا خیال بالکل جاتا رہا ہے کہ ہم ان کے دماغی اور روحانی ورثے کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کتنے نامور اور بحر عالم گذر چکے ہیں، جن کی تصانیف تک ہم کو خوش قسمتی سے دسترس حاصل ہے۔مگر اپنی بد طالعی بے پروائی کی وجہ سے ہم کبھی ان کتابوں کو کھولنے اور ان لازوال دولت سے مستفید ہونے کی کوشش نہیں کرتے اور ان کے تمام عمر کے ذخیرہ علم کو ادنیٰ سی قیمت پر خرید نہیں سکتے جو وہ ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔

● کیا یہ شرک کی بات نہیں ہے کہ ایک معمولی امیر آدمی یا حاکم سے جو ہم سے ملنا بھی نہیں چاہتے ایک منٹ کے لئے ملاقات کرنا تو ہم اپنا فخر سمجھیں اور ان ذہانت وعلم کے شہنشاہوں سے جو بڑے شوق سے خود اپنے پاس بلاتے ہیں اور گھنٹوں تک ہم سے مفید گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں ہم ان کی بات بھی نہ پوچھیں۔معمولی درباروں میں جہاں اکثر جاہل اور مغرور آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے کرسی نشین ہونا بڑی عزت خیال کرتے ہیں لیکن کتب خانہ جو ایک ایسا دربار ہے جہاں تمام دنیا کے علماء وفضلاء نیک سے نیک بندگان خدا بڑے بڑے بادشاہ بڑے بڑے شاعر، نامور ہیرو اور مشاہیر زمانہ سب کے سب جمع ہیں۔کسی میں غرور اور خود غرضی نام کو نہیں۔ان کا دربار عام ہے۔ٹکٹ کی ضرورت نہیں جس وقت چاہو باتیں کرو، جب گھبراؤ اُٹھ کے چلے آؤ۔کسی قسم کی روک ٹوک نہیں۔کیا افسوس کی بات نہیں ہے کہ ہم ایسے درباروں کیلئے کچھ وقت نہی نکال سکیں گے؟ یہ ایسے دوست ہیں جو کبھی تم کو رنجیدہ نہیں کرتے۔کبھی تم سے کچھ طلب نہیں کرتے۔کبھی تم سے ملنے میں انکار

نہیں کرتے۔ کوئی عذر پیش نہیں کرتے۔ ان دوستوں کی رائے ہمیشہ صائب، نیک، اور سرا سر بے غرضی پر مبنی ہوتی ہے۔ ان دوستوں کی قدر کرو، اور ان سے فائدہ اٹھاؤ، ان کے آفتاب علم سے روشنی کا اکتساب کرو۔

۲۱ کتب خانہ وہ گلستان شاداب ہے۔ جہاں دنیا کے کاملین و عارفین کی روحیں بقائے دوام وحیات جاوید حاصل کرنے کے بعد مجتمع ہیں۔

۲۲ کتب خانہ وہ مرکز ہے جہاں آفتاب علم کی پرنور شعاعیں اور خوبصورت کرنیں ہمیشہ کے لئے انسانی دماغوں کو روشن کرنے کے لئے مجتمع ہیں۔ اس روشنی سے اپنا دل ودماغ معطر ومنور کرو۔ کتابیں چراغ حیات ہیں ان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تاریکی میں رہے تو وہ خود ذمہ دار ہے۔

۲۳ کتابیں ایسے بزرگوں کے مدفن ہیں جو مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے

۲۴ سکندر نے اپنے کتب خانہ کا نام معالج روحانی رکھا تھا۔

۲۵ انسان کے لئے کوئی یادگار کتاب سے زیادہ دیرپا نہیں ہو سکتی۔

۲۶ لوگو! میری بات سنو اور اسے مانو میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا اور اللہ تعالیٰ کے رسول پاک ﷺ کا نائب ہوں۔ میں احکام دین کے بارہ میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا میں صرف اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے سامنے جواب دہ ہوں۔

۲۷ سن لو! دنیا یہ عارضی اور فانی ہے یہ آفات ومصائب کا گھر ہے یہاں ہر شخص کے قریب درندے منہ کھولے کھڑے ہیں۔ غافلو! قبر کا منہ کھلا ہے۔ موت کا اژدہا اپنا پھن لہرا رہا ہے اور تمہارے گرد اپنا چکر تنگ کر رہا ہے۔ سلطان قدر کے ہاتھ میں تلوار ہے اور وہ امر کا منتظر تمہارے سر پر کھڑا ہے۔

۲۸ سبب کے مشترک الاسباب اور مسبب الاسباب سے غافل اگر تو نے توکل کے رزق کا مزا چکھا ہوتا ہے تو مخلوق کے پیچھے نہ بھاگتا۔ حصول رزق کے صرف دو طریقے ہیں! شریعت کی موافقت کے ساتھ کسب سے رزق حاصل کرے تو توکل سے۔

٢٩ تجھ پر افسوس! اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کرتا اور لوگوں سے مانگتا ہے کیا اس نے تیرے رزق کا ذمہ نہیں لے رکھا۔ لوگوں کی باتوں سے دھوکا نہ کھا۔ نہ ان سے نفع نقصان دیکھ دنیا جو کچھ دیتی ہے وہ سانپ اور بچھو ہیں۔ وہ زہر قاتل ہے۔ اپنی نفسانی خوہشات سے ہاتھ اٹھا لو اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔

حصہ پنجم

میاں خدا بخش صاحب بیاض رحمہ اللہ کا سفر

حج بیت اللہ شریف ان کی اپنی زبانی

قبلہ والد گرامی کو اسلام کے پانچویں رکن ''حج'' کی ادائیگی کا اکثر فکر رہتا۔ جب بھی کسی کو حج کے لئے جاتے اور وہاں سے آپس آتے دیکھتے تو یہ فکر تیز تر ہو جاتا۔ دعاؤں میں مصروف رہتے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا فرماتے کہ یا اللہ اپنے خاص فضل وکرم سے انہیں حج کی سعادت سے بہرہ ور فرما۔ آخر ۱۹۶۷ء میں اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو شیخوپورہ میں درخواست برائے حج دے دی، مگر آپ کا نام قرعہ اندازی میں نہ نکلا، جس کی وجہ سے بے حد غمگین اور اداس رہنے لگے۔ ایک دن اچانک میرے پاس دفتر تشریف لائے اس دن آپ غیر معمولی طور پر خوش تھے۔ فرمایا، میری اور اپنی والدہ کے حج کے لئے درخواستیں دے دو بلکہ میری درخواست کے ساتھ اور بھی جتنی درخواستیں دینی چاہو دے دو۔ اللہ کے فضل وکرم سے سب منظور ہوں گی۔ اس اعتماد اور یقین سے یہ سب باتیں کر رہے تھے گویا دربار رسالت سے پیشگی منظوری لے کر آرہے ہوں۔ چائے کا ایک کپ پیا اور فرمایا کہ اب وہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جائیں گے۔ رات وہیں قیام فرمائیں گے۔ صبح حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ بیرون دہلی دروازہ پر حاضری دے کر واپس گاؤں چک نمبر ۱۷ چلے جائیں گے۔ والدین کریمین کی درخواستیں مکمل کرلی گئیں تو خیال آیا کہ ہمارے عزیز چوہدری یعقوب علی صاحب پچھلے کئی سالوں سے اپنی اور بیگم کی درخواستیں دے رہے ہیں مگر قرعہ میں نام نہیں آرہا ان سے رابطہ کیا۔ انہوں نے بھی فوراً درخواستیں مجھے پہنچا دیں۔ چاروں درخواستیں۔ ڈی سی آفس لاہور کے دفتر میں جمع کرادی گئیں۔ چند دن بعد قرعہ اندازی ہوئی تو ان سب کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا۔ سب کو بے حد مسرت اور خوشی ہوئی۔ والد صاحب تو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ شکرانے کے نفل پڑھے اور بے حد

عاجزی اور انکساری کا اظہار فرماتے رہے

درخواستوں کی منظوری سے قبل والد صاحب نے کچھ کیفیات تحریر فرمائی ہیں حج کے سفر کے متعلق کچھ بھی تاثرات قلم بند فرمائے ہیں۔ ان کی ڈائری سے کچھ حالات یہاں قلمبند کر رہا ہوں، مگر اس سے پہلے ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک رات جب ہم باپ بیٹا اکیلے تھے، بندہ نے پوچھا کہ جب آپ دفتر میں میرے پاس تشریف لائے تھے تو بڑے خوش تھے اور آپ نے بڑے وثوق سے فرمایا تھا کہ درخواستیں دے دو منظور ہوں گی۔ بلکہ دوسروں کی درخواستیں دینے کا بھی کہا تھا ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آپ کو منظوری کا پختہ یقین تھا اس کے متعلق کچھ بتائیں کہ آپ اتنے پر امید کیوں تھے؟ آپ زیر لب مسکرائے کچھ توقف فرمایا، پھر کہا، اس دن گاؤں میں صبح بچوں کو قرآن پاک پڑھا رہا تھا کہ یکا یک قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ کے روضۂ مبارک سے براہ راست ایک خاص نسبت اور کشش آنی شروع ہوئی چنانچہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر شرقپور شریف کی طرف روانہ ہو گیا جب مزار اقدس پر پہنچا تو نسبت مفقود ہو گئی مراقبہ میں بیٹھا تو بھی کوئی بات نہ بنی (میرا تجربہ ہے کہ والد صاحب جب بھی قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھتے تو فوراً تعلق پیدا ہو جاتا) بڑا مایوس ہوا۔ اسی تذبذب میں تھا کہ اچانک مستری بابا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے عرس کے لئے شیڈ بنایا) کی قبر مبارک سے کشش ہوئی اور میں وہاں بیٹھ گیا۔ بابا جی نے فرمایا، پریشان نہ ہوں۔ قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ اپنے بیلیوں کے حج منظور کرانے تشریف لے گئے ہیں اور مبارک ہو کہ آپ کا نام بھی منظور ہے۔ بلکہ آپ کے ساتھ جو بھی شامل سفر ہونا چاہے اس کا بھی حج منظور ہوگا۔ پھر تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہیں سے سیدھا تمہارے پاس آ گیا تا کہ ضروری ہدایات دے سکوں۔ والد گرامی جب یہ واقعہ سنا رہے تھے تو خوشی سے ان کی آنکھیں اشک ریز تھیں۔

اب آپ کے بیاض سے چند اقتباسات پیش ہیں۔ ابتداء قرآن پاک کی اس آیت

سے فرمائی ہے:۔

ترجمہ:۔ اور اللہ کو خوش کرنے کے لئے لوگوں کے ذمہ اس مکان یعنی بیت اللہ کا حج فرض ہے اس کے واسطے جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو اور جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے مستغنی ہے اس کو کیا پروا اور کمی ہے۔ (سورۂ آل عمران)

جب کوئی شخص کوئی نیک کام کرنے کا مصمم ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہوتا ہے چونکہ اللہ اپنے بندوں کے دلی حال سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ چا ارکان اسلام پر اللہ کے فضل سے پابندی ہے۔ پانچویں رکن ''حج'' کی تمنا اور حسرت ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اللہ کا گھر دیکھوں رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دوں مکۃ المکرمہ اور مدینہ المنورہ کے دیدار سے مشرف ہوں جب کسی حاجی کی روانگی یا آمد کی خبر ملتی تو یہ خواہش تیز تر ہو جاتی رات دن دعاؤں میں گزرتے، مگر زادِ راہ نہ ہونے کی وجہ سے مجبور تھا ایک دن اچانک چوہدری مشتاق احمد (چچازاد بھائی) جسے میرے ساتھ روحانی نسبت بھی ہے کا خط آیا کہ آپ کے حج کے لئے رقم کا بندوبست کیا ہے۔ جب حکم ہو ارسال کر دونگا۔ تب اپنے اندر کا محاسبہ کیا اندر صاف نہ پایا اپنے کو دیارِ حبیب ﷺ میں جانے کا اہل نہ جانا درخواست دینے کی ہمت نہ ہوئی۔ دو سال کا عرصہ یونہی بیت گیا۔ عجز و انکساری سے دعا کرتا رہا۔ بالآخر نومبر 1967ء میں شیخوپورہ صرف اپنے نام کی درخواست دی دسمبر میں قرعہ اندازی میں نام نہ آیا تو سخت ندامت اور پریشانی ہوئی کہ ابھی زیارات حرمین شریفین کے اہل کہاں ہوئے ہو؟ اللہ تعالیٰ خالق الاسباب ہے اس ذات پاک کا کوئی کام خالی از حکمت نہیں ہوتا۔ اللہ کو میرا اکیلا جانا منظور نہ تھا میری اہلیہ کو بھی ہمراہ بھجوانا تھا اہلیہ خاموش تھی کہ اس کے سفر کے اخراجات کون دے گا۔ مگر اسی دوران اس کے زادِ راہ کا بھی بندوبست اللہ پاک نے فرما دیا۔ چنانچہ بار گر 29 نومبر 1968ء کو پسرم محمد سعید کے گھر رحمٰن پورہ کے پتا سے جنات ڈی۔سی لاہور کے دفتر میں درخواستیں جمع کرائی گئیں۔ خود بارگاہ خداوندی میں بصد عجز و انکساری دعاؤں میں مصروف ہو رہا۔ یہ مقام امید اور خوف کا تھا یکم دسمبر

1968ء میں قرعہ اندازی ہوئی۔ الحمدللہ! رب کعبہ نے مہربانی فرمائی اور ہم چاروں یعنی اپنا، والدہ محمد سعید جناب چوہدری یعقوب علی اوران کی اہلیہ کے نام قرعہ اندازی نکل آئے۔ یہ موقع بے حد خوشی کا تھا۔ عزیزم محمد صدیق (پوتا) شام کے وقت یہ خوشخبری لے کر گاؤں چک نمبر ۱۷ میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکرادا کیا اور سفر کی تیاری شروع کر دی۔ یہاں سے تاریخ وار ڈائری کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جو اس طرح سے ہے۔

6 جنوری 1968ء

آج کے دن مبارک باد دینے والوں کا ہجوم رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قبلہ میاں صاحب کے ارشاد کے مطابق اس علاقہ میں ۴۰ سال سے زائد عرصہ تک دینی خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ علاوہ ازیں تدریس کا کام بھی رہا بے شمار شاگرد اور عقیدت مند علاقہ میں ہیں سب جوق در جوق شوق اور محبت سے آرہے ہیں نعت خوانی اور درود سلام کی محافل ہیں تلاوت قرآن مجید بکثرت ہو رہی ہے۔ تقریباً پندرہ دیگ چاول پکا کر غریبوں میں تقسیم کر دی گئے ہیں۔ غرباء کی حسب توفیق مالی مدد بھی کی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی نظر کرم سے بندہ ناچیز اور گناہگار کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

7 جنوری 1968ء

آج گاؤں سے اپنے چھوٹے بیٹے عزیزم میاں محمد سعید شاد کے گھر لاہور کیلئے روانگی ہوگی تا کہ وہاں جا کر ضروری سامان کی تیاری کی جا سکے۔ سفر بحری ہے اس لئے کافی سامان وغیرہ درکار ہوگا۔ آج صبح ہی سے اردگرد کے دیہات سے لوگوں کی کافی تعداد آنی شروع ہوگئی ہے۔ ظہر تک مرد زن اور بچوں کا جم غفیر ہو گیا۔ ہر شخص خوش تھا۔ بعد نماز ظہر ایک طویل قافلہ کی صورت میں ذکر و افکار کی روح پرور صداؤں کے درمیان دو میل سے زائد سفر پیدل ہی طے کیا گیا۔ پھر آخری دعا کی گئی اور کار پر بیٹھ گئے، مگر راستہ میں آنے والے سب گاؤں کے لوگ راہ میں کھڑے تھے جن کی عقیدت دیکھنے کے لائق تھی ہر مرد و زن خدمت بھی کرتا

اور التجائے دعا بھی کرتا۔ سب زائرین کے لئے دعا کی گئی کہ خدایا یہ لوگ تیری محبت اور تیرے سچے محبوب ﷺ کی محبت میں آتے ہیں ان کی دینی و دنیوی سب جائز مرادیں پوری فرمادے۔ ان کا اور ہم سب کا انجام بخیر و خوبی فرمادے لہٰذا بوقت عصر عزیزم محمد سعید شاد پسرم کے گھر پہنچ گئے۔ یہاں بھی کافی تعداد میں دوست احباب خوش آمدید کے لئے آئے ہوئے تھے۔

8 جنوری تا 17 جنوری 1968ء

یہ ایام عزیزم محمد سعید شاد کے گھر گزارے۔ تمام ضروری اشیاء خریدی جارہی ہیں عزیزم محمد سعید تیاری سامان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کی یہ خدمت اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل قبول فرمائے۔ یہ بیٹا والدین کے حقوق پورے کرنے میں ہر وقت مستعد اور تیار رہتا ہے۔ ہم دونوں یعنی اسی کے والد اور والدہ اس پر بہت خوش اور راضی ہیں ربُّ العالمین بھی اس پر راضی ہے۔ دین و دنیا میں عزت و آبرو عطا ہو اس کی اولاد نیک صالح اور تابع فرمان ہو۔ اسے وسعت رزق نصیب ہو۔ آمین۔ دوسرے عزیز و اقارب بھی اپنی اپنی ہمت اور بساط کے مطابق بہت خدمت کر رہے ہیں اللہ کریم اپنے خاص فضل و کرم سے انہیں بھی اجر عظیم عطا فرمائے۔ ہماری تو اللہ تعالیٰ کے ہاں گریہ زاری کے ساتھ عاجزانہ اور مخلصانہ دعا ہی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

جنوری 1968ء کو حفظان صحت کے ٹیکے بھی لگ گئے۔ سرٹیفکیٹ بھی مل گئے اور ضروری سامان بھی تقریباً مکمل ہو گیا۔ الحمد للہ رب العالمین! اسی دوران روزانہ بعد نماز عشاء محفل ذکر و اذکار اور نعت خوانی جاری رہی۔ مہمان نوازی اور سخاوت کا سلسلہ بھی بدستور جاری رہا۔ اللہ کریم ان تمام کوششوں کو اپنے حبیب کے صدقہ قبول فرمائے۔ آمین۔

18 جنوری 1968ء

آج بعد نماز ظہر جو کہ جامع مسجد رحمٰن پورہ میں ادا کی گئی۔ اسٹیشن کی طرف روانگی ہوئی یہ سماں بھی عجیب خیر و برکت والا تھا سب احباب اسٹیشن تک الوداع کہنے آئے الوداعی سلام

ہوا۔ سب نے خدا حافظ کہا ہم نے بھی جواباً خدا حافظ کہا اور تمام عزیز و اقارب الوداع الوداع کہتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔ کراچی تک ریل کا سفر بہ آرام گزرا ہم چاروں ایک ہی ڈبہ میں بیٹھے اور آپس میں خصوصی پیار اور محبت سے سفر جاری رکھا۔

19 جنوری 1968ء

آج گاڑی دن کے ایک بجے کے قریب کراچی اسٹیشن پر پہنچی۔ محترم جناب چوہدری یعقوب علی صاحب کا بیٹا اسٹیشن پر ہمیں خوش آمدید کہنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ صاحب خانہ نے ہماری مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ نیز عزیزم غلام نبی شاگرد خود جو کہ کراچی میں ملازم ہے، بفضلہ تعالیٰ جسے مجھ سے روحانی فیض بھی ملا ہوا ہے، وہ بھی ساتھ ساتھ رہا۔ اس نے بہت خدمت کی اللہ کریم اس پر اپنا خاص فضل وکرم فرمائے اور اس کی دین و دنیا دونوں سنوار دے۔ آمین۔

20 جنوری 1968ء

آج صبح ۹ بجے حاجی کیمپ حاضری دی اور ضروری کاغذات جمع کرائے گئے۔ 21 جنوری 1968ء کراچی میں گھر پر گزرا۔ محلہ کی مسجد میں نمازیں با جماعت ادا کی گئیں۔ الحمدللہ سب کی صحت اچھی ہے اور اگلی منزل پر روانگی کے لئے بے تابی ہے۔

22 جنوری 1968ء

آج دوبارہ حاجی کیمپ میں گئے۔ ٹکٹ اور زرمبادلہ وغیرہ وصول کیا آگے خدا حافظ۔ کرنسی 139 پونڈ ملی ہے۔

23 جنوری 1968ء

آج بروز منگل غسل کیا۔ نماز تہجد ادا کی اور دو نفل برائے سلامتی سفر ادا کیے۔ پھر نماز فجر با جماعت مسجد میں ادا کی۔ صبح ۹ بجے کراچی بندرگاہ کی طرف روانگی ہوئی۔ برادرم چوہدری یعقوب علی صاحب کے صاحبزادے کی کافی واقفیت تھی اس لئے بآسانی ہم چاروں جہاز پر سوار ہو گئے۔ افسران بڑے خوش مزاج تھے۔ سب کہتے جی آیاں نوں۔ بسم اللہ، بسم

اللہ۔ چلیے اپنی سیٹ پر تشریف لے چلیں۔ ظہر کی نماز جہاز ہی میں با جماعت پڑھی عجب کیفیت اور خوشی اور سرور تھا جس کا بیان الفاظ میں ناممکن ہے۔ بہترین کھانا دوپہر کا دیا گیا۔ سفینۂ حجاج بہت بڑا وسیع اور کشادہ ہے دیکھ کر عقل گم ہوتی ہے چار پائی نما سیٹیں آرام دہ مل گئیں۔ جہاز دن کے ۳ بجے سیٹیاں بجاتا اٹھکیلیاں بھرتا آہستہ آہستہ رواں دواں ہوا۔ پھر سپیڈ پکڑلی۔ کچھ لوگ پریشان بھی دکھائی دیئے۔ کسی کا سامان گم تھا۔ کسی کے ساتھی بچھڑ گئے تھے۔ ایک مائی بیچاری رورہی تھی کہ کسی نے اس کے پانچ صد روپے نکال لیے ہیں۔ مگر ہم بفضل تعالیٰ پرسکون رہے۔ (تحریرات دس بجے 23 جنوری 1968ء)

24 جنوری 1968ء

آج صبح جہاز کی مسجد میں نوافل پڑھے۔ صبح کی نماز با جماعت ادا کی مسجد میں احکامات حج اور طریقہ حج کے متعلق بہت مفید معلوماتی بیانات ہوتے رہے۔ ہم چونکہ عرشہ پر یعنی جہاز کی سب اوپر والی منزل پر ہیں، وہاں کھلے سمندر کا نظارہ کرنے کا خوب موقع ملا۔ حدنگاہ تک ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی ہی پانی دکھائی دیتا ہے۔ عجب سماں اور عجب نظارہ ہے ہم سب کی صحت اچھی ہے۔ جہاز میں ہر سہولت موجود ہے۔ سب ایک دوسرے کے ساتھ بڑی محبت اور پیار سے ملتے ہیں۔ ہر ایک کے چہرے پر خوشی اور مسکراہٹ کھیل رہی ہے۔ سب مسافر اپنی ہمت کے مطابق ذکر واذکار میں مشغول ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں تسبیح دکھائی دیتی ہے۔ اکثر شکلیں نورانی اور جاذب نظر ہیں۔ جہاز رواں دواں ہے۔ سب مسافر خوش باش ہیں صبح کے آٹھ بج رہے ہیں۔ سورج طلوع ہو کر روشنی پھیلا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مسجد میں بیٹھ کر پارہ نمبر ۹ ختم کیا۔ اکثر مسافر ذوق وشوق سے تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہیں۔ حج کے متعلق دعائیں اور ہدایات یاد کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے کسی بہت بڑے امتحان میں شریک ہوتا ہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے کی تواضع کرنا چاہتا ہے۔ اکثر باداموں کی گریاں پیش کرتے ہیں۔ منتظمین جہاز اکثر ہدایات کرتے ہیں کہ اپنی جگہ کو صاف رکھو حجامت بنوا کر رکھو۔ گیلا کپڑا نہ رکھو۔ سگرٹ حقہ ہرگز نہ پیو۔ جہاز

ہموار چل رہا ہے۔ چاروں طرف سمندر ہی سمندر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا لاہور اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔ صبح کا ناشتہ شاندار چائے اور بسکٹ سے ہو چکا ہے۔

(تحریر 24 جنوری 1968ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر)

نماز ظہر پونے دو بجے ہوئی۔ نماز کے بعد وہ سب عزیز و اقارب نام بنام یاد آئے جنہوں نے دامے درمے، سخنے مدد کی۔ ان کے لئے دعائیں بارگاہ رب العزت میں عاجزی وانکساری سے کیں۔ اللہ تعالیٰ مجیب الدعوات ہے۔ وہ ضرور اس عاجز بندے کی دعائیں منظور فرمائے گا۔

25 جنوری 1968ء بروز جمعرات

آج فجر کی اذان ساڑھے پانچ بجے اور جماعت تقریباً ۶ بجے ہوئی۔ پہلی رکعت میں سورۃ البلد (۹۰) پڑھی۔ ترجمہ: ''میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی، درآں حالیکہ آپ بس رہے ہیں اس شہر میں، اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی بے شک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں (زندگی بسر کرنے کے لئے) پیدا کیا ہے۔ کیا وہ خیال کرتا ہے اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا ہے کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لئے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور ہم نے دکھا دیں اسے دونوں نمایاں راہیں۔ پھر وہ داخل ہی نہیں ہوا (عمل خیر کی دشوار) گھاٹی میں۔ اور کیا آپ سمجھے وہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ (غلامی سے) گردن چھڑانا ہے یا کھانا کھلانا ہے۔ بھوک کے دن (قحط سالی) میں یتیم کو جو رشتہ دار ہے یا خاک نشین مسکین کو۔ پھر وہ ایمان والوں سے ہو جو ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں صبر کی اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں رحمت کی۔ یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں۔ اور جنہوں نے انکار کیا ساری آیتوں کا وہ لوگ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی''۔

دوسری رکعت میں سورۃ الدہر (پارہ ۲۹) پڑھی۔ نماز کے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ تمام حاجی یلملم (وہ پہاڑ جہاں سے احرام حج باندھا جاتا ہے) کے مقام پر احرام باندھ

لیں۔ جب احرام نابدھنے کا ارادہ کریں تو پہلے غسل کریں۔ یہی افضل ہے اور وضو کر لینا بھی کافی ہے اور سنت یہ ہے کہ ناخن ترشوالیں۔ مونچھوں کے بال کٹوا کر پست کرلیں۔ جسم کے دوسرے غیر ضروری بال بھی صاف کرڈالیں۔ سر منڈوالیں یا سر کے بال کٹوانے کی عادت ہوتو وہ بھی کرلیں۔ اگر سر پر پٹے ہوں تو کنگھے سے اسے درست کرلیں۔ احرام کے لئے دو نئی چادریں ہونا افضل ہے۔ چادریں ڈھائی گز کی ہونی چاہئیں۔ چادریں باندھنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں۔ (مکروہ وقت نہ ہو) پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُون، دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھنا افضل ہے پھر جس طرح کا حج کرنے کا ارادہ ہو۔ اس کی نیت دل سے کیجئے اور زبان سے بھی نیت کے الفاظ ادا کیجئے۔

پاکستانی حجاج اکثر حج تمتع کی نیت کرتے ہیں۔ اس صورت میں صرف عمرہ کی نیت کرنی چاہئے۔ نیت اس طرح سے کریں۔ ''اے اللہ! میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو میرے لیے آسان فرمادے اور میری جانب سے اس کو قبول فرما میں نے عمرہ کی نیت کی اور اس کا احرام باندھا خالص اللہ تعالیٰ کے لئے'' نیت کے الفاظ زبان سے ادا کر چکنے کے بعد تین بار تلبیہ کہیں۔

تلبیہ کے الفاظ اچھی طرح سے یاد کر لینے چاہئیں۔ تلبیہ پڑھنے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان میں سے کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے۔ تلبیہ پڑھنے میں چار جگہ ذرا ٹھہرنا چاہئے، یعنی اس طرح سے پڑھے۔

1. لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ
2. لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ
3. اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ
4. لَا شَرِیْکَ لَکَ.

حج کی تین قسمیں ہیں

- ''افراد'' جہاں سے احرام باندھنا ضروری ہے صرف حج کا احرام باندھیں۔ عمرہ

کو حج کے ساتھ جمع نہ کریں۔ایسے حاجی کو مفرد کہتے ہیں۔

۲ ''قران'' حج کے ساتھ عمرہ کو بھی شروع ہی سے جمع کرلیں، یعنی حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی ساتھ احرام باندھیں۔ایسے حاجی کو قارن کہتے ہیں۔

۳ ''تمتع'' حج اور عمرہ کو ایک ہی سفر میں جمع تو کریں، مگر اس طرح کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھیں اور اس احرام میں حج کو شریک نہ کریں۔پھر مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ سے فارغ ہونے، بال کٹوانے یا منڈوانے کے بعد احرام ختم کردیں۔پھر آٹھویں ذوالحجہ کو مسجد حرام سے حج کا نیا احرام باندھیں۔اس کا نام تمتع ہے اور ایسے حاجی کو متمتع کہتے ہیں۔

حج کے متعلق ضروری مسائل کسی مستند کتاب مثلاً ''بہار شریعت'' کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

26 جنوری 1968ء بروز جمعۃ المبارک

صبح کی نماز کی اذان سوا پانچ بجے ہوئی اور نماز ساڑھے پانچ ہوئی۔حجاج کرام میں سے زیادہ تر شمال مغربی سرحدی صوبہ کے پٹھان ہیں، مگر بہت عبادت گزار دکھائی دیتے ہیں۔نماز کے بعد اکثر علماء کرام احکامات حج کے متعلق مسائل بتاتے رہتے ہیں ذکر واذکار سے جہاز گونج رہا ہے حکام جہاز بھی ضروری ہدایات دیتے رہتے ہیں۔مسافرین کی اکثر اشیاء گم ہو جاتی ہیں تو اعلان ہوتے رہتے ہیں۔طلوع سورج کے وقت عجب نظارہ ہوتا ہے۔سمندر کا پانی سیاہ رنگ کا دکھائی دیتا ہے اور بعض اوقات آبی بخارات بھی اٹھتے ہیں۔دھند بھی چھا جاتی ہے۔

جہاز پر وقار انداز سے ہموار طریقہ سے رواں دواں ہے۔کھانا اچار آم، چاول، خمیری، روٹی، دال گوشت لذیذ، سبزی وغیرہ پر مشتمل ہے۔نماز جمعۃ المبارک کی پہلی اذان سے قبل مسجد میں گیا۔مسافر صفیں باندھے بیٹھے تھے۔کافی ہجوم تھا۔پشتو بھائی تعداد میں بکثرت تھے۔وعظ ونصیحت بھی زیادہ تر پشتو علماء ہی کرتے تھے۔پنجابی بھائی منہ تکتے رہ جاتے۔پنجابی عالم کوئی سامنے نہ آیا جہاز نصف سے زیادہ سفر طے کرچکا ہے۔صحت کے

اعتبار سے ہم چاروں ساتھی بفضلہٖ تعالیٰ تندرست ہیں۔ نماز عصر ادا کی گئی۔ جوں جوں جدہ شریف کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ عجیب کیفیت طاری ہو رہی ہے۔ اللہ کریم تمام مناسک حج ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اپنا وطن گھر بار، آل اولاد بالکل یاد نہیں، صرف اگلی منزل تک پہنچنے کی تمنا تیز تر ہو رہی ہے۔ یہ سفر اتنا مبارک ہے کہ جہاز میں ہر سو ذکر و اذکار کی صدائیں بلند ہیں۔ نمازیں اوقات مقررہ پر پڑھائی جاتی ہیں۔ مسجد کی جگہ حاجیوں کی تعداد کی نسبت تنگ ہے۔ پھر بھی گزارہ ہو جاتا ہے۔ مسجد ہمہ وقت حاجیوں سے بھری رہتی ہے۔ تلاوت قرآن شریف و دیگر ذکر و اذکار، تسبیح و تحمید کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

27 جنوری 1968ء بروز ہفتہ

حسب معمول اوراد و ظائف جاری ہیں۔ منزل پر پہنچنے کی تڑپ بڑھتی جارہی ہے۔ جہاز بھی اللہ کے فضل و کرم سے پرسکون طریقہ سے جارہا ہے۔ کپتان صاحب نے اعلان فرمایا کہ اب ہم شہر عدن کے قریب سے گزر رہے ہیں۔ وہاں کی عمارات دکھائی دے رہی ہیں عدن مشہور بندرگاہ ہے۔ آزادی کے بعد جنوبی یمن میں ہے۔ ساڑھے تین بجے بعد دوپہر اعلان ہوا کہ اب جہاز باب المندب سے گزرتا ہوا۔ بحر احمر میں داخل ہو رہا ہے

''باب المندب'' عربی نام ہے جس کے معنی ہیں۔ آنسوؤں کا دروازہ'' چونکہ زمانہ قدیم میں اس آبنائے سے گزرنا بہت خطرناک سمجھا جاتا تھا اور سفینوں کی تباہی کا قوی اندیشہ رہتا تھا۔ اس لیے یہ نام پڑ گیا۔ جہاز کا رخ اب عین قبلہ کی طرف ہے۔ دائیں طرف یمن کی پہاڑیاں اور بائیں طرف ملک حبش کی پہاڑیاں بھی نظر آ رہی ہیں۔ مسافر صاحبان اوپر کی منزل سے نظارے کر رہے ہیں۔

سمندر قدرت خداوندی کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ یہ بڑا اور باہم پیوستہ پانی کا قطعہ جو سطح زمین کے تقریباً 71 فیصد حصے پر حاوی ہے۔ اسلام نے عقل سے کام لینے اور تفکر و تدبر کرنے کی بہت تاکید کی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ ایک گھڑی کا تفکر ساٹھ

سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ سمندروں کی تخلیق پر ہی ذرا غور وفکر تو کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کے بنانے والے کی عظمت وجلالیت، علم وقدرت، مشیت وحکمت واضح ہو جاتی ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت ۱۶۴ میں سمندروں کے متعلق ارشاد ربانی ہے جس کا مفہوم اس طرح سے ہے۔ " آسمان کی نیلی وسیع چھت، اس میں چمکتے ہوئے ان گنت ستارے، چاند اور سورج، پھر ان کا مقررہ وقت پر طلوع وغروب جن میں ایک سیکنڈ کے برابر بھی کبھی فرق نہیں ہوتا۔ ان کی گردش کے متعین راستے جن سے سر مو کبھی انحراف نہیں ہوا زمین کا یہ کشادہ صحن، اس میں رواں دواں ندیاں اور دریا، رات دن کی پیہم گردش، ان کا گھٹنا، بڑھنا، بے کراں سمندروں کے سینوں پر مسافروں سے لدی اور سامان سے بھری ہوئی کشتیوں اور جہازوں کا خراماں خراماں آنا جانا، گھنگھور گھٹائیں اور ان کا موسلا دھار برسنا، پھر مردہ زمین کا دیکھتے دیکھتے سرسبز وشاداب ہو جانا، کرہ ہوا میں بادلوں کا منڈلاتے پھرنا، کبھی برسنا اور کبھی ترسائے آن واحد میں ناپید ہو جانا ایسی چیزیں نہیں جنہیں عالم تو جانتے ہوں اور بے علم نہ جانتے ہوں، جنہیں دانشمند سمجھ سکتے ہوں اور کم عقل کی سمجھ سے بالاتر ہوں، بلکہ کائنات کی کتاب کا ہر ورق ہر کسی کے لئے یکساں طور روشنی کا مینار ہے، اور اس کے باوجود لطف یہ ہے کہ اتنا واضح ہونے کے باوجود اتنا سطحی بھی نہیں کہ اہل فکر ودانش کے لئے اس میں دلچسپی کا کوئی سامان نہ ہو بلکہ انہیں دعوت ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان میں اسرار ورموز اور قوت وطاقت کے وہ سمندر موجزن ہیں جن کا انہیں تصور تک نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر لحظہ مشاہدہ میں آنے والی چیزوں کا ذکر فرمانے کے بعد قرآن نے بار ہا اَفَلَا تتفکّرُونَ اَفَلَا تَتَدَبَّرُونَ جیسے فقروں سے للکارا ہے۔

28 جنوری 1968ء بروز اتوار

آج عشاء کی نماز پونے نو بجے ہوئی۔ رات تقریباً گیارہ بجے، جب کہ جہاز بحیرۂ احمر سے گزر رہا ہے، پانی متلاطم ہو گیا ہے۔ بہت بڑی بڑی لہریں اٹھ اٹھ کر جہاز سے ٹکرا رہی

ہیں، مگر جہاز بدستور رواں دواں ہے۔ قدرے ہچکولے بھی آتے ہیں۔ ایک اور جہاز دور سے گزرتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ جس کی روشنیاں رات کے اندھیرے میں صاف دکھائی دے رہی ہیں۔ اب آہستہ آہستہ ہم جدہ شریف کے قریب ہو رہے ہیں۔ کہتے ہیں جدہ شریف میں جہاز تقریباً ۲۴ گھنٹے ٹھہرے گا۔ چیکنگ وغیرہ ہو گی۔ اس وقت جہاز میں صبح کے چھ بج رہے ہیں، جب کہ پاکستان میں آٹھ ساڑھے آٹھ بج رہے ہوں گے سب مسافر پرسکون، باصحت، خوش باش ذکر واذکار میں مشغول ہیں۔

آج دوپہر کے کھانے میں گوشت پلاؤ، زردہ، سبزی گوشت وغیرہ دیا گیا۔ کھانا بہت لذیذ اور وافر تھا۔ تاہم عشاء کی نماز کے بعد سمندر میں سخت طوفان اٹھا۔ جہاز ہچکولے لینے لگا۔ مسافروں کی حالت خراب ہوگئی۔ توبہ استغفار کا ورد شروع رہا۔ نماز فجر تک خوب زور شور سے طوفان جاری رہا۔ مسافر چلنے پھرنے سے بھی عاجز آ گئے۔

29 جنوری 1968ء بروز پیر

والدین ۹ بجے صبح جدہ حاجی کیمپ میں بخیریت تمام پہنچ گئے۔ اس سفرنامہ کے حالات بادل نخواستہ یہیں ختم کر رہا ہوں، گو اگلے سفرنامہ کے حالات بے حد پرکیف، مفید، دلچسپ اور طویل ہیں۔ اگر وہ سب بیان کروں تو کتاب کافی ضخیم ہو جائے گی۔ زندگی رہی تو انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں وہ بھی بیان کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل ہماری تمام خطاؤں اور لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین۔

زیارات مدینۃ المبارک

گنبد خضرا

سب زیارتوں کی جان کعبے کا کعبہ، عرشیوں اور فرشیوں کی آنکھ کا تارا تو روضہ پیارا ہے جس کے صدقے میں حجاز مقدس کا ذرہ ذرہ زیارت گاہ بن گیا۔ یہ وہ مقدس دربار ہے جس کی حاضری اصل مراد ہے۔ اس گھر سے خدا کا گھر ملا اور اسی در سے خدا کا در پایا ؎

ہوتے کہاں خلیل، بنا کعبہ ومنیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
اس کے طفیل حج بھی خدانے کرادیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

جس مقام مقدس پر سرور عالم آرام فرما ہیں یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ تھا۔ اس کے اوپر وہ سبز گنبد ہے جسے گنبد خضرا کے مشہور نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جسے دیکھتے ہی دل کی دھڑکنیں تیز اور آنکھیں اشک ریز ہو جاتی ہیں اس پر نظر جمانا عین عبادت ہے جیسا کہ کعبہ معظمہ کا دیکھنا عبادت ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

اس گنبد خضریٰ کے سایہ میں شہنشاہ عالم اپنے دو وزیروں کے ہمراہ محو استراحت ہیں یہ دو وزیر سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ مزارات کی ترتیب اس طریق پر ہے کہ جانب قبلہ جنوبی طرف سرور عالم ﷺ کا مزار شریف ہے اس سے متصل شمالی طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اس سے متصل حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اس وضع پر کہ حضور انور کے سینہ کے برابر جناب صدیق کا سر مبارک ہے اور جناب صدیق کے سینہ کے برابر جناب فاروق کا سر اقدس ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کے ساتھ حضرہ شریفہ کی تعمیر بھی پکی اینٹوں سے کرائی تھی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے حضرہ کے درمیان میں دیوار کا پردہ حائل کر کے رہنے لگیں تا کہ زائرین بلا حجاب مزار اقدس کی زیارت کر سکیں حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ کے گورنر تھے تو خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم سے مزارات مقدسہ کو پتھر کی مضبوط عمارت بنوا کر بند کر دیا گیا تا کہ کوئی بے ادبی نہ کرنے پائے۔ صرف ایک روشندان رکھا گیا۔ پھر اس کے گرد دوسری پتھر کی عمارات بنا کر اوپر سے بھی بالکل بند کر دیا۔ یہ عمارت شاہ مصر ناصر قلاؤن صالحی کے زمانے تک قائم رہی۔ ۶۷۸ھ میں اس بادشاہ نے اس حریم مقدس پر گنبد بنوا دیا ورنہ پہلے مسجد نبوی سے حجرہ شریفہ کی چھت تھوڑی سی بلند تھی۔ نیز اس بادشاہ نے پیتل کی جالی بھی چاروں طرف لگوائی۔

موجودہ گنبد خضرا کی عمارت شاہ مصر ملک قیتبہ کے حکم سے ۸۸۸ھ میں بنی ہے۔ مواجہہ عالیہ کی جانب جالی شریف کا رنگ سنہری ہے اور باہر کی جانب جالی سے اوپر پتھر کی دیوار پر یہ دو آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔

❶ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (الحجرات)

''بے شک جو لوگ تجھے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر بے عقل ہیں''

❷ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (الحجرات)

''اے ایمان والو اس نبی کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو......الخ''۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْمَلِکُ الْحَق الْمُبِیْن

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَادِقُ وَعدالْمُبِیْنْ

پیتل کی بنی ہوئی سنہری جالی میں اکثر الفاظ ہی کندہ ہیں۔ مثلاً اوپر والے حصے میں یا اللہ اور یا محمد دائیں بائیں لکھا ہوا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یا محمد کی ''ی'' کاٹنے کی کوشش کی گئی ہے مگر الف اور نیچے دو پیتل کے نقطے تا حال نظر آتے ہیں۔ اس سے

نیچے جالی کا سارا دروازہ پیتل کی بنی ہوئی مکرر تحریروں سے مزین ہے۔ مواجہہ کی طرف ستونوں پر وہ ایمان افروز قطعہ درج ہے جو ایک بدوی نے نبی کریم کی رحلت کے بعد قبر سے لپٹ کر پڑھا تھا اور حضور سے مغفرت کی نوید پائی تھی۔

يَا خَيرَمَن دُفِنَت فِي التُربِ اَعْظُمُ
فَطابَ مِن طيبِهِنَّ القاعُ وَالاَ كُمُ
نَفْسِي الفِد اُء لِقبرِ انتَ ساَكِنُه
فِيه العَفافُ وَفِيهِ الجُر رُوَالكرَم

ترجمہ:۔اے ان سب میں بہترین جن کے اجسام زمین میں دفن کیے گئے تو ان کی خوشبو سے میدان اور پہاڑیاں مہک اٹھیں۔ میری جان اس قبر مبارک پر قربان ہو جس میں آپ مقیم ہیں۔اس میں (وہ حقیقت) پاکیزگی، سخاوت اور بزرگی (مدفون) ہے۔

جالی کے اندر تربت اطہر کے اردگرد بنی ہوئی پتھر کی چاردیواری پر جس میں کوئی دروازہ نہیں سبز رنگ کا غلاف ہے جو زیادہ گراں قیمت اور مزین معلوم نہیں ہوتا بلکہ سادہ ہے۔اس پر سرخ رنگ کا ایک حاشیہ ہے جس میں سورۃ فتح کی پہلی آیت (1) لکھی ہے اور اس سے نیچے سرخ رنگ کے چار گول دائرے سے بنا کر ان پر بالترتیب **هذا قبرُ عُمر الفاروق رضی الله عنه هذا قَبر ابی بکر الصدیق رضی الله عنه هذا قبر النبی صلی الله علیه وسلم** اور **محمد رسول الله** لکھا ہوا ہے۔

گنبد خضرا کے دامن میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ بھی ہے اسے بھی سبز جالی نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے اس کے اندر سنگ مرمر کی بنی ہوئی ایک بلند قبر شریف ہے جس کے اوپر ہمارے ہاں کے بعض مزارات کی طرح باریک ستونوں پر ایک خوبصورت چھت بھی ڈالی گئی ہے۔اس کو باب جبریل والی جانب سے دیکھا جائے تو اس کے اوپر **هذا قبر فاطمة الزهرا** لکھا ہوا پڑھا جاتا ہے۔ بروایت حضرت فاطمہ یہاں مدفون ہیں۔اس جگہ ایک صندوق بھی نظر آتا ہے جس کے اوپر دبیز کپڑا ڈالا ہوا ہے۔شاید

اس صندوق میں سیدہ کی کچھ یادگاریں محفوظ ہوں۔

نبی کریم کی قبر انور کی مرصوص چار دیواری تقریباً تیس فٹ بلند ہو کر ختم ہو جاتی ہے جو بظاہر گنبد شریف تک کھچی ہوئی نظر آتی ہے۔ گنبد شریف میں ایک روزن بھی ہے جو جنۃ البقیع میں کھڑے ہو کر گنبد خضراء اور ملحقہ مینار مسجد کی درمیانی جگہ میں دیکھنے سے نظر آتا ہے۔

مسجد نبوی

مسجد نبوی کی پہلی تعمیر یکم ہجری میں ہوئی جب آنحضرت ﷺ نے قبا سے تشریف لا کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر قدم رنجہ فرمایا۔ یہ قطعہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھا جن سے خریدا گیا اور حضور نے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر تعمیر کے وقت خود اینٹ پتھر ڈھوئے۔ اس وقت ستون کھجور کے تنوں کے تھے اور چھت ٹہنیوں کی تھی۔ قبلہ بیت المقدس تھا جو شمالی جانب ہے۔ سترہ مہینوں کے بعد رجب ۲ھ میں کعبہ معظمہ قبلہ مقرر ہوا جو جنوب کی طرف تھا اس لئے جنوبی دروازہ بند کر دیا گیا اور اس جانب محراب قبلہ آ گئی۔ مسجد نبوی کی پہلی تعمیر میں طول ۶۳ گز شرعی اور عرض ۵۴ گز شرعی رکھا گیا۔ مشرق اور مغرب کی جانب بھی ایک ایک دروازہ تھا مسجد کے شرقی جانب متصلاً دو حجرے حضرت عائشہ اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے بنوائے گئے۔ ۷ھ میں فتح خیبر کے بعد توسیع کی گئی اور طول و عرض سو گز کی مربع عمارت پسند فرمائی گئی اور اب تک اس کے اصلی حدود معلوم کرنے کے لئے سنگ مرمر کے چھ فٹ تک سفید ستون مقرر ہیں باقی سب ستون سرخ پتھر کے ہیں۔ مغرب میں باب الرحمۃ اور مشرق میں باب جبریل اس وقت سے مقرر ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر توسیع ہوئی۔ طول ۱۴۰/۱۴۰ گز اور عرض ۱۲۰ گز مقرر ہوا مگر تعمیر میں وہی پہلی سادگی ملحوظ رکھی گئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پختہ تعمیر کی گئی اور چھت ساگوان کی خوشنما لکڑی سے ڈالی گئی اور شمالاً جنوباً مزید توسیع کی گئی بلکہ آج تک جنوبی حدود حضرت عثمانؓ کے زمانہ کی ہیں۔

پانچویں مرتبہ خلیفہ عبدالمالک اموی کے زمانہ میں تعمیر ہوئی جسے عمارات بنانے کا بہت شوق تھا چنانچہ دمشق میں آج بھی جامع بنی امیہ کی بے نظیر عمارت موجود ہے خلیفہ کے حکم سے مدینہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے توسیع کی اور طول دوسو گز، عرض ایک سو ساٹھ گز رکھا، یہ تعمیر 88ھ سے شروع ہو کر 91ھ میں ختم ہوئی۔ اس میں چالیس رومی اور چالیس قبطی ماہرین فن کو سنگ مرمر کے دیواری نقش و نگار پر لگایا گیا اور چھت کو بھی منقش کروایا گیا۔ چنانچہ صرف دیوار قبلہ کے نقش و نگار پر ۴۵ ہزار طلائی دینار خرچ ہوئے۔

چھٹی دفعہ خلیفہ مہدی عباسی نے تعمیر کرائی اور شمال کی طرف اسی کی مقررہ حد آج تک بھی موجود ہے۔

پھر مصر کے بادشاہ قایتبائی ساتویں مرتبہ تعمیر کروائی جو 879ھ میں ہوئی اور اس کے بعد سلطان عبدالمجید خاں ترک نے آٹھویں مرتبہ 1265ھ 1277ھ تک 13 سال کے عرصہ میں نہایت مضبوط، خوش نما اور بے نظیر تعمیر کروائی۔

ملک سعود بن عبدالعزیز نے 1383ھ میں شمال کی طرف اور زیادہ توسیع کی بلکہ کچھ حصہ سلطان عبدالمجید خان مرحوم کا بنایا ہوا گرا بھی دیا گیا اور نئی تعمیر میں چھت کو بھی بلند تر کر دیا گیا۔ سلطان مرحوم کی بنائی ہوئی عمارت ۳۲۷ ستونوں پر مشتمل تھی اور پانچ مینار تھے۔ نہایت مستحکم اور مضبوط عمارت تھی جس میں بغیر انہدام توسیع ممکن تھی۔ بلکہ تعمیر میں چھت کے بلند ہونے کے باعث تناسب و موزونیت کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ نہ جانے کیوں ایسا بے جوڑ منصوبہ بنایا گیا۔ واللہ اعلم۔ میں تو یہی کہوں گا

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تابماند نام نیکت بر قرار

اب پھر مزید توسیع کا پروگرام بھی بن رہا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت کے مطابق چاہے جس قدر توسیع بھی ہو جائے اس مسجد پاک میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب بہ نسبت دوسری مساجد کے پچاس ہزار ادا کرنے کے برابر ہوگا ماسوائے مسجد حرام کے۔

ریاض الجنۃ

آنحضرت کا ارشاد ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں

مَا بَیْنَ بَیْتِی وَمِنبرِی رَوْضَۃٌ مِن رِیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنبرِی علیٰ حَوضِ

''جو جگہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ہے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض کوثر پر ہے''۔ (حدیث)

گویا اس مقدس حصہ میں داخل ہونا اور نماز پڑھنا ایسے ہے جیسے جنت میں داخل ہو کر نماز پڑھی جائے۔ اس حصے کی سب سے اہم نشانی یہ ہے کہ اس حصہ کے ستون قد آدم تک سفید منقش سنگ مرمر کی شکل میں ہیں اور اوپر سے سرخ ہیں ریاض الجنۃ کے قالین فرشی بھی سبز رنگ کے ہیں باقی مسجد میں سرخ قالین ہیں۔ اس حصہ کے اکثر ستون نہایت مبارک اور اعلیٰ نسبتوں کے حامل ہیں۔

حج مبارک کا باقی سفر نامہ جس کا تعلق مکۃ المبارکہ اور مدینۃ المنورہ کے قیام اور زیارت سے ہے اور ایک علیحدہ باب کا متقاضی ہے۔ زندگی رہی تو انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں آپؒ کی ڈائری کا بقیہ حصہ بھی شامل کتاب کر لیا جائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) فی الحال بندہ کی دوسری کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

میاں محمد سعید شاد

لاہور

19 اکتوبر 2006ء

15 رمضان المبارک 1427ھ

بروز پیر بعد نماز فجر

حرف آخر

اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہوئی کہ بندہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود والدِ گرامی کی بیاض کی مدد سے حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات وارشادات کتابی شکل میں شائع کر سکا۔ مجھے تصنیف وتالیف کا کوئی ملکہ ہے اور نہ تجربہ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے طفیل مجھے اس کتاب کی اشاعت کے قابل بنادیا جس کے مطالعہ سے متوسلین آستانہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مستفیض ہوتے رہیں گے۔

یادگارِ سعید

اس وقت بھی زمانے میں ہوگی مری کتاب
میں نے جہاں میں نقش یہ چھوڑا ہے یادگار
میرا یہ جسم خاک میں جس وقت مل گیا
یہ سوچ کر کہ دہر کو حاصل نہیں بقا
شاید کہ کوئی صاحب دل اس کو دیکھ کر
اس بندۂ غریب کے حق میں کر دعا

دعا گو ودعا جو

میاں محمد سعید شاد